अंक 22

شمارہ نمبر ۲۲

جلد نمبر ۶

वर्ष 06

صوفی ازم اور علم و ادب کا بے باک ترجمان

RAHBARE NOOR

QUARTERLY URDU

سہ ماہی رہبر نور مکنپور شریف

مزار پر انوار حضور رفیق ملّت

مزار پر انوار حضور حافظ ملّت

قطب نے ماں رفیق قوم ملّت قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری اور شیخ کامل حافظ ملّت قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری علیہما الرحمتہ والرضوان کی حیات و خدمات پر مبنی ایک اہم تحقیقی و تاریخی دستاویز

July, Aug.,Sep 2025

سلسلۂ اشاعت کا چھٹا سال

محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول ۱۴۴۷ھ

حضور رفیق ملّت نمبر

- ایک باکمال علمی و عرفانی شخصیت
- امت مرحوم سو سکتی ہے مر سکتی نہیں
- حلب کا نور شہر مکن پور میں
- پیکر اخلاق و محبت حضور حافظ ملّت
- ایک زاہد شب زندہ دار
- مظہر ولایت و مخزن کرامات

ابوالمشرب سید مقتدا حسین جعفری دار النور مکن پور شریف کانپور (انڈیا)

دم مدار
بیڑا پار
MADAARI MEDIA
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

بفیض روحانی۔ شہنشاہ ولایت سیّد بدیع الدّین احمد قطب المدار مدار العالمینؓ

بیادگار الحاج ڈاکٹر سیّد مرتضیٰ حسین رہبؔر والحاجہ سیّدہ نور النہار فاطمہ علیہما الرحمۃ والرضوان

سہ ماہی رہبر نور مکن پور شریف

اگر اس دائرہ میں لال نشان ہے ○
اس کا مطلب آپ کی ممبری فیس ختم ہو گئی ہے

محرم الحرام
صفر المظفر، ربیع الاول ۱۴۴۷ھ
July, Aug.,Sep.
2025

QUARTERLY
RAHBARE NOOR
URDU

مجلس مشاورت

عزت مآب
مشائخ مکن پور شریف
و
جملہ علماء کرام
سلسلہ عالیہ
مداریہ

مجلس ادارت

چیف ایڈیٹر
ابو المشرب سیّد مقتدا حسین جعفری

مینیجنگ ایڈیٹر
ڈاکٹر سیّد اقتدا حسین جعفری عامؔر

ایڈیٹر
مفتی سیّد نثار حسین جعفری مداری

جوائنٹ ایڈیٹر
مولانا سیّد ازبر علی مداری

سرکلیشن مینیجر
سیّد قمر حسین جعفری

OWNER
PRINTER &
PUBLISHER
MUQTIDA HUSAIN
JAFRI
BY PRINTED -
INSHA PRINTERS
91/4 HIRA MAN
PURWA, KANPUR
&
PUBLISHED
FROM-VILL.
&
POST. MAKANPUR
KANPUR

स्वामी, प्रकाशक एवं मुद्रक- मुक़्तिदा हुसैन जाफ़री ने इंशा प्रिन्टर्स 91/4- हीरामन पुरवा कानपुर से छपवाकर सम्पादक- मुक़्तिदा हुसैन जाफ़री ने कार्यालय रहबरे नूर मकनपुर शरीफ़ कानपुर से जारी किया।

ALL DISPUTED MATER IN VALID KANPUR JURISDICTION

ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر مقتدا حسین جعفری نے انشاء پرنٹرس 91/4 ہیرامن کا پوروہ، کانپور سے چھپوا کر دفتر رہبر نور مکن پور شریف سے جاری کیا۔

رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین آپ کی معلومات میں اضافہ کریں گے لیکن مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق رائے ہونا ضروری نہیں ہے

Madaarimedia.com

اداریہ

میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

کہتے ہیں کہ اگر آپ اسٹیشن پر دیر سے پہونچے تو آپ یہ شکایت نہیں کر سکتے ہیں کہ ریل گاڑی آپ کو لئے بغیر ہی روانہ ہوگئی۔ ہم کو اپنی منزل مقصود حاصل کرنے کے لئے تیزی سے گزرتے ہوئے وقت سے قدم ملا کر آگے بڑھنا ہوگا۔ تاریخ گواہ ہے کہ پاکیزہ فضلات اور نیک افعال واعمال سے لبریز ہمارے مقدس ترین اسلاف واکابرین کی نگاہ کیمیا اثر سے تمام لوگوں کے معمولات زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہو جاتا تھا اور لوگوں کے دلوں پر ان کی حکمرانی کا سکّہ چلنے لگتا تھا۔ سلسلہ عالیہ مداریہ کے عظیم ترین اکابرین نے پورے ملک میں بغیر تفریق مکاتب فکر کتاب وسنت کی روشنی میں انسانیت کو عروج وارتقاء بخشنے میں جو خدمات انجام دی ہیں ان کو زمانہ کبھی نہ بھول پائے گا۔ انہیں بزرگوں کے فیضان کرم سے سنی العقیدہ رواداریوں کے روشن وتابناک نشانات حاصل ہوئے اور خانقاہوں کے نظم ونسق سے وابستہ ہو کر لوگ اہل سنت کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

وقت اور ماحول کی ذمہ داریاں سب کو آواز دے رہی ہیں کہ ہم تساہلی اور بے حسی کو پیچھے چھوڑ دیں، خواب غفلت سے اپنے کو بیدار کریں اور اپنے بزرگوں کی روحانی طاقتوں کا سہارا لیکر جذبہ عمل کا ایک ایسا پلیٹ فارم تیار کریں جو وقت کے ہر تقاضے سے آنکھیں ملا سکے۔

ادارہ رہبر نور مکن پور شریف نے قوم وملت کے اکابرین بزرگوں کی اسلامی ودینی خدمات کو دنیائے اسلام کے سامنے لانے کے لئے اپنی جو تحریری خدمات پیش کی ہیں اور مزید کوششوں اور کاوشوں کے راستے پر گامزن ہے، ''حضور رفیق ملت نمبر'' اسی سلسلہ کی ایک دیدہ زیب کڑی ہے۔ خالق ارض وسماء ان خدمات کو قبولت کا شرف بخشے۔ آمین!

سید مقتدا حسین

چیف ایڈیٹر

حلب کا نور شہر مکن پور میں

ازقلم: مفتی اعظم نیپال قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی محمد عثمان صاحب قبلہ برکاتی مصباحی، بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان مدینہ جنکپور نیپال و مرکزی ادارہ شرعیہ کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو نیپال

جب سے دنیا بنی ہے تب سے اس کائنات فانی میں انسانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ چل رہا ہے کچھ لوگ آتے ہیں رہتے ہیں طویل عمریں پاتے ہیں مگر جیتے جی بھی ان کا کوئی خاص نشان نہیں رہتا بس وہ آئے اور چلے گئے۔ مگر کچھ وہ شخصیات بھی آتی اور جاتی ہیں کہ جن کے نقوش حیات کے رنگ اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ دلوں میں ثبت کر جاتے ہیں اوران کے نام ان کے کام زندہ جاوید بن جاتے ہیں۔ انہیں خوش نصیبوں میں ایک نام نامی مکن پور شریف کے افق سے ابھرتا ہےاورایک عالم پہ چھا جاتا ہے۔

میری مراد قاضی القضاۃ فنائے راہ وفا پیکر صدق وصفا قطب زماں سراپا محبت چراغ ہدایت پیکر لطف وعنایت پیر طریقت حضرت الحاج قاضی سید محمد رفیق علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ اپ کے والد گرامی کا نام شمس المشائخ حضور قاضی سید محمد شمشاد علی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ والدہ کا نام سیدہ ام سلیم دختر مولانا سید اسحاق محلی رحمۃ اللہ علیہ ہے

آپ خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف کے قاضی القضات تھے آباء واجداد کی روحانی تربیت نے آپ کے قلب کو اتنا صیقل کیا کہ اس دل میں جلوۂ خدا کے انوار مرتسم ہو گئے۔ پوری زندگی زہد و ورع تقویٰ شعاری خلق خدا کے ساتھ کامل درجہ کی ملنساری میں گزری آپ کی حیثیت منارۂ نور کی تھی لوگ کہتے ہیں کہ پارس پتھر جس پتھر سے مس کر دیا جائے اسے سونا بنا دیتا ہے خداوالوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے جو بھی ان سے قریب ہوتا ہے معرفت خداوندی کی حلاوت پالیتا ہے۔

اولیاء اللہ کے لئے کرامات کا ثبوت حق ہے مگر اظہار کرامت ضروری نہیں بعض بزرگوں کی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں بعض کی نہیں ویسے تو دین پر استقامت یہ وہ جوہر ہے جس کا درجہ کرامت سے بھی اوپر ہے الاستقامت فوق الکرامت۔ مگر چونکہ یہ کرامت بھی استقامت کی برکت سے نصیب ہوتی ہے لہذا حضرت والا درجت چونکہ زبردست صاحب استقامت تھے لہذا اکثیر کرامتوں کا ظہور بھی اپ سے ہوا۔

سنت کی پابندی

یہ ایسا وصف ہے کہ بڑے بڑے فیل ہوتے نظر اتے ہیں مگر حضرت کے اندر یہ وصف بھی بدرجۂ اتم موجود تھا ایک بار کا ذکر ہے کہ آپ کٹنگی ضلع جبلپور ایم پی میں تشریف فرما تھے

بخار کی شدت سے آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی تھی مریدین و معتقدین کے پروانے اس شمع ہدایت کے قریب موجود تھے اپ کو استنجاء کی حاجت ہوئی تو لوگوں نے سہارا دے کر استنجاء کے لئے بٹھایا آپ اپنے ہاتھوں کو سر کے اوپر لے گئے اور فرمایا کہ کیا ہوا آسمان نیچے آ گیا؟ پھر فرمایا میری ٹوپی میرے سر پر رکھو پھر جب آپ کی کلاہ مبارک آپ کے سر پہ رکھی گئی تو آپ نے استنجاء فرمایا سبحان اللہ ماشاء اللہ یہ ہوتی ہے اللہ والوں کی شان بیہوشی میں بھی اتنا ہوش ہے کہ سر پہ کپڑا رہے اور سنت ترک نہ ہونے پائے یہی وہ استقامت ہے جو انسان کو مرتبۂ ولایت پر متمکن کرتی ہے۔

کرامت

یوں تو آپ کی کرامتیں بھی بہت ہیں ان میں سے ایک دو بیان کرتا ہوں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کنٹگی میں ایک صاحب رفیق ٹھیکہ دار کے نام سے موسوم تھے خلاف شرع عادات واطوار رکھتے تھے ایک دن حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے حضور آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں مگر مجھے کرنا کیا ہوگا آپ نے نظر کیمیا اثر اٹھائی چہرے پہ تبسم پھیل گیا لبہائے مبارک ہلے ارشاد ہوا کہ تم صرف میری تعظیم کرنا یعنی میرے سامنے قبیح حرکتوں سے باز رہنا کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ مکن پور شریف لے آئے۔

ایک دن وہ مرید رفیق ٹھیکہ دار بازار کی طرف روانہ ہوئے سوچا کہ پیر صاحب تو چلے گئے ہیں لہٰذا چلتا ہوں بازار اور جوا کھیل لیتا ہوں مگر راستے میں پیر صاحب سے ملاقات ہو گئی اور ارادے پہ پانی پھر گیا واپس آ گئے پیر صاحب نے اپنی تعظیم کا وعدہ جو لے لیا تھا۔ کچھ دنوں بعد پھر اسی طرح ہوا وہ صاحب بازار اسی ارادے سے چلے کہ پھر راستہ میں ہی پیر صاحب سے ملاقات ہوگئی اور پھر خالی ہاتھ واپس لوٹ گئے مگر اب کی بار خالی ہاتھ نہیں لوٹے بلکہ گوہر مراد لے کر لوٹے خیالات کے تانے بانے سلجھانے لگے کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے پیر صاحب تو کب کے تشریف لے جا چکے ہیں مگر یہ بار بار بازار کے راستے میں کیوں ملاقات ہو جاتی ہے کسی اور طرف جاؤں کسی اور ارادے سے جاؤں تو ملاقات نہیں ہوتی صرف بازار کے راستے میں وہ بھی جوا کے ارادے سے نکلتا ہوں تو کیوں ملاقات ہوتی ہے؟ رحمت حق نے یاوری کی اور دل کے دریچے کھل گئے آنکھوں کا حجاب اٹھ گیا اور پیر صادق کی روحانی قوت کا احساس وادراک ہوگیا پھر کیا تھا دل سے تائب ہوئے اور زندگی بھر قبیح حرکتوں سے باز رہ کر شراب محبت میں مست رہے اور کبھی اس نشہ کو ہاتھ نہیں لگایا جو عقل کو ماؤف کردے بلکہ ہمیشہ اس شراب کا خمار چڑھا رہا جو عقل انسانی کو صیقل اور بے نور دل کو منور کر دیتا ہے

پیر صاحب کی محبت اور ان کے بتائے ہوئے راستوں پر ایسا چلے کہ پھر کبھی ان غیر شرعی راستوں پر چلنا پسند نہیں کیا۔

قارئین کرام! اس کرامت سے اولیاء اللہ کے روحانی تصرفات کا اندازہ لگائیں کہاں مکن پور اور کہاں کنٹگی مگر مرید کی نقل وحرکت پہ نظر جمائے ہوئے ہیں اور دور رہ کر بھی اصلاح حال کر رہے ہیں سچ ہے ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ

یوں تو آپ کے مریدین پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے تھے مگر مدھیہ پردیش ایم پی اور بندیل کھنڈ کا علاقہ خاص طور پر آپ کے لئے مرکز توجہ رہا جبل پور کے پاس ایک قصبہ ہے اِندرانہ وہاں حضور قطب وحدت سرکار سیدنا بدیع الدین احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چلہ

مبارک ہے۔حضور والا وہاں بھی قیام فرماتے تھے جہاں آپ کا قیام تھا آپ نے ہدایت کر رکھی تھی کہ رات کے مخصوص حصہ میں میرے حجرے میں کوئی نہیں ائے گا مگر انسانی فطرت ہے کہ جن چیزوں سے منع کیا جائے انسان انہیں چیزوں کی کھوج تلاش زیادہ کرتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس حصہ کے لئے منع فرمایا تھا اسی حصہ میں کچھ لوگ آپ کے حجرہ میں تاک جھانک شروع کر دی کیا دیکھا کہ آپ کے تمام اعضائے بدن الگ الگ بکھرے پڑے ہیں دیکھ کر ہوش اڑ گئے ڈر کے مارے چیخیں نکل گئیں شور وغل کی آواز سن کر آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے۔

قارئین کرام! آپ نے غور کیا؟ یہ کیا تھا؟ کیا جلوہ تھا؟ بات یہ ہے کہ بات یہ ہے کہ علامہ حلبی نے لکھا ہے کہ قطب کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے اعضاء بھی الگ الگ ہو جاتے ہیں اور وہ بیک وقت کئی کئی مقامات پر ہو سکتے ہیں پہلی کرامت میں کئی جگہ ہونے اور دوسری کرامت میں اعضاء الگ الگ ہونے کا ثبوت مل گیا سبحان اللہ یقیناً آپ وقت ایک قطب تھے۔

وہابی ہونے کا الزام

مگر افسوس تنگ نظروں بدخواہوں اور بزعم خویش دین ومسلک کے ٹھیکیداروں کی شرانگیزی نے آپ کو بھی چین سے نہیں رہنے دیا چنانچہ 1975 میں آپ آخری مرتبہ کنگی سے رنجیدہ ہو کر واپس ہوئے وجہ یہ تھی کہ دشمنان سلسلہ نے آپ پر وہابیت کا الزام لگا کر مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا جبل پور سے غلط فتوی منگوا کر آپ کے خلاف پروپیگنڈا رچا۔(بیان کرتے ہیں کہ جب مولانا برہان الحق صاحب کو اس مسئلہ کی خبر ہوئی تو آپ مکن پور شریف تشریف لائے اور حضور رفیق ملت حضرت قاضی سید محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی اور عرض کیا حضور مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ ان شر پسندوں نے آپ کے لئے یہ فتوی منگوایا ہے آپ مجھ کو معاف فرمائیں حضور رفیق ملت جو اولاد رسول تھے فاطمی خون اپ کی رگوں میں گردش کر رہا تھا رحمت اللعالمین کی اولاد تھے آپ نے مولانا برہان الحق صاحب کی اس معذرت کو قبول فرمایا اور پھر اپنے گھر میں اپنے دولت کدے پر دار القضات میں مولانا برہان الحق صاحب سے فرمایا کہ مولانا آپ کھانا کھا کر جائیں گے مولانا برہان الحق صاحب نے عرض کیا حضور مجھ کو جلدی نکلنا ہے آپ ایسا کریں کہ آپ کے گھر میں جو روکھی سوکھی ہو جو کچھ بچا ہوا ہو مجھ کو دے دیں آپ آل رسول ہیں آپ کے گھر کی روکھی سوکھی روٹی تمام نعمتوں پر بھاری ہے بہر حال جو کچھ بھی تھا آپ کے سامنے لایا گیا آپ نے تناول کیا اور پھر مکنپور شریف سے بریلی کی طرف روانہ ہو گئے)

چنانچہ آپ یہ کہہ کر روانہ ہو گئے کہ اب مولانا سید غلام سبطین مداری یہاں آئیں گے اور وہی اس مسئلہ کو حل کریں گے۔

(یہ پیشنگوئی تھی جو حضور رفیق ملت نے اپنے آخری سفر میں اپنے مریدوں کو فرمائی تھی وصیت کے طور پر اس کے علاوہ ایک اور وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد تمہارے یہاں کنگی میں ایک بزرگ آئیں گے اور اپنے مرید صادق رفیق ٹھیکیدار سے فرمایا کہ تم ان کی دیکھ ریکھ کرو گے اور وہ تمہارا نام لے کر کے ہی آئیں گے اور ان کا حلیہ بھی بیان فرمایا)

چنانچہ حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ کی کرامت مذکورہ پیشین گوئی کی شکل میں اس طرح ظہور پزیر ہوئی کہ کچھ سالوں

کے بعد اپنے دینی دورۂ بمبئی کے موقعہ پر بلا کسی تحریک و پروگرام کے اچانک حضرت علامہ و مولانا سید غلام سبطین صاحب رحمت اللہ علیہ جبل پور ریلوے اسٹیشن پر اتر گئے اور وہاں سے کٹنگی تشریف لائے اور وہاں آپ نے خطاب فرمایا جس خطاب میں آپ نے مرتبۂ قطب المدار اور عظمت سلسلۂ عالیہ مداریہ کو بیان فرما کر انتشار ختم کرنے کی کوشش فرمائی مگر کچھ ضدی عناصر پھر بھی مطمئن نہیں ہوئے اور شر انگیزی پر آمادہ ہوئے اور آپ کو گھیر کر مارنے کی دھمکی دینے لگے۔

مداری حضرات نے آپ کو ایک محفوظ جگہ پر رکھا ہوا تھا جہاں کچھ لوگوں نے آپ سے کہا کہ حضور سچ اور حق کیا ہے اس کو بیان فرمائیں۔تو اپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جو میں نے خطاب کیا تھا کیا وہ کافی نہیں ہے اگر نہیں تو آؤ ہم اور تم اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں اور فیصلہ اللہ پر چھوڑتے ہیں۔

عالی جناب محمد حنیف پرنم مداری کا بیان ہے کہ آپ نے دو بکروں کو بلایا جن میں ایک کمزور بکرا تھا اور ایک تندرست بکرا تھا کمزور بکرے کو فرمایا کہ یہ ہماری طرف سے ہے اور توانا بکرے کو کہا کہ یہ مخالفین سلسلۂ عالیہ مداریہ طرف سے ہے پھر آپس میں لڑنے کا حکم دیا اچانک وہ بکرے لڑ گئے اور کمزور بکرے نے جس سے چلنا بھی مشکل تھا اس توانا بکرے کو چت کر دیا آپ نے فرمایا دیکھو دیکھو دیکھو سچے جیت گئے اس واضح ظہور حقانیت کے بعد بھی کچھ شر پسند آپ کو گھیرے ہوئے تھے لیکن یہ مسئلہ جب برہان ملت مفتی برہان الحق صاحب جبلپوری کے پاس پہونچا تو آپ نے ان شر پسندوں کو بہت ڈانٹا اور سلسلۂ مداریہ کی عظمت بیان کی اور حضرت مولانا سید غلام سبطین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس اپنی مسند پہ بٹھا کر عزت بخشی اور فرمایا کہ آپ سادات کرام سے ہیں اور ان لوگوں سے بھی فرمایا کہ تم بھی ان کی تعظیم کرو۔

یہاں اس موقعہ پر ایک ضروری تصفیہ کر دوں کہ ہماری بیشتر مساجد مکاتب اور مدارس ہمارے ہاتھوں سے اس وجہ سے بھی نکل گئے کہ ہمارے علماء نے غیر دانشمندانہ کام کئے بے جا تشدد کیا غلط طریقے پر فتوے منگوائے اور دیئے گئے سنیوں کو ہی سنیت سے نکلوا دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری مسجدیں ہمارے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ ذرا ذرا سے فرق پر الزام وہابیت ڈالا گیا۔

مثلاً کسی نے حی علی الصلاۃ کی بجائے شروع اقامت سے کسی کو کھڑے ہوتے دیکھا تو وہابی کہہ دیا کسی نے کسی کو بعد نماز فجر یا بعد جمعہ صلوۃ وسلام پڑھتے نہیں دیکھا تو وہابیت کا الزام جڑ دیا کسی نے اذان قبر کا انکار کر دیا تو اس کو وہابی کہہ دیا کسی نے پندرہویں شعبان کا چراغاں نہ کیا تو وہابی کہہ دیا کسی کو رفع یدین کرتے دیکھا تو وہابی کہہ دیا کسی کو امین بالجہر کرتے دیکھا تو وہابی کہہ دیا کسی نے کسی کو وہابی کے ساتھ کھاتے پیتے چائے نوشی کرتے باتیں کرتے کاروبار کرتے دیکھا تو وہابی کہہ دیا وغیرہ عزیز و یاد رہے ان مذکورہ باتوں میں سے کسی سے کوئی وہابی نہیں ہوتا اور جو لوگ ان باتوں کی وجہ سے کسی کو وہابی کہہ دیتے ہیں تو سچائی یہی ہے کہ وہ لوگ وہابی سنی کا مطلب نہیں سمجھتے ہیں وہ خود ہی گمراہ گمراہ گر ہیں۔

وہابی وہی ہوتا ہے جو کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسول کی توہین کرے یا جو ابن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کی کفری عبارتوں کی تصدیق کرے مگر میں اپنے اندازے کے مطابق پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ابھی اس وقت ہندوستان میں ان عقائد کفریہ پر ایمان رکھنے والا کلیتا ناپید

ہیں کون کہے گا کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے کون کہے گا کہ اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں کون کہے گا کہ نبی کا خیال نماز میں لانا گائے گدھے اور زنا کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے معاذ اللہ رب العالمین کون کہے گا کہ نبی رسول کی حیثیت اللہ کی بارگاہ میں چوہرے چمار سے بھی کمتر ہے کون کہے گا کہ محمد رسول اللہ کا علم گدھوں چوپایوں اور پاگلوں کی طرح ہے؟ کوئی نہیں اور انہیں عقائد والوں کو وہابی کہا جاتا ہے اب سوچو کتنے سنیوں کو نادانی کی وجہ سے وہابی بناڈالا ضرورت ہے کہ وہابی سنی کا صحیح مفہوم علماء سمجھائیں اور خود بھی سمجھیں تاکہ بات بات پر کسی سنی کو وہابی نہ کہہ دیں۔

یہاں المیہ یہ ہے کہ سنیت کا نیا مفہوم وضع کرلیا گیا ہے اور چھوٹا سا پیمانہ بنا رکھا ہے اور جن کو اس چھوٹے سے پیمانے سے باہر دیکھا جھٹ سے سنیت سے خارج کر دیا نادانوں سنیت تمہارے گھر کی کنیز ہے کیا کہ جب چاہو جو لباس پہنا دو سنیت عالمگیر مذہب ہے جس کا سرا ڈائریکٹ صحابہ تک جاتا ہے اور وہاں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے جب سے نادانوں نے سنیت کا معیار اپنے من سے وضع کرلیا تب سے سنیت کا نقصان شروع ہوا یہی حادثہ حضرت قطب وقت پیر روشن ضمیر حضرت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمہ کے ساتھ ہوا ہوگا اور کچھ نہیں دنیا میں جتنے مداری ہیں وہ سب سنی صحیح العقیدہ ہیں کوئی مداری وہابی نہیں کیونکہ وہابیت اور مداریت میں تباین ہے اور دو متباین کا اجتماع ایسے ہی نہیں ہوگا جیسے کہ شجر اور حجر ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔

یہ چند سطور فقیر برکاتی نے محبّ مکرم ترجمان مداریت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ علوی منظری مداری مہتمم دارالعلوم اسلامیہ علویہ گلشن فاطمہ جھہراؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی انڈیا کے حسب الحکم تحریر کردیئے اس لئے نہیں کہ حضور قطب اکبر سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ہوجائے بلکہ اس لئے کہ حضور والا مرتبت کے گنگانوں میں میرا بھی شمار ہوجائے اور اللہ کے حضور بخشش کا سامان ہوجائے۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم.**

میں اختتامیہ کے طور پر قاضی مداریت حضرت علامہ مولانا قاضی سید محمد توثیق منصف جعفری مداری دامت برکاتہم کا شکر گزار ہوں کہ حضور قاضی مداریت قبلہ نے فقیر کو حضور قطب اکبر سرکار رفیق ملت علیہ الرحمہ کی سیرت مبارکہ پر کچھ خامہ فرسائی کا موقعہ عنایت فرمایا اور مکن پور شریف سے شائع ہونے والے سہ ماہی مجلّہ رہبر نور میں فقیر کی تحریر کو شائع فرمایا دعاء گو ہوں کہ رب کریم اسی طرح ان سے اسلاف کرام کی خدمات لیتا رہے۔

والسلام

محمد عثمان برکاتی مصباحی

بانی مرکزی ادارہ شرعیہ کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو نیپال

وبانی ومہتمم دارالعلوم فیضان مدینہ جنکپور نمبر 16 نیپال

•••

قطب زماں، رفیق ملت قاضی

سید محمد رفیق مداری

از قلم: مفتی محمد ہاشم سندھی

محقق: موسوعۃ الامام المہدی ''امام مہدی انسائیکلوپیڈیا''

بانی: تحقیقاتی ادارہ برائے مہدویت ''امام مہدی کمپلیکس''، سندھ

تاریخ ایک قوم کی یادداشت ہوتی ہے اور جو قوم اپنی یادداشت سے محروم ہوجائے وہ اپنا وجود بھی کھودیتی ہے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ وہ دوسری قوموں سے مرعوب ہوکر احساسِ کمتری کا شکار ہوجاتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی درخشاں تاریخ کا مطالعہ کریں اور بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''پہاڑی کے چراغوں'' سے روشنی مستعار لے کر مستقبل کے مراحل طے کریں۔

اب تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ برصغیر میں اسلام کا تعارف وابلاغ صوفیائے کرام کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جو کہ بلا تخصیص سلسلہ وطریقہ اول زمانے سے آج تک جاری و ساری ہے، جس سلسلہ تصوف نے یہاں پہ بطورِ خاص وسیع اثر چھوڑا ہے، اُسے سلسلہ مداریہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس سلسلہ طریقت کے صوفیاء کرام اہلِ اسلام حتی کہ غیر مسلموں کی نظر میں بھی انتہائی ادب وتحسین کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، یہ عظیم المرتبت اولیاء اللہ بلا شک وشبہ امن ومحبت کا استعارہ، ایثار واخوت کی تشبیہ بے نظیر اور خُلقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) وخدمتِ خلق کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، گو کہ ان عالی مرتبت صوفیاء کے تذکروں سے ہمارے ادب وتحقیق کا دامن لبریز ہے، مگر یہ ایسی دلکشا ونُورافزاء سیرتیں ہیں جن کا بار بار مطالعہ ہمارے اخلاق واخلاص میں وسعتیں، علم وفضل میں تبحر اور ایمان وایقان میں استحکام پیدا کرتا ہے، زیرِ نظر مقالہ کے عنوان کے مطابق گو کہ ہم ایک حد کو اختیار کررہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام سلاسلِ طریقت کی (بالعموم) اور سلسلہ مداریہ کی برصغیر پاک وہند میں خدمات (بالخصوص) ایک مقالے میں سمیٹی نہیں جاسکتیں، یہ تو ایک عظیم ''انسائیکلو پیڈیا'' کا موضوع ہے، اس لئے فقط مؤسس سلسلہ طریقت مداریہ سیدی سندی حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ اور قطب زماں، رفیق قوم، قاضی سید محمد رفیق مداروی کے اسمائے مبارکہ شامل ہیں۔

رفیق ملت کی حیات زندگی

حضور قطب دوراں ولی کامل سرکار سیدنا رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری (قاضی القضاہ خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف، ہند) آپ کا مختصرا تعارف یہ ملتا ہے:

اسم گرامی: سید محمد رفیقؒ

والد ماجد کا اسم گرامی: سید شمشاد علیؒ

والدہ ماجدہ کا اسم گرامی: سیدہ ام سلیمؒ

وجود سراپا سنت

انگریزی زمانے میں مکن پور شریف سے قریب ایک قصبہ جسکو تروا کہتے ہیں آپ وہاں اسکول میں فارسی کی تعلیم دیتے تھے، آپ بہت عبادت گزار سنت و نوافل اوراد و وظائف کے پابند تھے، آپ کی سنت کی پابندی پر ایک واقعہ کٹنگی ضلع جبل پور میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ کٹنگی میں تشریف فرما تھے اور تیز بخار تھا جس کی وجہ سے بیہوشی طاری تھی، آپکے مریدیں آپکے پاس تھے آپکو استنجے کی حاجت ہوء لوگوں نے آپکو استنجے کے لئے بٹھایا، آپ نے ہاتھ اوپر کیا اور کہا کیا آسمان نیچے آ گیا، پھر سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا میرے سر پہ ٹوپی رکھو جب آپکو کلاہ پہنادی گئی تب آپ نے استنجا کیا، یعنی اسقدر غشی کا عالم لیکن سنت کی پابندی ایسے عالم میں بھی آپ سے ترک نہ ہوئی۔

علمی مقام اور تصنیفی خدمات

رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ علم دین میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا میدان بھی سنوارا۔ آپ کا ایک خاص علمی کارنامہ ''منتخب العجایب فی اظہار اسرار الغرائب'' نامی فارسی مخطوطے کا اردو ترجمہ ہے، جو محض عجائبِ دنیا پر نہیں بلکہ حضور سرکارِ مدار العالمین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی سوانحِ حیات اور آپ کے عجائب و غرائب احوال پر مشتمل ایک گراں قدر علمی و روحانی دستاویز ہے۔ یہ کتاب حضور زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے روحانی مقامات، سلوک و طریقت، دعوت و تبلیغ کے انداز اور طریقتِ مداریہ کے اسرار و رموز کو نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہے۔ قاضی صاحب نے نہ صرف اس نایاب مخطوطے کا اردو ترجمہ کیا بلکہ اپنی علمی شرح و توضیح کے ذریعے ایسے دقیق نکات کو آسان فہم انداز میں پیش کیا، جو عام قاری کے لیے قابلِ فہم نہ تھے۔ آپ کا یہ ترجمہ نہ صرف ایک علمی کارنامہ ہے بلکہ آپ کے علمِ تاریخ، فہمِ تصوف اور عشقِ مرشد کا روشن مظہر بھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سلسلہ مداریہ کے سچے خادم، شارح اور روحانی رازوں کے امین تھے۔ اس کتاب کی بدولت سرکار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ، کرامات اور فیضان آنے والی نسلوں تک منتقل ہوا اور آج بھی اہلِ دل اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

قاضی القضاۃ

قاضیوں کی تقرری کے لیے حکمران عام طور پر اہلِ علم و فضل کا انتخاب کرتے تھے۔ قاضی کی تقرری تاحیات ہوتی اور اس کا اعلان کیا جاتا تھا، لیکن یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ قاضی اپنا عہدہ سلطان کی مرضی تک برقرار رکھ سکتا تھا۔ فقہ اسلامی کی اصطلاح میں چیف جسٹس کو قاضی القضاۃ کہا جاتا ہے۔ امام ابو یوسفؒ تاریخ اسلام میں پہلے شخص ہیں جنہیں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بنایا گیا۔ قاضی القضاۃ کو سلطان مامور کرتا تھا اور وہ سلطان کے لیے حلفِ وفاداری اٹھاتا تھا۔ مفتیوں،

پنڈتوں، محتسبوں اور محرّرین کا عملہ قاضی کی عدالت سے وابستہ ہوتا تھا۔ سلطان عدالتوں کی عمارات الگ تھلگ، وسیع اور کھلی جگہوں پر تعمیر کراتا تھا جو ''دارالقضا'' یا ''دارالعدل'' کہلاتی تھیں۔ مغلوں کے عہد میں عدالتی عمارات مزید وسیع کردی گئیں اور اِن کو کچہریاں کہا جاتا تھا۔ قاضی کے فرائض میں دیوانی وفوجداری مقدمات میں انصاف کرنے کے علاوہ یہ فرائض بھی شامل تھے: امامت (مساجد میں نماز جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی امامت)، نکاح خوانی، محتسب کے کاموں کی انجام دہی، اوقاف کا انتظام اور مرحومین کی املاک کی تقسیم۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے وقت میں قاضی مسلمانوں سے زکوٰۃ اور غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرتے تھے۔ عہدِ مغلیہ سے پہلے قاضی یا قاضی القضاۃ خطبے میں خلیفہ وقت اور حکمران سلطان کے نام بھی پڑھتا تھا اوران کے لیے اجتماعی دعا کراتا تھا۔ مغلیہ عہد میں خطبے میں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی کے بعد حکمران مغل شہنشاہ کا نام پڑھا جاتا تھا۔ مغل طریقِ کار میں قاضی فوجداری مقدمے میں مجرم کو کوئی بھی سزا دے سکتا تھا، نقد جرمانہ بھی عائد کرسکتا تھا۔ اگر سزائے موت سنائی جاتی تو اس کی توثیق سلطان یا گورنر کرتا تھا۔ ایک انگریز سیّاح فرائرنے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ اس نے شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں ہندوستان کا سفر کیا تھا۔ وہاں اس نے ایک قاضی کو نکاح پڑھاتے دیکھا اور نتیجہ نکالا کہ اہلِ یورپ نے شادی کی مخصوص رسم اور جسٹس آف پیس کے ہاں شادی کی رجسٹریشن کرانا، یہ سب کچھ مسلمانوں سے اخذ کیا ہوگا۔ رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ خانقاہ عالیہ مداریہ کے قاضی القضاۃ تھے۔ اس مقام پر خانقاہ عالیہ مداریہ کا تعارف کروانا ضروری سمجھتا ہوں۔

خانقاہ عالیہ مداریہ

یہ برصغیر پاک وہند کی اولین خانقاہ ہونے کا اعزاز بھی رکھتی ہے جو حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی سے منسوب ہے۔ آپ کا اسم گرامی سید بدیع الدین احمد ہے۔ کنیت ابوتراب ہے، بعض ممالک میں احمد زندان صوف کے نام سے مشہور ہیں۔ اہل تصوف اور اہل معرفت وحقیقت آپ کو عبداللہ، قطب المدار فرد الافراد کہتے ہیں، مدارعالم، مدار دوجہاں، مدارالعالمین، شمس الافلاک آپکے القابات مقدسہ ہیں برصغیر ہندوپاک میں زندہ شاہ مدار اور زندہ ولی کے نام سے زیادہ شہرت حاصل ہے۔ آپکی ولادت باسعادت صبح صادق کے وقت پیر کے دن یکم شوال المکرّم سنہ دوسوبیالس ہجری (242) مطابق (856) عیسوی میں ملک شام کے شہر حلب میں ہوئی۔ آپ حسنی حسینی سید ہیں، حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار اپنا حسب ونسب ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: **انا حلبی بدیع الدین اسمی بامی وامی حسنی حسینی. جدی مصطفی سلطان دارین. محمداحمد و محمود کونین.** ترجمہ: میں حلب کا رہنے والا ہوں میرا نام بدیع الدین ہے، ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی طرف سے حسینی سید ہوں، میرے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکی تعریف دوجہاں میں کی جاتی ہے۔

(افکار صوفیا المعروف سترہویں شریف، مترجم: مفتی محمد ہاشم سندھی، ص 51، مطبوعہ: مکتبہ تہذیب امام عصر، انٹرنیشنل)

بیعت وخلافت

بیعت کی لغوی معنیٰ حوالے کرنا سپرد کرنا فروخت کرنا ہیں، تصوف میں مرید کا اپنے شیخ کامل کے ہاتھ پر اپنے نفس کو سپرد کرنے اور فروخت کرنے کا نام بیعت ہے یعنی اپنے تمام تر ارادوں واختیارات اور خواہشات نفسانی کو ختم کرکے خود کو شیخ کامل کے حوالے کردے اور راہ سلوک میں اس کی رضا ومنشا کے خلاف کوئی بھی قدم نہ اٹھائے، خوش نصیب تھے وہ صحابہ کرام وہ لوگ جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم وعمل سیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں زندگیاں گزاریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت وصحبت ہی کافی تھی صحابہ کرام کے دلوں کو روشن کرنے کے لیے بیشتر صحابہ کرام سے کرامات اور صاحب کشف ہونا ثابت ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے اور وہ نور باطن جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ انور سے صحابہ کرام کو براہ راست منتقل ہوتا تھا اس کی فیض رسانی کا ظاہری سلسلہ منقطع ہوگیا تابعین نے صحابہ کرام سے نور باطن حاصل کیا اور بعد میں آنے والوں نے تابعین سے لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا وہ نور باطن ماند پڑتا گیا اور سینے خالی ہوتے چلے گئے اس نور کے خلاء کو پر کرنے کے لئے بزرگ حضرات نے کلام پاک سے کچھ وظائف ترتیب دیے تزکیہ نفس کے کچھ مجاہدے تشکیل دیے اور اپنے شاگردوں کو ان کے ذریعے تربیت دینی شروع کی، ساتھ اپنے منور سینوں سے شاگردوں کے سینوں کو روشن کرنا شروع کی تزکیہ نفس مجاہدہ اور کلام پاک کے وظائف سے جب شاگرد پاک قلب اور نفس کے ذریعے استاد کے سینے سے نور باطن حاصل کرتے رہتے تو ایک وقت یہ آتا جب ان کا کنیکشن نور نبی سے قائم ہوجاتا اور نور اللہ سے، جس کی نسبت سے شاگرد بھی صاحب کرامت وکشف ہوجاتے جسے اسلام نے مومن کہا ہے، نماز مومن کی معراج ہے مطلب مومن نماز میں اللہ سے ملاقات کرتا ہے مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، مطلب اللہ سے ملاقات اور اللہ کے نور سے دیکھنے کے لیے بیعت کی جاتی ہے۔ تصوف میں بیعت کرنے والے اور جس کی بیعت کی جارھی ھے دونوں کی طرف سے ایک معاہدہ ہے، جس کے معنی یہ ھیں کہ بیعت کرنے والا بیعت لینے والے کی اطاعت اور پیروی کرے گا۔

تصوف میں استاد کو مرشد اور شاگرد کو مرید کہتے ہیں، مطلب یہ استاد شاگرد کا رشتہ ہے کوئی نئ چیز نہیں ہے، اور تصوف کی تعلیم مسلمان سے مومن بننے کی تعلیم ہے , کوء الگ چیز نہیں بلکہ عین دین ہے، جس طرح اسلام میں علم حدیث ایک علم ہے جس کا مقصد حدیث کی تعلیم دینا ہے , علم فقہ ایک علم ہے جس کا مقصد فقہ کی تعلیم دینا ہے بالکل اسی طرح علم تصوف (احادیث میں تصوف کے لیے ''علم احسان'' کا لفظ آیا ہے) بھی اسلام کا یہ ایک شعبہ ہے جس کا مقصد مسلمان کو مومن بننے کی تعلیم وتربیت دینا ہے۔

بیعت کا فائدہ

صاحب عوارف المعارف لکھتے ہیں کہ بیعت فلاح باطنی کے لیے ہے جس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اپنے اندر کو خراب وپلید چیزوں سے پاک کرکے اسے روشن کیا جائے اور اپنے دل سے شرک خفی کو نکالا جائے۔ تو جب بھی کوئی مرید نیت صحیحہ واخلاص کے ساتھ اپنے شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اور اس کی صحبت میں رہ کر تمام آداب کو بجالاتا ہے تو

شیخ کامل کی باطنی نظر سے روحانی فیوض و برکات اس مرید کے قلب و باطن میں سرایت کر جاتے ہیں اور مرید کا باطن روشن و منور ہو جاتا ہے۔ اس روحانی و باطنی انوار و تجلیات کا حصول شیخ کامل کی محبت و صحبت پر ہی منحصر ہے یہ تب ہی ممکن ہے جب مرید شیخ کامل کی خدمت و صحبت میں حاضری کے وقت اپنے قلب و روح کو تمام تر توجہ کے ساتھ پیر کی طرف مرکوز رکھے تا کہ شیخ کامل کی پاکیزہ فطرت و وظائف باطنی کے تناسب سے مرید کے اندر بھی روحانی ربط و ضبط بڑھتا رہے اور وہ عروج حاصل کرتا ہوا خدا کا قرب حاصل کر لے مگر سالک ہمیشہ یہ یاد رکھے کہ ان تمام منازل روحانی کا دارومدار شیخ کامل کی بیعت و صحبت میں ہی منحصر ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: میں فتویٰ تو یہی دیتا ہوں کہ بیعت ہونا فرض نہیں ہے، بیعت سنتِ مؤکدہ بھی نہیں ہے، اصلاح فرض ہے، لیکن بیعت برکت کی چیز ہے۔

(راہ سلوک کے آداب اور حقوق شیخ، ص:30، ط:
ادارہ تالیفات اختریہ، کراچی)

مزید تھانوی صاحب تزکیہ نفس کو فرضِ عین فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

تزکیہ فعلِ متعدی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ ایسا فعل نہیں جو صرف اپنے فاعل پر تمام ہو جیسا کہ فعلِ لازم کا خاصہ ہے، بلکہ ایک مُزَکّی اور مُرَبّی کی ضرورت ہے جو تزکیہ اور تربیت کرے، پس اپنی اصلاح کوئی انسان خود نہیں کر سکتا، کسی مُصلح کی اشد ضرورت ہے اور چوں کہ فرض کا مقدمہ فرض ہوتا ہے، اس لیے مُصلح تلاش کرنا اور اس کی صحبت حاصل کرنا بھی فرض ہوا۔

(اصلاحِ اخلاق، ص:6، ط: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ)

بیعت ہونے کی وجوہات

بیعت کا اصل مقصد اور فائدہ تو اوپر بیان ہو چکا ہے، لیکن ہمارے ہاں اکثر لوگ ان مقاصد کے لیے بھی بیعت ہوتے ہیں، دنیاوی زندگی میں برکت اور مسائل کے حل کے لیے، بیشک کامل ولی کے ہاتھ پر بیعت ہونے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے دولت رزق صحت علم غرض ہر چیز میں برکت ہوتی اللہ کی رحمت میں آنے کے لیے، اللہ کے قرب والوں کی صحبت اور بیعت سے اللہ کی رحمت ملتی ہے شیطان سے پناہ کے لیے، شریعت کی پابندی اور تزکیہ نفس کے ساتھ صاحب کشف و کرامات ولی اللہ کے حکم سے شیطان کو آپ کی راہ میں آنے سے روک سکتا ہے آخرت میں بخشش کے لیے، اولیاء اللہ کی صحبت سے دنیا میں بھی نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے جو جنت میں لے کر جارہے ہیں اور اولیاء اللہ روز محشر بھی اللہ کے حضور شفاعت فرمائیں گے۔

(بخاری، کتاب الادب جلد 5 صفحہ 2236، رقم 5654/مسلم، کتاب التوبہ جلد 4 صفحہ 2108، رقم 2752)

رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ اپنے بڑے بھائی تاج الاصفیاء سرکار سیدنا سید احتشام علیؒ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ نے اپنے پیر و مرشد کی آغوش شفقت میں رہکر تعلیم و تربیت پائی، پچاس سال آپ نے مدھیہ پردیش کے علاقے میں تبلیغ دین متین فرمایا اور مشن مدار العالمین کو فروغ بخشا۔

حلیہ مبارکہ

رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ کا چہرہ مبارک بہت ہی نورانی روشن اور کھلی ہوئی پیشانی کھڑی

ناک خوب لمبائی۔ بزرگی کے ایسے آثار کہ آج بھی وہ لوگ جنھوں نے انکی صحبت اٹھائی وہ بتاتے ہیں کہ حضور والا (رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ) کی طرح کوئی نہ دیکھا نہ سیرت میں اور نہ صورت میں، ہندوستان میں اکثر جگہوں پر آپکے مریدین ومتوسلین موجود ہیں مگر مدھیہ پردیش کا علاقہ آپکا بہت مشہور ہے۔

اولیاء کرام کی کرامات پر اتفاقِ امت

دنیا کے تمام مذاہب کی طرح دینِ اسلام میں بھی ابتداء سے ہی خرقِ عادت کے متعدد واقعات موجود ہیں۔ خرقِ عادت دراصل وہ عمل ہے جس کا احاطہ انسان کی عقل کسی خاص زمان ومکان میں بظاہر نہیں کرپاتی ہے۔ اسی عمل کو دینی اصطلاح میں معجزے اور کرامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا پر مخصوص ذہن رکھنے والے بعض حضرات کی تحریروں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عناصر اللہ کے نیک اور متقی بندوں سے کسی خرقِ عادت عمل کے ظاہر ہونے کے یکسر منکر ہیں، جب کہ قرآن کریم کا ہر طالب علم ایسے متعدد واقعات سے واقف ہے، جن کا ذکر انبیاء کرام علیہم السلام اور متقی لوگوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اسی لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں اُمتِ مسلمہ 1400 سال سے اس بات پر مکمل طور سے متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح خرقِ عادت عمل (یعنی معجزہ) انبیاء کرام کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے، وہیں خرقِ عادت عمل (یعنی کرامات) اپنے متقی پرہیزگار بندوں کے ذریعہ بھی ظاہر کرتا ہے، جن کو یقیناً وہ اپنا کچھ علم عطا فرماتا ہے۔ ہندوستان وپاکستان کے علماء کی طرح پوری دنیا کے علماء خاص طور پر سعودی عرب کے علماء بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کے حکم سے اللہ والوں کے ذریعہ ایسے خرقِ عادت اعمال ظاہر ہوتے ہیں جن کا احاطہ انسان کی عقل نہیں کرپاتی ہے۔

اس سلسلہ میں سعودی عرب کے علماء کی رائے اور سعودی عرب کے مشہور عالم دین شیخ عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ ان کی آفیشل ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے اور سنا بھی جاسکتا ہے۔ اس مختصر مضمون میں دلائل پر گفتگو نہیں کی جاسکتی، صرف ایک حدیث قدسی پیش ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اُسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور میرا بندہ میری طرف سے فرض کی ہوئی اُن چیزوں سے جو مجھے پسند ہیں، میرا اقرب زیادہ حاصل کرسکتا ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاو?ں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔''

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع)

ایسے بہت سے امور ہیں جہاں تک ہماری عقل کی رسائی نہیں ہے اور ہم اُن کو من وعن تسلیم کرلیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن وحدیث کی روشنی میں اُمتِ مسلمہ کے ہر مسلک کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض ایسے کام یعنی کرامات اس کے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ رونما ہوتی ہیں، جنہیں انسانی عقل بظاہر قبول نہیں کرتی، تاہم عقیدہ کی بنیاد پر ان کا یقین کیا جاتا ہے۔ اس موضوع پر سعودی عرب کے جید علماء کا

موقف درج ذیل لنک کے ذریعہ پڑھا جاسکتا ہے جس میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے کہ حضرات انبیاء کرام ؟ کے ذریعہ خرقِ عادت عمل کا ظہور معجزہ، جبکہ اولیاء اللہ کے ذریعہ خرقِ عادت عمل کا واقع ہونا کرامت کہلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض وجوہات کے پیش نظر' خرقِ عادت بعض اعمال اللہ کے نیک بندوں کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے اور یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

کراماتِ رفیق ملت

رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ مدھیہ پردیس میں آپکی بے شمار کرامات مشہور ہیں:

(۱) ایک مرتبہ کا ذکر ہے، کٹنگی میں ایک صاحب جنکو رفیق ٹھیکیدار کہتے تھے، وہ کچھ غیر شرعی عادات پر تھے، ایک دن وہ حضور والا کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا پیر صاحب مجھ کو مرید ہونا ہے، لیکن مجھ کو کرنا کیا ہوگا؟

شہزادہ قطب المدار نے نظر کیمیا اثر اٹھائی اور مسکرا کر فرمایا:

صرف میری تعظیم کرنا، یعنی میرے سامنے ان قبیح حرکتوں سے باز رہنا، اور مرید کرلیا، کچھ دن گزرنے کے بعد آپ کٹنگی سے روانہ ہوگئے اور مکنپور شریف تشریف لے آے، جب رفیق ٹھیکیدار کو یہ پتہ چلا کہ پیر صاحب روانہ ہوگئے تو وہ اپنی اس بری عادت کے لئے بازار کی طرف نکلے، اچانک راستے میں انہوں نے اپنے پیر صاحب سے ملاقات کی، وہ راستے میں اپنے پیر کو دیکھ کر متعجب ہوے اور سوچا کہ پیر صاحب تو اپنے وطن تشریف لے جاچکے ہیں پھر یہاں کیسے؟ یہی سوچتے ہوے اپنے گھر واپس آگئے، لیکن ذہن میں یہ بات کھٹکتی رہی، پھر کچھ دنوں بعد وہ بازار کی طرف اسی خیال سے چلے، اچانک پھروہی معاملہ پیش آیا کہ حضور پیر صاحب سے ملاقات ہوگئی، اب ذہن میں خوف خداوندی گھر کر گیا، اور توبہ کی اور احکام الٰہی کے پابند ہوگئے، پھر وقت آخر تک ہر سانس اپنے پیر کی محبت میں گزاری۔

(۲) ایک بار کا ذکر ہے کے جبلپور کے پاس ایک قصبہ ہے جسکو اندرانہ کہتے ہیں وہاں آپ نے اپنے مریدین کو رات کے ایک حصے سے لیکر صبح صادق تک اپنے حجرے کی طرف آنے کے لئے منع کردیا تھا، ایک دن جسکے گھر پر آپکا قیام رہتا تھا، وہ شخص وضو کا پانی رکھنا بھول گیا تو وہ رات میں پانی لیکر حضور کے حجرے کی طرف آیا اور کھڑکی سے دیکھا تو حیران رہ گیا، آپکے جسم کے تمام اعضاء الگ الگ تہے، وہ شخص یہ دیکھ کر چیخنے لگا جسکو سنکر محلے کے لوگ اکٹھا ہوگئے، اچانک دروازہ کھلا اور حضور رفیق ملتؒ باہر تشریف لاے اور لوگوں کو وہاں سے واپس فرمادیا، اور علامہ برہان الدین حلبی ؟ نے اپنی مشہور کتاب سیرت حلبیہ میں تحریر فرمایا ہے، کہ یہ قطب کی پہچان ہوتی ہے کہ اسکے جسم کے اعضاء الگ الگ ہوجاتے ہیں اور وہ ایک ہی وقت میں کء جگہ دیکھا جاسکتا ہے۔

1975 میں آپ آخری مرتبہ کٹنگی سے رنجیدہ ہوکر واپس ہوئے، وجہ یہ تھی کے دشمنان سلسلہ نے آپ پر وہابی ہونے کا الزام لگا کر مسجد سے نکال دیا اور جبلپور سے غلط فتویٰ منگالیا تو آپ کٹنگی سے یہ کہکر روانہ ہوگئے کہ اب مولانا سید غلام سبطین مداری آئیں گے اور وہی یہ مسئلہ سلجھایں گے، مسئلہ یہ تھا کہ کچھ دشمنان سلسلہ عالیہ مداریہ نے سلسلہ مداریہ کے تقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی تھی اور آپ پر الزام لگایا تھا کہ یہ غوث پاک کی توہین کرتے ہیں، اسی بات سے رنجیدہ ہوکر آپ وہاں سے روانہ ہوگئے، اچانک کچھ دن بعد حضرت

مولانا سید غلام سبطین صاحب جبل پور تشریف لائے جو اتفاقاً جبل پور سے کٹنگی بھی پہنچ گئے۔

پھر وہاں آپ نے تقریر فرمائی اور لوگوں کے اس انتشار کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی مگر کچھ ضدی قسم کے لوگ آپ کی گفتگو سے بھی مطمئن و متفق نہیں ہوئے اور بحث ومباحثہ جنگ وجدال پر آمادہ ہو گئے تو آپ نے سمجھا کہ ان لوگوں سے علمی گفتگو کرنا لا حاصل ہے آپ نے ان لوگوں سے فرمایا:

بحث بند کرو ہم لوگ مباہلہ کرتے ہیں اور جو اللہ فیصلہ کردے اس سے سمجھ لیا جائے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر عالی جناب محمد حنیف ''پرنم'' مداری کا بیان ہے کہ میرے گھر میں ایک بہت ہی کمزور نحیف و ناتواں بکرا تھا آپ نے ان لوگوں سے فرمایا یہ بکرا ہم مداریوں کا ہے اس کے مقابلہ میں تم لوگ کوئی بکرا لے آو یہ دونوں بکرے آپس میں لڑیں گے اور جس کا بکرا مرجائے سمجھ لینا وہ حق پر نہیں اور جس کا بکرا زندہ رہے مان لیا جائے کہ وہی حق پر ہے، لوگ اس بات پر راضی ہوگئے اور نہایت تندرست و توانا ایک بکرا لے آئے۔ اللہ عمر دراز عطا فرمائے محمد حنیف پرنم مداری صاحب کو وہ بتاتے ہیں کہ جب وہ لوگ اپنا بکرا لائے تو اس وقت میرا بکرا کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہیں رہا تھا مگر ان لوگوں کے بکرے نے میرے بکرے کو مارنا شروع کر دیا کسی طرح وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور حملہ آور بکرے کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور اتنا لڑا کہ مخالفین کا وہ تندرست وتوانا بکرا اسی جگہ مر گیا پھر وہ لوگ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے پھر کچھ ہی عرصہ بعد جبل پور کے مفتی صاحب برہان ملت حضرت علامہ مفتی برہان الحق صاحب پاپا میاں کے ساتھ مکن پور شریف آئے اور حضور سیدنا رفیق ملت سے مسجد عالمگیری میں معافی مانگی اور اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

انتقال پر ملال

رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ کی وفات ۹ شعبان المعظم ۱۳۹۰ ہجری میں ہوئی۔

قطعہ تاریخ وفات

جب کہ مومن چلے جہاں سے نیاز
ہم سفر کیوں نہ شان رحمت ہو
موت ہوتی ہے با کمال حیات
فضل رب جو رفیق جنت ہو
۱۳۹۰ھ ۱۹۷۵

رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداریؒ سلسلہ طریقت مداریہ کے ایک مہکتے پھول تھے، علمی جاہ وجلال پر متمکن ایسی ایک عظیم شخصیت تھیں کہ آپ اپنے وقت کے عظیم ولی، بلند پایہ عالم، صاحبِ کرامت مرشد اور محقق و مترجم تھے۔ آپ کی زندگی علم و روحانیت، زہد وتقویٰ، تبلیغ و اصلاح کا حسین امتزاج تھی۔ خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف آپ کی روحانی تصرفات و رحانی منازل کا مرکز تھا، جہاں سے دینِ حق کی روشنی گلی گلی، کوچہ کوچہ، قریہ قریہ سے ہوتی ہوئی دنیا کے مختلف کونوں تک پھیلتی رہی۔ آپ نے نہ صرف سلسلہ مداریہ کے فیوض کو زندہ رکھا، بلکہ اپنی شخصیت سے ہزاروں دلوں کو منور کیا۔

حضور قطب دوراں ولی کامل سرکار سیدنا رفیق ملت الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمہ الرضوان کی

خدمات جلیلہ اور حیات مقدسہ

مولانا سید محمد توثیق منصفؔ قاضی القضاۃ خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف

نام: سید محمد رفیق۔ والد نا نام: سید شمشاد علی ۔ والدہ کا نام: سیدہ ام سلیم

آپ خانقاہ عالیہ مداریہ کے قاضی القضاۃ تھے۔ انگریزی زمانے میں مکن پور شریف سے قریب ایک قصبہ جس کوتر وا کہتے ہیں آپ وہاں اسکول میں فارسی کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ بہت عبادت گزار سنت ونوافل اور اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ آپ کی سنت کی پابندی پر ایک واقعہ کٹنگی ضلع جبل پور میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ کٹنگی میں تشریف فرما تھے اور تیز بخار تھا جس کی وجہ سے بیہوشی طاری تھی۔ آپ کے مریدین آپ کے پاس تھے آپ کو استنجے کی حاجت ہوئی لوگوں نے آپ کو استنجے کے لئے بٹھایا۔ آپ نے ہاتھ اوپر کیا اور کہا کیا آسمان نیچے آ گیا۔ پھر سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا میرے سر پہ ٹوپی رکھو جب آپ کو کلاہ پہنائی گئی تب آپ نے استنجا کیا۔ یعنی اس قدر غشی کا عالم لیکن سنت کی پابندی ایسے عالم میں بھی آپ سے ترک نہ ہوئی۔

بیعت وخلافت: آپ اپنے بڑے بھائی تاج الاصفیا سرکار سیدنا سید احتشام علی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد کی آغوش شفقت میں رہ کر تعلیم وتربیت پائی۔ پچاس سال آپ نے مدھیہ پردیش کے علاقہ میں تبلیغ دین متین فرمائی اور مشن مدارالعالمین کو فروغ بخشا۔

شباہت: آپ کا چہرہ مبارک بہت ہی نورانی روشن اور کھلی ہوئی پیشانی کھڑی ناک خوب لمبائی بزرگی کے ایسے آثار کہ آج بھی وہ لوگ جنہوں نے ان کی صحبت اٹھائی وہ بتاتے ہیں کہ حضور والا کی طرح کوئی نہ دیکھا نہ سیرت میں اور نہ صورت میں۔ ہندوستان میں اکثر جگہوں پر آپ کے مریدین ومتوسلین موجود ہیں مگر مدھیہ پردیش کا علاقہ آپ کا بہت مشہور ہے۔

کرامات: مدھیہ پردیش میں آپ کی بے شمار کرامات مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کٹنگی میں ایک صاحب جن کو رفیق ٹھیکیدار کہتے تھے۔ وہ کچھ غیر شرعی عادات پر تھے۔ ایک دن وہ حضور والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا پیر صاحب مجھ کو مرید ہونا ہے لیکن مجھ کو کرنا کیا ہوگا؟ شہزادہ قطب المدار نے نظر کیمیا اثر اٹھائی اور مسکرا کر فرمایا۔ صرف میری تعظیم کرنا یعنی میرے سامنے ان قبیح حرکتوں سے باز رہنا اور مرید کرلیا۔

کچھ دن گزرنے کے بعد آپ کٹنگی سے روانہ ہوگئے اور مکن پور شریف تشریف لے آئے۔ جب رفیق ٹھیکیدار کو یہ پتہ چلا کہ پیر صاحب روانہ ہوگئے تو وہ اپنی بری عادت کے لئے بازار کی طرف نکلے۔ اچانک راستے میں انہوں نے اپنے پیر صاحب سے ملاقات کی وہ راستے میں اپنے پیر کو دیکھ کر متعجب ہوئے۔ اور سوچا کہ پیر صاحب تو اپنے وطن تشریف لے جا چکے ہیں پھر یہاں کیسے؟ یہی سوچتے ہوئے اپنے گھر واپس آ گئے، لیکن ذہن میں یہ بات کھٹکتی رہی۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ بازار کی طرف اسی خیال سے

چلے۔ اچانک پھر وہی معاملہ پیش آیا کہ حضور پیر صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ اب ذہن میں خوف خداوندی گھر کر گیا۔ اور توبہ کی اور احکام الٰہی کے پابند ہوگئے۔ پھر وقت آخر تک ہر سانس اپنے پیر کی محبت میں گزاری۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ جبل پور کے پاس ایک قصبہ ہے جس کو اندرانہ کہتے ہیں وہاں آپ نے اپنے مریدین کو رات کے ایک حصے سے لیکر صبح صادق تک اپنے حجرے کی طرف آنے کے لئے منع کر دیا تھا۔ ایک دن جس کے گھر پر آپ کا قیام رہتا تھا۔ وہ شخص وضو کا پانی رکھنا بھول گیا تو وہ رات میں پانی لیکر حضور کے حجرے کی طرف آیا اور کھڑکی سے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ آپ کے جسم کے تمام اعضاء الگ الگ تھے۔ وہ شخص یہ دیکھ کر چیخنے لگا جس کو سن کر محلے کے لوگ اکٹھا ہوگئے۔ اچانک دروازہ کھلا اور حضور رفیق ملت باہر تشریف ائے اور لوگوں کو وہاں سے واپس فرما دیا۔ اور علامہ برہان الدین حلبی نے اپنی مشہور کتاب سیرت حلبیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ قطب کی پہچان ہوتی ہے کہ اس کے جسم کے اعضاء الگ الگ ہوجاتے ہیں اور وہ ایک ہی وقت میں کئی جگہ دیکھا جاسکتا ہے۔ 1975 میں آپ آخری مرتبہ کٹنگی سے رنجیدہ ہوکر واپس ہوئے۔ وجہ یہ تھی کہ دشمنان سلسلہ نے آپ پر وہابی ہونے کا الزام لگا کر مسجد سے نکال دیا اور جبل پور سے غلط فتویٰ منگا لیا تو آپ کٹنگی سے یہ کہہ کر روانہ ہوگئے کہ اب مولانا غلام سبطین مداری آئیں گے اور وہی یہ مسئلہ سلجھائیں گے۔

مسئلہ یہ تھا کہ کچھ دشمنان سلسلہ عالیہ مداریہ نے سلسلہ مداری کے تقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی تھی اور آپ پر یہ الزام لگایا تھا کہ یہ غوث پاک کی توہین کرتے ہیں اسی بات سے رنجیدہ ہوکر آپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ اچانک کچھ دن بعد حضرت مولانا سید غلام سبطین صاحب جبل پور تشریف لائے جو اتفاقاً جبل پور سے کٹنگی بھی پہنچ گئے پھر وہاں آپ نے تقریر فرمائی اور لوگوں کے اس انتشار کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی مگر کچھ ضدی قسم کے لوگ آپ کی گفتگو سے بھی مطمئن و متفق نہیں ہوئے اور بحث ومباحثہ جنگ وجدال پر آمادہ ہوگئے۔ تو آپ نے سمجھا کہ ان لوگوں سے علمی گفتگو کرنا لا حاصل ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا بحث بند کرو ہم لوگ مباہلہ کرتے ہیں اور جو اللہ فیصلہ کردے اس سے سمجھ لیا جائے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر عالی جناب محمد حنیف پُرنم مداری کا بیان ہے کہ میرے گھر میں ایک بہت ہی کمزور نحیف و ناتواں بکرا تھا آپ نے ان لوگوں سے فرمایا یہ بکرا ہم مداریوں کا ہے اس کے مقابلہ میں تم لوگ کوئی بکرا لے آؤ یہ دونوں بکرے آپس میں لڑیں گے اور جس کا بکرا مر جائے گا سمجھ لینا وہ حق پر نہیں اور جس کا بکرا زندہ رہے مان لیا جائے کہ وہی حق پر ہے۔ لوگ اس بات پر راضی ہوگئے اور نہایت تندرست و توانا ایک بکرا لے آئے اللہ عمر دراز عطا فرمائے محمد حنیف پرنم مداری صاحب کو وہ بتاتے ہیں کہ جب وہ لوگ اپنا بکرا لائے تو اس وقت میرا بکرا کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہیں رہا تھا مگر ان لوگوں کے بکرے نے میرے بکرے کو مارنا شروع کر دیا کسی طرح وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور حملہ آور بکرے کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور اتنا لڑا کہ مخالفین کا وہ تندرست و توانا بکرا اسی جگہ مر گیا پھر وہ لوگ شرمندہ ہوکر واپس چلے گئے پھر کچھ ہی عرصہ بعد جبل پور کے مفتی صاحب برہان ملت حضرت علامہ مفتی برہان الحق صاحب پاپا میاں کے ساتھ مکن پور شریف آئے اور حضور سیدنا رفیق ملت سے مسجد عالمگیری میں معافی مانگی اور اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

وفات: آپ کی وفات ۹ر شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ میں ہوئی۔

قطعہ تاریخ

جب کہ مومن چلے جہاں سے نیاز
ہم سفر کیوں نہ شان رحمت ہو
موت ہوتی ہے باکمال حیات
فضل رب جو رفیق جنت ہو
۱۳۹۰ھ　　۱۹۷۵

●●●

مشاہیر خلفاء حضور الحاج قاضی

سید محمد رفیق جعفری مداریؒ

از قلم: مولانا سید محمد توثیق منصف، جعفری المداری، صدر قاضی شہر مکن پور شریف

ملک بندیل کھنڈ و مدھیہ پردیس میں حضور رفیق قوم وملت نے ایک جماعت ایسی بھی تیار کی جو تبلیغ واشاعت کے کام کرتی رہے جو آپ کے خلفاء کی شکل میں موجود تھی جس میں یہ چند اسماء گرامی پیش خدمت ہیں جو آپ کے روداد سفر کی بیاض وخطوط سے نقل کئے گئے ہیں۔ اس میں حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کے چلہ گاہوں پر موجود گدی نشین بھی ہیں اور تکیہ دار بھی ہیں علم بردار بھی ہیں اور نشان بردار بھی شامل ہیں۔

(۱) حضرت صوفی سید حیات حسین جعفری مداریؒ
(۲) حضرت علامہ مولانا حافظ قاضی سید محمد عتیق جعفری مداریؒ
(۳) حضرت علامہ صوفی قاضی سید محمد لئیق جعفری مداریؒ
(۴) جناب صوفی حلیم شاہ مداری نشان بردار چلہ گاہ جبل پور
(۵) جناب صوفی رحیم علی شاہ مداری تکیہ دار و گدی نشین مدار چلہ جبل پور
(۶) جناب قاسم خلیفہ مداری کٹنگی ضلع جبل پور
(۷) جناب صوفی محمد قاسم مداری ٹھیکہ دار دموہ
(۸) جناب بابا گودر شاہ مداری مادھوگڑھ ایم پی
(۹) جناب بابا صوفی رجب علی شاہ مداری مادھوگڑھ
(۱۰) جناب صوفی عثمان علی شاہ مداری سہاول
(۱۱) جناب جنگ علی شاہ مداری اونچہرہ
(۱۲) حضرت جمن شاہ مداری اونچہرہ
(۱۳) حضرت ہزاری شاہ مداری اونچہرہ
(۱۴) حضرت مخدوم شاہ مداری اونچہرہ
(۱۵) حضرت اکبر شاہ مداری نشان بردار اونچہرہ
(۱۶) حضرت جمن شاہ بالکہ مقیم شاہ خلیفہ سہاول
(۱۷) حضرت بھورا ولد گلاب دفالی مادھوگڑھ
(۱۸) حضرت دین علی شاہ مداری ساکن سپہرہ راج ریوا
(۱۹) حضرت دیدار علی شاہ مداری بالکہ یقین شاہ مداری سہاول ریاست ریوا
(۲۰) حضرت ہزاری شاہ نشان بردار مداری سہاول
(۲۱) حضرت گلاب شاہ مداری سہاول
(۲۲) حضرت غنی شاہ مداری سہاول
(۲۳) حضرت مرادی شاہ مداری سہاول
(۲۴) حضرت یقین شاہ مداری درگاہ سہاول
(۲۵) حضرت مقیم شاہ مداری بالکہ یقین شاہ مداری مکند پور
(۲۶) حضرت امیر شاہ مداری بالکہ انواری شاہ مداری ریوا
(۲۷) حضرت خلیفہ مولا بخش شاہ مداری بالکہ محمد علی شاہ مداری مئیہر ریاست ریوا

شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

حضرت علامہ صوفی قاضی سید یاد حسین علیہ الرحمہ مکن پور شریف
حضرت بابا صوفی عبد الجلیل عرف جللو بابا مداری پاٹن ضلع جبلپور
حضرت علامہ و مولانا صوفی جلال الدین ابو جنید اختر القادری عرف سیف اللہ شاہ مداری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت صوفی محمد کلیم شاہ مداری گدی نشین مدار چلہ منڈی مدار ٹیکری جبل پور اور اس ناچیز کو اپنا جانشین واجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا

●●●

حضرت قطب اکبر حضور رفیق ملت الحاج قاضی سید

محمد رفیق جعفری مداریؒ کے پیر و مرشد

از قلم: مولانا قاضی سید محمد توثیق منصف مصباحی

احوال مرکز دائرے علوم وفنون محفوظ افعال الزبون واقف رموز شریعت شاخچہ گلستان طریقت نکہت گلزار معرفت ماہر اسرار حقیقت دانائے رموز خفی وجلی جگر گوشہ زہراو علی حضرت علامہ ومولانا ومرشدنا سید محمد احتشام علی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ پانچ محرم الحرام یوم سہ شنبہ 1301 ہجری کو بوقت صبح صادق دارالقضاء خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف میں کاشانہ زین المتوکلین قبلہ دین و ایمان واقف اسرار خفی وجلی حضرت قبلہ قاضی سید محمد شمشاد علی صاحب نور اللہ مرقدہ پر ہوئی۔

تاریخی قطعہ ولادت

جستم ولادت چہ احتشام علی
حاتف بگفت عاشق باعظمت، (1884ء)
وولی سہ شنبہ روز پنج محرم بوقت صبح
بحر بہ اوسخاوت، (1301ھ) حق گشت منجلی

رسم بسم اللہ شریف

زمانہ ولادت ہی سے آپ میں آثار بزرگی نمایاں تھے 1305 ہجری میں 19 جمادی الاول کو آپ کی رسم بسم اللہ شریف ادا کی گئی چونکہ محبوب غفار حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ کے عرس کا زمانہ تھا علاوہ بستی کے اور بھی دوسرے مقامات کے بہت سے مشائخ وصوفیہ کرام کے اجتماع میں یہ رسم ادا ہوئی اور صدہا بزرگوں کی زبانوں سے آپ کے حق میں حصول علم وفکر کی دعا ہوئی مجیب الدعوات اپنے خاص بندوں کی دعانہیں رد کرتا اور اس کا اثر تھا کہ دس سال کی عمر میں آپ نے علم فارسی و قواعد عربی وغیرہ کی تعلیم سے فراغت پائی۔

آپ کا شجرۂ نسب

آپ کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کے برادر زادگان میں حضرت سید نا سید خواجہ ابوتراب فنصور رضی اللہ تعالی عنہ کے بڑے بیٹے حضرت خواجہ سید محمد ابرہیم رضی اللہ تعالی عنہ سے ملتا ہے جو کچھ اس طرح ہے۔

حضرت قاضی سید احتشام علی ابن قاضی سید شمشاد علی ابن قاضی سید سجاد علی ابن قاضی سید احسان علی ابن قاضی سید

حسن علی ابن قاضی سید امجد علی ابن قاضی سید محمد معظم علی ابن خواجہ سید عبد الرحیم ابن خواجہ سید محمد یوسف ابن سید شاہ علاؤالحق ابن خواجہ سید محمد فرید ابن خواجہ سید ابوالمنصو ر ابن خواجہ سید حمید الدین عرف شاہ ہمن ابن خواجہ سید خان محمد ابن خواجہ سید پیر محمد ابن خواجہ سید محمد ابرہیم ابن خواجہ سید ابوتر اب فنصور رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

آپکے اساتذہ کرام

حضرت مولانا مولوی شکر اللہ صاحب

حضرت مولانا مولوی صاحب عالم صاحب

حضرت مولانا سید محمد خضر صاحب

حضرت علامہ مولانا مولوی احسان اللہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

جیسا کہ آپکے برادر صغیر محقق سلسلہ مداریہ عمدۃ العلماء جضرت علامہ ومولانا سید محمد شفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انتخاب العارفین میں ذکر کیا ہے کے معدن علم شریعت وطریقت عالم رموز حقیقت ومعرفت عارف باللہ جناب مولانا مولوی سید شاہ شکر اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا بھی آپ پر انتہائی کرم رہا آنحضرت آپ کو علاوہ مدرسے (فیض عام متصل جامع مسجد کے قائم تھا) کے مکان پر بھی پڑھایا کرتے تھے اس کے علاوہ آپ کے حقیقی ماموں قدوۃ المتقین اکمل الکاملین جناب مولانا سید شاہ صاحب عالم رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہے جن کی نظر کیمیا سے شیخ محترم حضرت سید احتشام علی جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ کو تھوڑے ہی عرصے میں علم فقہ وحدیث وتفسیر بقدر حصہ ازلی حاصل ہوا آپ نے تبلیغ دین اور لوگوں میں تعلیم کو عام کرنے کا کام شروع فرمایا۔

بیعت وارادت وخلافت

ابھی آپ کی عمر شریف 16 سال تھی کہ آپ کے والد گرامی ذین المتوکلین واقف اسرار خفی وجلی حضرت قبلہ قاضی سید شمشاد علی نور اللہ مرتبہ نے جب آپ کو فقر کی طرف راغب دیکھا اور آپ کی ذات میں وہ نشانیاں دیکھیں جو ایک ولی کامل ایک قطب میں پائی جاتی ہیں تو آپ کو شرف بیعت سے نوازا اور 1318 ہجری میں آپ کو سلسلہ عالیہ مداریہ کی ان تمام نسبتوں سے سرفراز فرمایا جو نسبتیں حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات اقدس سے آپ تک ورثے میں پہنچی تھیں ان تمام نسبتوں سے سرفراز فرمایا اور 1318 ہجری میں آپ نے اپنے ماموں صاحب موصوف قدوۃ المتقین اکمل الکاملین جناب حضرت علامہ ومولانا سید الشاہ صاحب عالم صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بھی نسبت بیعت کو قوی فرمایا۔

شجرۂ مرشدی

قارئین کرام: آپ کو سلسلہ مداریہ میں اپنے والد محترم کے علاوہ ماموں محترم جناب حضرت علامہ مولانا محمد صاحب عالم صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی لیکن یہاں اختصاراً وہ دو شجرے جو آپ نے اپنے مریدین و متوسلین میں رائج کئے وہ بیان کئے جاتے ہیں۔

پہلا شجرہ طریقت

بخش دے یا رب محمد مصطفیٰ کے واسطے
مشکلیں حل کر میری مشکل کشاء کے واسطے
از پئے خواجہ حسن بصری بصر عرفان دے
حب حبیب عجمی حبیب مصطفیٰ کے واسطے

کر تزائد نیک کاموں میں پئے طیفور شام
الملقب بایزید و پرضیا کے واسطے
دل کو روشن تن کو طاہر آنکھ کو پر نور کر
شہ بدیع الدین مدار دو سرا کے واسطے
بو محمد خواجۂ ارغون ہے جنکا لقب
جانشین شہ مدار اولیاء کے واسطے
شہ ابو الفائض کا صدقہ فیض جاری رکھ مدام
فضل فضل اللہ پیر بیریا کے واسطے
صدقہ بابا لاڈ درباری کا در پر رکھ مقیم
اے کریم عبد الکریم پیشوا کے واسطے
حکمت عرفاں عطا کر از پئے عبد الحکیم
اور شہ عبد الجلیل حق نما کے واسطے
دین و دنیا میں خدا وندا بہر طور و طریق
کر غنی عبد الغنی شاہ سخا کے واسطے
رکھ حفاظت اور امانت میں میرا ایماں کریم
شہ محمد با امیں ہادی ہدا کے واسطے
رنج و غم آفات و امراض و بلاؤں سے بچا
ثانی عبد الحکیم حق نما کے واسطے
دور رکھنا ظلمت وحشت سے میری قبر کو
ماہ عالم پاک باز و مہ لقا کے واسطے
قاضی الحاجات بہر قاضی احسان علی
مجھ کو حکمت کر عطاء اپنی رضا کے واسطے
قاضی سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
سید شمشاؔد علی پیر ہدا کے واسطے
احتشام با علی کے واسطے رکھ محتشم
رہنما میرے جو ہیں تیری رضا کے واسطے
رہنمائی کر میری بحر محمد با رفیق
اے خدا دارین میں کل اولیاء کے واسطے
سلسلہ وابستگاں کو بالعطاء حافظ عتیق
رکھ خدا قائم مدار الاتقیاء کے واسطے

دوسرا شجرۂ طریقت

آپ کا نسبی شجرہ شجرہ رشدی بھی ہے مگر رائج شجرہ مندرجہ بالا ہے جو ارغونی نسبت سے ہے خاندانی نسبت میں فنصوری شجرہ ہی رشدی ہے۔

آپ کے مجاہدات ویسے تو آپ میں بچپن ہی سے آثار بزرگی نمایاں تھے اور صوم وصلات و ذکر واذ کار اور دیگر تمام وہ اوراد و وظائف جو آپ کو آپ کے والد گرامی سے وراثت میں حاصل ہوئے آپ اس کے پابند تھے اس کے علاوہ جب آپ کو شرف بیعت و تبلیغ رشد و ہدایت کے لیے آپ کے والد گرامی نے چنا تو آپ نے اور زیادہ مجاہدات فرمائے ذکر واذ کار اور اوراد ووظائف میں خود کو قوی کر لیا آپ نے دن کا روزہ اور رات کی شب بیداری نہایت پابندی سے اختیار فرمائی افطار کے وقت نان جوں چار عدد اور مونگ کی دال جس میں صرف لاہوری نمک ڈالا جاتا تھا مصالحہ گھی وغیرہ نہیں پڑتا تھا آپ کے واسطے تیار ہوتا اپ اس میں سے دو روٹیاں اور نصف دال بیشتر سائلین کو دے کر دو روٹیاں اور نصف دال خود تناول فرماتے تھے اور اگر اس وقت بھی کوئی سائل آ گیا تو اس میں سے بھی کچھ دے دیتے تھے 12 سال تک آپ نے بجز اس غذا کے کوئی دوسری چیز قلیل و کثیر نہیں تناول فرمائی، اسی مجاہدے کی برکت سے جو منازل سالہا سال میں طے ہوتے ہیں وہ آپ نے چند روز میں طے فرمائے اور 1322ھ میں آپ کو دستار خلافت عطاء فرمائی گئی اور اس کے

چند روز کے بعد آپ کے ماموں صاحب نے بھی آپ کو خلافت واجازت مرحمت فرمائی اور دوسرے بزرگوں سے بھی فیض حاصل ہوا غرض کے تھوڑے ہی عرصے میں آپ ان حقیقتوں کے ماہر و عالم بن گئے جن کا عشرہ عشیر بھی بیان کیا جائے تو ایک دفتر ہو جائے لیکن پھر بھی آپ اپنا شمار مبتدیوں کے حلقے میں کرتے تھے الحاصل جب حضرت قبلہ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو تبلیغ اسلام واجرائے بیعت پر معمور کیا تو آپ نے روزے تو بدستور قائم رکھے لیکن غذا مختلف کھانے لگے اور اپنے والد صاحب کے گشت کردہ مقامات پر یعنی ملک بندیل کھنڈ ومدھ پردیس کے اکثر دیہات وقصبات میں گشت فرمایا چونکہ یہاں کے سب باشندے یہ جانتے تھے کہ اپ حضرت سید شمشاد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اس لیے نہایت قبولیت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جو آپ کے دل پر نہایت جبر گزرتا تھا کیونکہ آپ کی نفس کشی کا ادنی سا بیان یہ ہے کہ آپ کو دنیا کی کل چیزوں میں سب سے زیادہ ٹھنڈا پانی مرعوب رہا لیکن اس کو بھی کبھی خواہش نفس سے نہیں پیا بلکہ اگر کبھی خواہش کا غلبہ ہوا تو 15 202015 روز کے واسطے مطلق پانی پینا چھوڑ دیتے تھے انہیں وجوہات سے آپ نے ان مقامات میں جانا کم کر کے ایسے کوہستانی مقامات پر تبلیغ شروع کی جہاں کے مسلمان بالکل لاعلم اور محض دہقانی سمجھ کر ہادیان جہان نے بوجہ تکلیف کے چھوڑ رکھے تھے ان مقامات کے باشندوں کو جب تک آپ احکام شریع کی چند ضروری باتیں نہ تعلیم کرواتے ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہرگز سفر نہیں فرماتے آپ کو غرباء و فقرہ سے بہت زیادہ انسیت رہی اور ایسی معمولی وضع رکھتے تھے کہ اکثر دیکھنے والے غریب حقیر مفلس اور معمولی انسان سمجھ کر نئی روشنی کے آدمی جلد آپ کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے لیکن بقول کسی کے کہ عشق اور مشک چھپائے سے نہیں چھپتے ہیں۔

ہر چند کے آپکی ایسی وضع لعلوں گدڑی میں چھپائے ہے تاہم تھوڑی سی نشست برخاست سے لوگوں پر آشکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپکے ہزار ہا ہزار مریدین ہیں اور ہر شخص کو آپکے خرق وعادات سے اکثر واقعات یاد ہیں۔

آپ کے جملہ عادت و اطوار کی مطابقت صوفیائے کاملین کے واقعات سے جب کی جاتی ہے تو سرمو فرق نہیں پڑتا من جملہ صدہا روایات کے جناب عبدالسبحان صاحب ساکن جبل پور محلّہ مدار ٹیکری سے ایک روایت ہے کہ جس وقت میں مرید ہونے لگا تو پیشتر میں نے عرض کیا تھا کہ حضور میرا ارادہ مرید ہونے کا ضرور ہے لیکن مجھے ایک دوسرے بزرگ کا خوف لگا رہتا ہے وہ یہاں سے قریب کچھ فاصلے پر ہیں یہ سنکر آپ نے چند منٹ سکوت کیا اور اس کے بعد فرمانے لگے کہ آؤ مرید ہو جاؤ شیخ عبدالسبحان راوی ہیں کہ جب میں ان بزرگ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ فرماتے ہیں کہ میاں عبدالسبحان تم نے عجیب شیخ کامل پایا ہے اس زمانے میں ایسے دستگیر نایاب ہیں میں نے عرض کیا حضور کو اس کا علم کیسے ہوا آپ نے حضرت کو دیکھا ہے تو وہ فرمانے لگے تمہارے بیعت کے وقت ان حضرت نے اپنی زیارت سے سرفراز فرمایا اور یہ فرمایا تھا کہ میں عبدالسبحان کو مرید کرتا ہوں اور آپ کا حلیہ بیان کیا اس وقت شیخ سبحان نے کہا کہ درحقیقت جب میں نے یہ کہا تھا کہ مجھ کو آپ کا خوف ہے تو آنخضرت نے دو تین منٹ سکوت کیا تھا شاید اس وقت اس توقف وسکوت کا یہی سبب تھا کہ وہ آپ کو ہمارے مرید ہونے کی اطلاع فرما رہے تھے۔

اس کے علاوہ آج بھی آپ کی کئی کرامات ملک بندیل کھنڈ ومدھ پردیس کے اکثر شہر وقصبات وقریات میں مشہور ہیں: چنانچہ محمد یعقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک

دفعہ جھکیہی گاؤں میں میں تھا اور مکن پور شریف کے پیر صاحب رات کا وقت تھا اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی آندھی طوفان کا ماحول تھا کہ اچانک اواز آئی یعقوب دروازہ کھولیے ایسے ماحول میں میں نے سوچا کہ پیر صاحب کی آواز کوئی دھوکا تو نہیں لیکن بارش بہت سخت اور جنگل میں پتّی کا سیزن تھا تو سوچا وہم ہوگا پھر دوسری آواز ائی یعقوب دروازہ کھولیے میں سمجھ گیا کہ یہ تو واقعی میاں صاحب کی آواز ہے میں نے چھاتا سنبھالا لالٹین کی لو تیز کی اور پھاٹک کھولنے باہر چلا گیا پھر آواز ائی یعقوب دروازے پر کھڑے ہیں جونہی میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا میاں صاحب کھڑے ہیں میں نے کہا حضور اتنی رات میں کیسے تکلیف فرمائی کہا کہ چلو اندر چلو میں جب انہیں لیکر گھر کے اندر ہوا تو دیکھ کر کے سخت حیرت میں پڑ گیا کہ میاں کے پیرہن پر پانی کی ایک بوند بھی نہیں ایک چھینٹ بھی نہیں تھی پیرہن سوکھا تھا جبکہ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی اور آندھی اور طوفان تھا۔ واقعی میں آپ اللہ کے ولی ہیں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ پناگر ضلع جبل پور میں مشہور ہے کہ حضور قاضی سید احتشام علی میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ پناگر میں قیام پذیر تھے کچھ لوگوں نے آپ کو ایک بکری نذرانے میں پیش کی تھی کہ جہاں آپ سفر فرمائیں تبلیغ واشاعت کے لیے دین کی خدمت کے لیے تو آپ اس بکری کے دودھ سے استفادہ کریں پناگر میں آپ کا قیام تھا ایک دن آپ ندی کی طرف چلے گئے وہاں کچھ لوگوں کے ساتھ آپ سیر کر رہے تھے کہ جس جگہ قیام تھا وہاں کی کسی خاتون نے آپ کی بکری کے دودھ کو دوہ لیا اور سوچا کہ کھانا تیار کرتے ہیں اور اس میں جو سوئیں پکائیں گے تو اس میں یہ دودھ ڈال دیں گے اس خاتون نے ویسا ہی کیا اور سوئیں پکا کر اس بکری کے دودھ کو استعمال کیا لیکن معاملہ کچھ ایسا ہوا کہ جب اس بکری کے دودھ کی بنائی ہوئی سوائیں کو کھایا گیا تو وہ بہت بدذائقہ کڑوی ہوگئیں اس میں اور شکر ملائی ان لوگوں نے پھر کھایا پھر دیکھا تو وہ اور زیادہ کڑوی ہوگئیں جتنا میٹھا اس کو کیا جاتا شکر کو ملایا جاتا اتنی ہی زیادہ وہ سوئیں کڑوی ہوتی جاتی اسی اثنا میں پیر صاحب گھر تشریف لائے اپنے قیام گاہ میں آئے گھر کے لوگوں نے واقعہ بیان کیا کہ ہم نے اس اس طرح سے سوئیں بنائیں اور آپ کی بکری کے دودھ کو اس میں ڈال دیا لیکن وہ سوئیں بکری کے دودھ سے خوش ذائقہ ہونے کی بجائے کڑوی ہوتی چلی گئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب آپ کو دودھ لینا ہی تھا تو مجھ سے اجازت لے لیتی جاؤ اب سوئیں کھاؤ سوئیں کا ذائقہ کڑوا نہیں ہوگا پھر جب ان لوگوں نے سوئیں کو کھایا تو سوئیں اسی طرح میٹھی تھی جس طرح اس کو بنایا گیا تھا مسلمانوں یہ اللہ والوں کی شان ہے۔

اسی طرح جبل پور کی سرزمین پر ایک واقعہ آپ کا بیان کیا جاتا ہے آپ کا قیام جبل پور میں ہنومان تال میں کمال ہوٹل والوں کے یہاں ہوتا تھا۔

یہ کمال ہوٹل والے رنگ ریز برادری سے تعلق رکھتے ہیں جن کا نام کمال الدین ابن جمال الدین تھا یہیں قیام گاہ تھی جہاں شہر جبل پور کی مشہور ترین شخصیات آپ سے شرف ملاقات کے لیے حاضر دربار ہوتیں الغرض سخت سردیوں کے ایام تھے آپ کے وضو کے لیے یا غسل کے لیے پانی کو گرم کیا جا رہا تھا آپ اپنے قیام گاہ پر تھے اپنے حجرے میں تھے اپنے کمرے میں تھے اور پانی دوسری جگہ گرم ہو رہا تھا وہاں وہ خاتون جو پانی کو گرم کر رہی تھیں انہوں نے پانی کو گرم کرتے وقت اس کو چیک کیا کہ گرم ہوا کہ نہیں تو اس میں انگلی ڈال دی جیسے ہی اس خاتون نے انگلی ڈالی ویسے ہی حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ وہ پانی مکروہ ہوگیا ہے اس میں آپ نے انگلی ڈال دی ہے لہٰذا ہم اس سے غسل نہیں کریں گے۔ اللہ اکبر

ایک واقعہ حاجی رمضان منصوری جو عمریہ میں رہتے تھے بعدہ کٹنگی میں مقیم ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کے حضور پیر صاحب عمریہ میں تھے آپ کے ساتھ آپکے چھوٹے بھای الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے کے اچانک حضرت قاضی سید محمد احتشام علی میاں حضور نے اپنے بھائی سے فرمایا کے بھیا مکن پور شریف میں فلاں صاحب (نام لیا جو رمضان میاں کو یاد نہیں رہا) کا انتقال ہوگیا ہے نماز جنازہ ہو رہی ہے آؤ شریک ہو جاؤ۔ تمام لوگ اس واقعے کو سن کر تعجب میں پڑ گئے کے جب اولاد قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ عالم ہے تو خود سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات اقدس کی کیا شان ہوگی۔

اسی طرح سے بندیل کھنڈ و مدیہ پردیش کے اکثر شہروں اور قصبات و قریات میں آپ کی کرامات کے ایسے سینکڑوں واقعات مشہور ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ آپ اولاد قطب المدار وارث قطب المدار اور اپنے اسلاف کی تمام نعمتوں کے تمام فضائل و کمالات کے وارث و امین تھے جن۔ وراثتوں میں قرآن مجید کے وہ معانی و مطالب ہوں جو دنیا والوں سے آج تک پوشیدہ ہیں جبس دم جیسا شغل ہو دعائے بشخ جیسے اوراد ہوں ہفت پیکر جیسے وظائف ہوں جس میں علوم کیمیا ریمیا ہیمیا سیمیا جیسے علوم نادرا کی وراثت ہوانکی شان وشوکت عظمت شکوہ کا کیا عالم ہوگا لہذا یہ اللہ والوں کی شان ہوا کرتی ہے اور ولایت کے ان عظیم مراتب کی شان ہوتی ہے جن پر آپ فائض تھے۔

الغرض آپ کے احوال آپ کے برادر اصغر حضرت علامہ و مولانا محقق سلسلہ مداریہ قاضی سید محمد شفیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انتخاب العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ 39 سال تک اپ حالت تجرید میں رہے اس کے بعد حسب الارشاد حضرت والد صاحب 1340 ہجری کو آپ نے شادی کر لی لیکن بعد شادی کے بھی آپ نے ظاہر و باطن اسی طرح سے رکھا بلکہ حضرت والد صاحب نے چھ جمادی الاول میں جس وقت سے آنحضرت کے چھوٹے بھاء پشت پناہ مکرمی قاضی صوفی سید محمد رفیق صاحب جعفری مداری (جن کے احوال پر یہ ماہنامہ شائع ہوا ہے) حضرت قاضی سید احتشام علی میاں نے ان کو اپنا سجادہ نشین مقرر فرمایا تو بالخصوص آپ نے دو باتیں وصیت فرمائیں ایک تو یہ کہ تم میرے یعنی (حضور احتشام علی) آنحضرت کے اہل خانہ کا ہمیشہ خیال رکھو گے اور ان کے کل اخراجات کو اپنے اوپر لازم و واجب جانو گے دوسرے اپنے چھوٹے بھائی یعنی عزیزی سید محمد خلیق سلمہ کو تربیت و تعلیم اور خلافت سے ممتاز کرو گے اور دیگر تمام وہ وراثتیں جس کا میں نے تم کو امین قرار دیا ہے وہ ان کو تعلیم فرماؤ گے۔

الغرض بعد شادی کے بھی آپ کے وہی حالات رہے چنانچہ اپنی ذات کے لیے صرف ایک لوٹا ایک جائے نماز ایک تہبند ایک کرتا ایک پائے جامہ ایک امامہ ایک رومال اور گاہے گاہے ایک نیم آستین سے زیادہ کچھ نہیں رکھا اور وہ بھی کبھی بذات خود کسی خواہش کے ذریعے نہیں بنوایا۔ یہاں تک کہ موسم سرما میں بھی اس سے زیادہ کپڑے مثل رضائی بستر وغیرہ آپ نہیں رکھتے نہ استعمال میں لاتے تھے 16 سال کی عمر سے تا ہنوز آپ نے رضائی کمبل وغیرہ کبھی نہیں اوڑھا اگر کوئی شخص زیادہ اصرار کرتا تو اپ رکھوا لیتے تھے اور صبح واپس کر دیتے تھے اکثر لوگوں نے راتوں کو امتحان لیا اور شرمندہ ہوئے۔

آپ کے خلفاء کا نام

ویسے تو اپ نے اپنے والد مکرم قطب وقت ولی کامل حضور الشاہ قاضی سید محمد شمشاد علی جعفری فصوری مداری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنے بھائیوں کو خلافت سے نوازا جس میں سر فہرست حامل مقام قطبیت قطب اکبر الحاج قاضی سید محمد رفیق رحمتہ اللہ علیہ ہیں دوسرے آپ کے بھائی صوفی با صفا حضرت

علامہ اکرام حسین میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے پائے کے بزرگ ہوئے ہیں جنکا مزار چھتر پور میں موجود ہے۔ و محقق سلسلہ مداریہ حضرت علامہ و مولانا الشاہ قاضی سید محمد شفیق رحمتہ اللہ علیہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے شہر جبل پور میں دو صاحبوں کو خلافت عطا کی تھی جس میں ایک شیخ عبدالسبحان صاحب احتشامی مداری اور دوسرے جناب صوفی شیخ محمد عبدالشکور صاحب چشتی نظامی فخری سلیمانی طبقاتی احتشامی مداری المتخلص دلکش جبلپوری صاحب ہیں یہاں ان کا ذکر آیا ہے تو ایک واقعہ جوان کی خلافت کا ہے مختصر بیان کر دیتا ہوں کہ آنخضرت مکن پور شریف میں رونق افروز تھے کہ ایک روز بعد فراغ نماز ظہر اپنے چھوٹے بھائی قاضی سید محمد شفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ بھیا کیا دوات میں سیاہی رواں ہے انہوں نے عرض کیا جی ہاں اس کے بعد دوسری باتوں میں مشغول ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد میاں عبدالسبحان صاحب موصوف جبل پور سے تشریف لائے اور زیارت سے مشرف ہو کر مقیم ہوئے رات کے وقت دوران گفتگو سید محمد شفیق صاحب و میاں عبدالسبحان صاحب و دیگر صاحبان کے سامنے عبدالسبحان میاں بار بار یہ تکرار کرتے تھے کہ تین روز سے غائبانہ میرے کانوں میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی کہتا ہے مکن پور چلو مکن پور چلو اور طبیعت کو اس قدر الجھن تھی جس کا اندازہ محال ہے اور صبح کے وقت آپ نے خواب بیان کیا کہ میں ایک پیالا چائے منشی عبدالشکور صاحب دلکش کو دیتا ہوں لیکن ایک شخص وہاں موجود ہے وہ کہتا ہے یہ چائے منشی صاحب کے صاحب زادے کو دو لیکن میں نے یہ کہا کہ نہیں یہ خاص منشی جی کا حصہ ہے منشی جی کو ہی دونگا اور ہاں جناب نے نہایت شوق سے پیا خدا معلوم اس کی کیا تعبیر ہے اس کے بعد قاضی سید محمد شفیق صاحب اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالسبحان آنخضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے لیے حضرت نے اس ناچیز سے فرمایا کہ خلافت نامہ عزیزی عبدالشکور کو لکھ دو اور ایک بتاشہ میاں عبدالسبحان کو دیکر فرمایا کہ یہ بتاشہ عبدالشکور کو کھانے کے واسطے دینا وہ میرے خلیفہ ہیں اور ایک خلافت نامہ عبدالسبحان میاں کو دیکر فرمایا کہ آپ کا حصہ بھی میرے پاس ہے آپکو بھی اجازات و خلافت سے نوازا جاتا ہے آپ بھی میرے خلیفہ ہیں بعدازاں فرمایا الحمدللہ آج میں اس بار سے سبکدوش ہوا۔

اس وقت میاں عبدالسبحان نے کہا کہ حضور اس کہنے کا کیا مطلب ہے تو اپ نے فرمایا 17 سال کا عرصہ ہوا جب حضرت قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ منشی جی خاندان مداریہ کی خلافت کے مستحق ہیں ان کا حصہ ان کو پہنچاؤ اور خلافت عطا کرو لیکن اس وقت سے اب تک میں وقت کا منتظر رہا خدا کا شکر ہے آج وہ وقت آیا کہ حقدار نے اپنے حق کو پایا۔

الغرض آپ اس قدر پردہ پوشی کے ساتھ رہتے ہیں کہ امور شدنی بھی جب تک ہو نہ جائیں ان کا اظہار نہیں فرماتے اور آپ نے اپنے چھوٹے بھائی محقق سلسلہ مداریہ سید محمد شفیق جعفری احتشامی مداری کو بھی اپنا جانشین بنایا۔

وصال

آپ کا وصال ۷ر صفر المظفر یوم چہار شنبہ درمیان عصر و مغرب ۱۳۵۵ ہجری میں ہوا مادہ وفات۔

بین العصر و المغرب یوم الرابع
سبع صفر جاء روحی المولانا عندک مولائک مقتدر
۱۳۵۵ھ

رسید روح جومراوچ چرم ہاتف گفت
نزول بیامہ فردوس احتشام علی
۱۳۵۵ھ

●●●

ولیِ دوراں، صوفیِ وقت، رفیق ملت پیر سید محمد رفیق جعفری مداری کی

شخصیت اور خدمات دینیہ کا تعارف

ازقلم: ابوالحماد مفتی محمد اسرافیل حیدری المداری دارالنور مکن پور شریف

جب روحانیت کی شمعیں بجھنے لگتی ہیں، جب زمانہ سچائی، اخلاص، اور نورانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی نسلوں سے کوئی ایسا روحانی پیکر اٹھاتا ہے جن کی نسبت ہی لوگوں کے دلوں کو گرما دیتی ہے، اور جن کا خاندانی شجرۂ طیبہ خود روشنی کا مینار بن جاتا ہے۔

حضرت پیر قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری، جنہیں اہلِ دل ولیِ دوراں، صوفیِ وقت، نقیب الاشراف امین سلسلۂ عالیہ مداریہ، کے معزز القاب سے یاد کرتے ہیں، آپ ایک ایسے درِ صوفیانہ کے وارث ہیں جہاں نسبت صرف خانوادہ کی نہیں، بلکہ سلسلۂ ولایت کی ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب عظیم المرتبت، قطب الاقطاب، قطب المدار، سند الاکابر، حضرت سیدنا سید احمد بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ جنہیں سرزمینِ ہندوستان میں شمس الافلاک، یعنی ولایت کے آفتاب کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔

آپ کے والدِ ماجد قاضی سید محمد شمشاد علی جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان نہ صرف عالمِ ربانی، فقہی مزاج، روحانی مکارم اور کراماتی جلووں کے امین تھے بلکہ وہ مکن پور شریف کے ''قاضی وقت'' بھی تھے۔ ایک ایسا لقب جو اس وقت صرف ظاہر و باطن کے جامع، علم و حلم کے وارث، اور شریعت و طریقت کے سنگم کو ہی عطا ہوتا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام سلیم بنت سید محمد اسحاق محلی جعفری مداری تھا جو نہایت عفیفہ، طیبہ و زاہدہ تھیں۔ آپ جب چار سال، چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو خانقاہ معلیٰ مداریہ میں آپ کا مکتب یعنی رسم بسم اللہ خوانی ہوئی۔

خانوادۂ مداریہ

یہ خانوادہ وہی ہے جس کی بنیاد حضور سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھی۔

سلسلہ مداریہ کا یہ چشمِ نور، مدینہ منورہ، بغداد معلیٰ، حلب اشرف اور برصغیر، سے گزرتا ہوا مکن پور شریف پہنچا جو آج بھی دلوں کو سیراب کر رہا ہے۔

یہ خانوادہ صرف ظاہری نسبتوں پر مبنی نہیں، بلکہ روحانی فتوحات، حنفیت کا امین اور عقائد اہلسنت والجماعت کی حفاظت کا ضامن ہے۔ حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری انہی روحانی ستونوں کے وارث ہیں۔

آپ کا خاندانی شجرہ نسب قطب وقت حضرت سید ابراہیم ابن حضرت سیدنا سید ابوتراب فنصور رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سیدنا امامِ جعفر صادق

رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تک جا پہنچتا ہے۔یعنی آپ نہ صرف سادات حسنی وحسینی ہیں بلکہ فقہی و صوفی وراثت کے امین بھی ہیں۔

ورثۂ نور

آپ کے والدِ محترم حضرت قاضی سید شمشاد علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ طیبہ صرف علمی کتب وسلاسل کی وراثت نہ تھی بلکہ وہ ادبِ شریعت، التزامِ سنّت، اور نورِ ولایت کے پیکر تھے۔وہی نور، وہی مزاج، وہی تربیت جناب قاضی سید محمد رفیق مداری کی ذاتِ اقدس میں ایک نیا اشراق، ایک نئی روشنی، اور ایک نیا جمال بن کر جلوہ گر ہوئی۔یہ نسبت صرف خاندانی نہیں، یہ نسبت ایک روحانی پیغام ہے،جس نے مریدین کو راہِ سلوک سکھائی،جس نے بدعتوں سے نفرت اور سنتوں سے محبت کا درس دیا اور جس نے جھوٹے سلاسل کے خلاف فکری جنگ کا بیڑا اٹھایا۔

موجودہ منصب

آج جب خانوادۂ مداریہ کا یہ چشم و چراغ،سید محمد رفیق مداری قدس سرہٗ خانقاہِ عالیہ کے جمالِ مجسم کے طور پر سامنے ہے،تو یہ صرف ایک صاحب نسبت نہیں بلکہ ایک روحانی معلم،مبلغ مداریت اور تربیت یافتہ رہبر کی حیثیت سے اپنی شناخت بنائے ہوئے ہے۔

نورِصورت، حسنِ سیرت: رفیقِ ملت کے ظاہری و باطنی جمال کی جھلک

اولیائے کاملین کی پہچان صرف ان کی باتوں سے نہیں، بلکہ ان کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔وہ چہرے جو نورِ نبوت کے آئینے ہوتے ہیں، ان کی پیشانیوں پر خشیت الٰہی کی لکیریں ہوتی ہیں، ان کی چال میں وقار اور گفتار میں اخلاص کا جوہر پایا جاتا ہے۔

حضرت قاضی ملت سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ کا جمال بھی اسی سلسلے کی ایک روشن کڑی تھا۔

نورانی چہرہ و پرجلال شباہت

حضرت رفیق ملت کا حلیہ مبارکہ

آپ کا چہرہ نہایت روشن، کشادہ پیشانی، بلند اور سیدھی ناک، خوبصورت قد و قامت، چہرے پر ہمیشہ طہارت، سادگی اور وقار، نگاہ میں کشف، کرامت اور محبت کا رنگ۔

کئی مریدین کہتے: ''ایسا چہرہ ہم نے نہ کبھی دیکھا، نہ سیرت میں، نہ صورت میں حضرت جیسا پایا''۔

بزرگوں سے مشابہت

آپ کی شخصیت میں ایسی جاذبیت تھی کہ سلسلۂ مداریہ کے اکابر کی روحانی شباہت محسوس کی جاتی تھی۔

آپ کے چہرۂ مبارک میں ایسا نور جلال تھا کہ لوگ بغیر تعارف کے ہی تعظیم کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

اولیائی علامات

علماءِ ولایت کے مطابق، ولی کی بعض ظاہری علامتیں ہوتی ہیں، جن میں سے کئی علامات حضرت رفیق ملت میں نمایاں تھیں:

ہیبت و کشش

آپ کے پاس بیٹھنے سے دل خوف خدا سے کانپتا، اور اندر نرمی پیدا ہوتی تھی۔

نورِ پیشانی

جو شخص بھی پہلی بار دیکھتا، کہتا: ''ایسا لگتا ہے جیسے روشنی

کا ہالہ ہے جو چہرے پر مسکرا رہا ہے''۔

خاموشی میں بلا کا اثر تھا

آپ اکثر خاموش رہتے، مگر وہی سکوت لوگوں کے دلوں میں اللہ کا خوف بٹھا دیتا۔

لباس میں سادگی، مگر دبدبہ تھا

معمولی ٹوپی، سفید لباس، مگر نظر پڑتے ہی عظمتِ باطنی کا احساس ہوتا تھا۔

ایک خاص مشاہدہ

حضرت رفیق ملت کے ایک قدیمی مرید کا قول: ''حضرت کا چہرہ ایسا پر جمال تھا کہ کبھی اگر چشم بینا سے اسے کوئی دیکھتا، تو کئی دن تک اور کچھ دیکھنے کو دل نہ کرتا۔''

اخلاقی جمال

ظاہری جمال کے ساتھ آپ کے اندر اخلاقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک تھی: گفتگو میں نرمی، غصے میں صبر، طعن پر خاموشی، زیادتی پر دعا، یہ وہ اخلاق تھے جو صورت سے سیرت تک حضرت رفیق ملت کو کامل انسان بناتے تھے۔

حاصل گفتگو یہ کہ حضرت رفیق ملت کا جمالِ ظاہری و باطنی، سلسلہ مداریہ کی عظمت کا ایک آئینہ تھا۔ آپ کی شباہت، جلال، اور نورانیت آج بھی محبین کے دلوں میں چمک رہی ہے۔

جلوہ تھا اک ولی کا، جو لفظوں میں نہ سمایا
ہم نے اُسے فقط، دل کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا!

روحانی تربیت و علمی سفر۔ تجلیاتِ علم وسلوک

خاندانِ مداریہ کے چشم و چراغ، حضرت پیر قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ، جنہیں اہلِ دل صوفیِ وقت، سراجِ سلوک اور وارثِ ولایتِ قاضئ ملت کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ان کی روحانی تربیت اور علمی پرورش ایسی زمین پر ہوئی جہاں ہر سانس ذکرِ الٰہی سے معطر، اور ہر لمحہ اتباعِ سنت سے روشن تھا۔

پہلی تربیت گاہ: آغوشِ ولایت

جس بچے کی تربیت اس باپ کی گود میں ہو جس نے شدید بخار اور غشی کی حالت میں بھی استنجا سے پہلے سر پر کلاہ رکھوانے کی سنت کو ترک نہ کیا ہو۔ وہ بچہ کبھی بے شعور، بے راہ یا بے ادب نہیں ہو سکتا۔

حضرت قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری نے نہ صرف اپنے برادر زادے جناب پیرزادہ قاضی سید محمد لئیق صاحب مداری وصوفی ملت حضرت صاحب زادہ حافظ وقاری قاضی سید محمد عتیق مداری کو اپنی ظاہری محبت کا وارث بنایا، بلکہ ان کی روحانی سرپرستی بھی اپنے ہاتھوں فرمائی۔

پہلا سبق: ذکر الٰہی کا ذوق، سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اور ادبِ مشائخ۔

پہلا تجربہ: مجالسِ ذکر و وعظ، خلوت میں مراقبہ، جلوت میں خاموشی اور تواضع۔

تربیت کا محور: خدمت اور صحبت

حضرت پیر سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ نے اپنے والدِ گرامی کی قدم بقدم خدمت کی۔

سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ سایہ بنے رہے۔ یہ صحبتیں، جو بظاہر عام نظر آتی ہیں، دراصل باطن کے آفاق کھولنے والے دروازے تھیں۔

آپ کو والدِ محترم کی زیارت کے دوران ایسے لطائف، اشارے، مکاشفات اور نفسی کیفیات کا علم ہوا، جو صرف صحبتِ اولیاء سے

حاصل ہوتے ہیں، نہ کہ درسگاہوں کے نصاب سے۔

درسِ نظامی وروحانی علوم

حضرت پیر سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ نے رسمی تعلیم کے ساتھ ساتھ علمِ شریعت، فقہ، حدیث، تفسیر، اور تصوف کے علوم میں بھی خصوصی دلچسپی لی۔ مدرسہ فیض الرسول خانقاہ معلیٰ مداریہ دار النور مکن پور شریف سے عبقری علمائے مداریہ خصوصاً حضرت سید مولانا صاحب عالم مداری و عالی جناب مولانا سید احتشام علی ودیگر علماء وسادات مکن پور شریف سے علوم وعقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل کیا۔

آپ نے: سلسلہ مداریہ کی کتب اور ملفوظات کا مطالعہ کیا نیز دیگر بزرگان تصوف کی کتابوں کو بھی اپنے شرف مطالعہ میں پیش پیش رکھا ملفوظات زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ، رسالہ پنج گفتار، ورسالہ وحدت الوجود مداریہ، احیاء العلوم، سیرۃ الاولیاء، سیرۃ حلبیہ، کشف المحجوب، الرسالۃ القشیریۃ، عوارف المعارف جیسے ذخائر سے قلبی انسیت حاصل کی۔ آپ کا مطالعہ ایسا مطالعہ ہوتا تھا۔ جس میں آپ کتب کی تحریر پڑھنے سے زیادہ مصنف کی نیت اور روحانی کیفیت کو محسوس کرتے تھے۔

باطنی علوم وکشف وشہود

حضرت پیر صاحب کا روحانی سفر محض مطالعہ اور نصاب پر مبنی نہیں تھا بلکہ مجاہدہ، ریاضت، ذکرِ خفی، اور مشاہدۂ صفات پر مشتمل تھا۔

کئی بار ایسا ہوا کہ آپ راتوں کو خلوت میں چپ چاپ بیٹھے رہتے، اور جب مریدین دریافت کرتے کہ کچھ فرمایا کیوں نہیں؟ تو آپ ارشاد فرماتے: ''جب زبانِ دل بولنے لگتی ہے تو زبانِ جسم خاموش ہو جاتی ہے۔''

یہی وہ مبارک لمحے تھے جب کشف والقاء کا آغاز ہوتا، اور کئی باطنی اسرار آپ کے قلب پر منکشف ہوئے۔

ولیِ کامل کی تربیت، اور مجاہدۂ شب کی برکت سے آپ کے باطن کا چراغ روشن ہوا۔

سلوکِ مداریہ کی باقاعدہ تربیت

آپ نے سلسلۂ عالیہ مداریہ کی مخصوص مجاہداتِ اربعہ، چلہ کشی کی منازل، اور اذکارِ مخصوصہ پر نہ صرف عمل کیا بلکہ کئی اہلِ دل کو ان روحانی منازل کی طرف رہنمائی بھی فرمائی

حضرت قاضی ملت حضرت سید احتشام علی جعفری المداری علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو: اذنِ بیعت، اجازتِ وخلافت، اور تربیت ارشاد عطا فرمادی تھی۔

یوں آپ محض وارثِ نسب نہیں بلکہ وارثِ تصرف بھی قرار پائے شجرۂ نسب۔ شجرۂ نسب ہی آپ کا شجرۂ مرشدیہ بھی ہے۔

شجرۂ عالیہ جدیہ فنصوریہ مداریہ

(۱) حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(۲) حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا وحضرت سیدنا مولیٰ علی مشکل کشاء شیر خدا اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

(۳) حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت سیدنا امام علی اوسط المعروف بہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت سیدنا امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ

(۷) حضرت سیدنا سید اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) حضرت سیدنا سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹) حضرت سیدنا سید اسمٰعیل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰) حضرت سیدنا سید ظہیر الدین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱) حضرت سیدنا سید بہاء الدین رضی اللہ عنہ
(۱۲) حضرت سیدنا سید قاضی قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۳) حضرت خواجہ سید محمود الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
برادر حضور سیدنا سید احمد بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۴) حضرت خواجہ سید جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۵) حضرت خواجہ سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۶) حضرت خواجہ سید ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۷) حضرت خواجہ سید نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۸) حضرت خواجہ سید عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۹) حضرت خواجہ سید اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۰) حضرت خواجہ سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۱) حضرت خواجہ سید اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۲) حضرت خواجہ سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۳) حضرت خواجہ سید ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۴) حضرت خواجہ سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۵) حضرت خواجہ سید داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۶) حضرت خواجہ سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۷) حضرت خواجہ سید یٰسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۸) حضرت خواجہ سید وجیہ الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲۹) حضرت خواجہ سید کبیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳۰) حضرت خواجہ سید عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳۱) حضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳۲) حضرت خواجہ سید محمد ابرہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳۳) حضرت خواجہ سید پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۴) حضرت خواجہ سید خان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۵) حضرت خواجہ سید حمید الدین عرف شاہ ہمن رحمۃ اللہ علیہ
(۳۶) حضرت خواجہ سید ابوالمنصو ر رحمۃ اللہ علیہ
(۳۷) حضرت سید محمد فرید رحمۃ اللہ علیہ
(۳۸) حضرت خواجہ سید شاہ علاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ
(۳۹) حضرت خواجہ سید محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ
(۴۰) حضرت خواجہ سید عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ
(۴۱) حضرت خواجہ قاضی سید معظم علی رحمۃ اللہ علیہ
(۴۲) حضرت قاضی سید امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
(۴۳) حضرت قاضی سید حسن علی رحمۃ اللہ علیہ
(۴۴) حضرت قاضی سید احسان علی رحمۃ اللہ علیہ
(۴۵) حضرت قاضی سید سجاد علی رحمۃ اللہ علیہ
(۴۶) قطب وقت حضرت قاضی سید شمشاد علی مداری قدس سرہٗ
(۴۷) حضرت قاضی سید محمد خلیق برادر صغیر حضرت قاضی سید محمد رفیق ملت وحضرت استاذ العلماء قاضی سید محمد عتیق مداری جو آپ کے برادر زادے تھے و قاضی سید محمد لئیق مداری۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

رفیق ملت کا سلسلہ رشدیہ

بخش دے یا رب محمد مصطفیٰ کے واسطے
مشکلیں حل کر میری مشکل کشاء کے واسطے
از پئے خواجہ حسن بصری بصر عرفان دے
حب حبیب عجمی حبیب مصطفیٰ کے واسطے
کر تزائد نیک کاموں میں پئے طیفور شام
الملقب بایزید و پرضیا کے واسطے
دل کو روشن تن کو طاہر آنکھ کو پر نور کر
شہ بدیع الدیں مدار دو سرا کے واسطے
بو محمد خواجۂ ارغون ہے جنکا لقب
جانشین شہ مدار اولیاء کے واسطے

شہ ابو الفائض کا صدقہ فیض جاری رکھ مدام
فضل فضل اللہ پیر بیریا کے واسطے
صدقہ بابا لاڈ درباری کا در پر رکھ مقیم
اے کریم عبد الکریم پیشوا کے واسطے
حکمت عرفاں عطا کر از پئے عبد الحکیم
اور شہ عبد الجلیل حق نما کے واسطے
دین و دنیا میں خدا وندا بہر طور و طریق
کر غنی عبد الغنیِ شہ سخا کے واسطے
رکھ حفاظت اور امانت میں میرا ایماں کریم
شہ محمد با امیں ہادی ہدا کے واسطے
رنج وغم آفات و امراض و بلاؤں سے بچا
ثانیء عبد الحکیم حق نما کے واسطے
دور رکھنا ظلمت وحشت سے میری قبر کو
ماہ عالم پاک باز و مہ لقا کے واسطے
قاضی الحاجات بہر قاضی احسان علی
مجھ کو حکمت کر عطاء اپنی رضا کے واسطے
قاضی سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
سید شمشاد علی پیر ہدا کے واسطے
احتشام با علی کے واسطے رکھ محتشم
رہنما میرے جو ہیں تیری رضا کے واسطے
رہنمائی کر میری بحر محمد با رفیق
اے خدا دارین میں کل اولیاء کے واسطے
سلسلہ وابستگاں کو بالعطاء حافظ عتیق
رکھ خدا قائم مدار الاتقیاء کے واسطے

سنت پر عمل کرنے کا جذبہ

اللہ کے خاص بندوں کا وصف ہوتا ہے کہ عبادت ان کی فطرت میں رچی بسی ہوتی ہے، اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جگر کا نور ہوتی ہے۔ حضرت قاضی سید محمد رفیق مداریؒ کی زندگی اسی نورِ اطاعت، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بندگیِ خالص کا کامل نمونہ تھی۔

بندگی کا شوق

حضرت نوافل، تہجد، اشراق، اوابین اور دیگر سنن کے پابند تھے۔ دن بھر تدریس، خدمت خلق اور ارشاد کے باوجود راتیں یادِ الٰہی میں گزارتے۔ آپ کی خانقاہ میں وظائف، تلاوت اور اذکار کا خاص ماحول ہوتا، اور ہر لمحہ رب کی حضوری کا احساس نمایاں ہوتا۔

سنت کی غیرت مشہور واقعہ

آپ کی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اس قدر کامل تھی کہ بیہوشی کے عالم میں بھی سنت کو ترک نہ ہونے دیتے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت رفیق ملت کُنڈگی (ضلع جبلپور) میں مقیم تھے۔ شدید بخار تھا، یہاں تک کہ غشی (بیہوشی) طاری ہوگئی۔ اسی دوران استنجا کی حاجت ہوئی، مریدین نے مدد کے لیے بٹھایا۔ جب بٹھایا گیا، تو آپ نے نیم ہوش میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور فرمایا: کیا آسمان نیچے آ گیا؟ پھر اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور کہا: میرے سر پر ٹوپی رکھو! جب ٹوپی پہنادی گئی، تب آپ نے استنجا کیا۔

اس واقعے کے معانی

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ آپ کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی غیرت تھی۔ باوجود غشی کے، آپ نے بغیر سر ڈھانپے استنجا کرنے سے انکار فرمایا، کیونکہ آپ کے نزدیک شریعت

اور آدابِ سنت کا ترک محض بیماری سے بھی جائز نہ تھا۔

وظائف واوراد

حضرت کا روزمرہ معمول وظائف، مناجات، اور تسبیحات سے معمور رہتا۔ آپ ''اسمِ ذات''، ''درود شریف''، "یا حی یا قیوم" جیسے اذکار کے مستقل عامل تھے۔

اکثر فرمایا کرتے: ''ذکرِ الٰہی دل کو صیقل کرتا ہے، اور سنت بندگی کا تاج ہے''۔

باطنی کیفیت

آپ کی عبادت محض ظاہر تک محدود نہ تھی، بلکہ خشیت، خضوع، گریہ، رقت، اور توجہِ قلبی سے بھری ہوتی تھی۔ آپ کو قرآن مجید کی تلاوت میں خاص ذوق حاصل تھا۔ نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کے وقت آپ پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوجایا کرتی تھی۔

حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری کی عبادت، ان کی روحانیت کی بنیاد تھی، اور سنت کی غیرت ان کی ولایت کا تاج۔ آپ کا حال وہی تھا جسے قرآن نے یوں بیان کیا:

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ

''وہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔''

(سورۃ الذاریات،17)

حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ کی تعلیمی وتدریسی خدمات

علم دین کی تعلیم صرف مدارس کی چہار دیواری تک محدود نہیں، بلکہ ہر وہ مقام جہاں معلم حقائقِ ازلیہ سکھائے، وہی درسگاہِ عرفان بن جاتا ہے۔ حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ کا تعلیمی انداز خانقاہی بصیرت، درویشانہ توازن اور اسلامی مزاج کا آئینہ دار تھا۔

تدریسی خدمات کا آغاز

انگریزوں کے دور میں جب ہندوستان میں اسلامی تعلیمات کا ماحول ماند پڑتا جا رہا تھا، حضرت رفیق ملت علیہ الرحمۃ نے ایک قصبہ ''تروا'' (ضلع قنوج کے قریب) میں موجود ایک اسکول میں زبانِ فارسی کی تدریس کا بیڑا اٹھایا۔

یہ کوئی معمولی قدم نہ تھا، بلکہ ایک خاموش انقلاب تھا۔ کیونکہ فارسی زبان اس وقت علوم دینیہ و روحانیت کی اصل زبان تھی، اور اس کا احیاء گویا اسلامی تشخص کی بحالی تھی۔

تعلیم کا اسلوب

آپ کی تدریس محض کتابی نہ تھی بلکہ دلوں کو روشن کرنے والی تعلیم تھی۔ شاگردوں کے باطن کو سنوارنا، ادبِ علم سکھانا، اور تزکیہ نفس کے آداب بھی تعلیم کا لازمی حصہ ہوتا۔ آپ اکثر درس کے دوران مثنوی معنوی، فارسی اشعار، قرآنی نکات اور احادیث کے حکیمانہ ترجمے بھی بیان فرماتے۔

تعلیم وتربیت میں روحانیت

آپ کی تعلیم محض لسانی نہ تھی بلکہ تزکیہ، تہذیبِ اخلاق، اور دینی غیرت کی تعلیم بھی اس میں شامل تھی۔

شاگردوں سے کہتے: ''زبانِ فارسی میں عرفان چھپا ہے، اور عرفان سے انسان بنتا ہے کامل''۔

ایک اثر آفریں پہلو

کئی شاگرد جو فقط تعلیمِ زبان کے لیے آئے تھے، آپ کی روحانی شخصیت اور باوقار معلّمی کے سبب تائب، متقی اور صاحبِ

حال ہوکر رخصت ہوتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت رفیق ملت نے علم کو صرف ذریعہ معاش نہیں بلکہ ذریعہ نجات بنایا۔

تربیتی مرکز

آپ کے تدریسی مرکز کی بنیادیں خانقاہی مزاج، ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احیاءِ دین پر تھیں۔ جہاں علم کے ساتھ ادب سکھایا جاتا تھا، ظاہری معلومات کے ساتھ باطنی کیفیات کا اہتمام ہوتا۔ ہر شاگرد کو انسانیت، دیانت، اور فقر کی دولت دی جاتی تھی۔ غرضیکہ حضرت رفیق ملت کی تدریسی خدمات درحقیقت ایک خاموش روحانی تحریک تھی، جو بظاہر ''فارسی کے معلم'' کے لباس میں تھی، لیکن حقیقت میں تزکیہ کے مربی، عرفان کے داعی اور دین کے محسن تھے۔

خاموش قیادت اور پوشیدہ حکمت

حضرت رفیق ملت نے کبھی روحانی مدارج کا ڈھول نہیں پیٹا۔ بلکہ ہمیشہ خاموشی، متانت، اور باطنی حکمت سے دلوں پر تصرف فرمایا۔ بعض مریدین تو کہتے تھے کہ پیر صاحب کا اندازِ تربیت "خاموش دعا، اور نظرِ ولایت کی" ہے۔

تبلیغی خدمات و روحانی سفر

نقیبِ سلسلہ مداریہ، پیر سید محمد رفیق جعفری مداری کی دعوتی بصیرت اور روحانی قیادت۔ جس دل میں عشقِ الٰہی ہو، جس آنکھ میں ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہو، اور جس تربیت میں ولایت کا تسلسل ہو۔ وہ وجود پھر تبلیغ کو تجارت نہیں بلکہ امانت سمجھتا ہے۔ بلاشبہ آپ امینِ دعوت وولایت تھے

تبلیغ کا لب لباب: حکمت و حلم

حضرت رفیق ملت صاحب نے کبھی بھی تبلیغ کو محض زبان کی گھن گرج نہیں بنایا، بلکہ ان کی تبلیغ کا جوہر حکمت، تحمل اور دلی درد پر مشتمل ہے۔

آپ کی مجلس میں: کوئی سوال کرے تو جواب دل کو چیرتا نہیں، بلکہ جیتتا تھا کوئی بدعقیدہ ہو تو آپ بحث نہیں کرتے، دعا کرتے تھے۔ کوئی گستاخ ہو تو آپ خاموشی سے اس کی روح کو زیر کر لیتے تھے۔ یہی آپ کے طریقۂ تبلیغ کی معراج تھی۔

مدھیہ پردیش: زمینِ ولایت، اور دعوت کا مشن

آپ نے بندیل کھنڈ سے لے کر مدھیہ پردیش تک کے علاقوں کو اپنی تبلیغ خدمات کا مرکز بنایا۔ وہی سرزمین جہاں آپ کے والدِ گرامی حضرت قاضی سید محمد شمشاد علی جعفری نے پچاس سالہ مداریت کا مشن قائم کیا تھا۔

آپ نے: کٹنگی، جبل پور، اندرانہ، نرسنگھ پور، ساغر، چھتر پور دموہ، پنّا، بھوپال، چھندوارہ جیسے شہروں اور ان سے ملحق قصبات وقریات میں تبلیغی مشن کو فروغ دے کر سنی عقائد کا دفاع کرتے ہوئے مسلمین ومتوسلین و مریدین و معتقدین کو جام اہلبیت سے سرشار فرما کر عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امین بنایا گستاخانِ اولیاء کرام کو علم وحلم سے جواب دیا بگڑی ہوئی نسلوں کو ذکر وفکر ومودت ومحبت کی جانب پلٹایا۔

حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ کرامات اور روحانی تجلیات

کرامت، ولایت کی علامت ہوتی ہے، مگر ولی کامل اسے کبھی نُمائش یا شہرت کے لیے ظاہر نہیں کرتا۔ وہ تو اطاعتِ الٰہی، اتباعِ سنت اور بندگانِ خدا کی تربیت کو اپنا مقصد بناتا ہے۔ حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ بھی انہی اہلِ حقیقت میں سے تھے، جن کی کرامات لوگوں کے دلوں میں

خوفِ خدا، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نسبتِ مداریہ کی خوشبو بکھیرتی تھیں۔

مشہور کرامت: ''نظر کیمیا اثر''

ایک واقعہ: مدھیہ پردیش کے علاقے کٹنگی میں ایک شخص جس کا نام رفیق ٹھیکیدار تھا، کچھ غیر شرعی حرکات میں مبتلا تھا۔ ایک دن وہ حضرت رفیق ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''پیر صاحب! میں مرید ہونا چاہتا ہوں، مگر مجھ سے ہوگا کیا؟'' حضرت والا نے تبسم فرمایا، اور اپنی کیمیا نظر سے فرمایا: ''بس میرے سامنے وہ قبیح حرکتیں ترک کرنا، یہی میری تعظیم ہے''۔ اس ایک جملے نے دل بدل دیا۔ وہ شخص مرید ہو گیا۔

روحانی جلوہ

حضرت کچھ دنوں بعد کٹنگی سے مکنپور واپس تشریف لے گئے۔ اسی مرید نے سوچا کہ اب پیر صاحب چلے گئے ہیں، تو وہ اپنی سابقہ بری عادت کی طرف نکل پڑا۔ مگر! اچانک راستے میں حضرت رفیق ملت کو آمنے سامنے دیکھ لیا! حیرت زدہ ہو کر واپس آ گیا۔ دوسری بار پھر یہی واقعہ ہوا۔ اب وہ شخص خوفِ خدا سے لرز اٹھا، اور ہمیشہ کے لیے توبہ کر کے نیک بن گیا۔ پھر آخری وقت تک وہ شخص حضرت کی محبت میں فنا رہا۔

اندرانہ کی ایک کرامت

جبل پور کے قریب ایک بستی اندرانہ میں آپ نے اپنے مریدین سے فرمایا: ''رات کے وقت میرے حجرے کی طرف نہ آنا''۔ لیکن ایک رات وہ شخص، جس کے گھر آپ مقیم تھے، وضو کا پانی رکھنا بھول گیا۔ رات کے ایک پہر پانی لے کر جب کھڑکی سے جھانکا، تو یہ دیکھ کر کانپ اٹھا: ''حضرت کے جسم کے تمام اعضاء الگ الگ پڑے ہیں''۔ وہ شخص چیخا، اہلِ محلّہ جمع ہو گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور حضرت باہر تشریف لائے، سب کو تسلی دی اور واپس بھیج دیا۔

علمی تائید

علامہ برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب سیرتِ حلبیہ میں لکھتے ہیں: ''قطب کی پہچان ہے کہ اس کے اعضاء ایک وقت میں جدا ہو سکتے ہیں، اور وہ بیک وقت کئی جگہ موجود ہو سکتا ہے''۔

تجلیات و کشف

کئی مرتبہ حضرتؒ نے لوگوں کے باطن کو اُن کے بغیر کہے پہچان لیا۔ مریدین کے سوال سے پہلے جواب عطا فرما دیتے۔ بیمار پر نظر پڑتی، تو شفا کی کیفیت ظاہر ہو جاتی۔

عوامی تاثر

مدھیہ پردیش کے اکثر گاؤں اور قصبوں میں یہ مشہور تھا: ''حضرت رفیق ملت علیہ الرحمۃ کے سامنے جھوٹ بولنا ممکن نہیں، ان کی نگاہ سب کچھ جان لیتی ہے''۔

روحانی اختصار

آپ کی کرامتوں کا تعلق محض ظاہر سے نہیں، بلکہ باطن، اصلاح، اور روحانی تربیت سے تھا۔ آپ فرماتے تھے: ''جس کی نگاہ میں اثر نہ ہو، اس کی ولایت میں ثمر نہیں''۔

غرضیکہ حضرت رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی کرامتیں لوگوں کی تربیت، توبہ، اور روح کی صفائی کے لیے تھیں، نہ کہ شہرت یا عجیب تماشے کے لیے۔ یہی اصل ولایت ہے کہ نظر ڈالیں اور دل کی دنیا میں انقلاب آ جائے۔

خانقاہی دعوت کا احیاء

آپ کی تبلیغی خدمات صرف بیان و تقریر تک محدود

نہیں تھیں۔ بلکہ آپ نے خانقاہی نظام کو دوبارہ زندہ کیا: مریدین کو اذکارِ مخصوصہ، اسمِ ذات، نفی و اثبات کے مجاہدات میں لگایا نوجوانوں کو سنتِ رسول علیہ السّلام سے جوڑا بزرگوں کو تصوف کے آداب سکھائے۔ اور عام لوگوں کو دعاؤں اور نسبتوں سے فیض پہنچایا۔

جدید دور میں صوفیانہ قیادت

اس دور میں، جب ہر زبان فتنہ، ہر بات اختلاف، اور ہر عقیدہ نزع بن چکا تھا۔ ایسے پرآشوب ماحول میں حضرت پیر صاحب نے صوفیانہ قیادت کا وہ پہلو پیش کیا جو: بے راہ روی کیلئے مرہم شدت پسندی کا علاج ثابت ہوا دلوں کو جوڑنے والی آپ کی زبان، آپ کا ہر بیان، ہر خاموشی، اور ہر دعا لوگوں کے دلوں کو جھنجھوڑتی رہی۔

روحانی سفر، عوامی اثر

تبلیغی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کے روحانی اسفار کا فیضان بھی وسیع تھا۔ جہاں کہیں بھی آپ جاتے، وہاں کے ماحول میں تبدیلی آجاتی۔

مثلاً: ایک بستی جہاں جھگڑے عام تھے، آپ کی مجلس کے بعد وہیں لوگ بھائی بھائی بن گئے۔ ایک قصبہ جہاں سنی عقیدہ مٹ رہا تھا، وہاں آپ کے قدم سے مدارس قائم ہوئے، مسجدیں آباد ہوئیں، اور محافلِ ذکر سجیں۔ اکثر جگہوں پر خواب میں زیارت، دل میں رجوع، اور نفس میں اصلاح کا اثر دیکھا گیا۔

تبلیغ کا حاصل: ذکر و سنت کا احیاء

حضرت پیر صاحب کی تبلیغ کا اصل ہدف یہ تھا کہ: ''امت کو پھر سے ذکر کا ذوق دیا جائے، سنت کی مہک دی جائے، اور اولیاء کے ادب کی چمک واپس لائی جائے''۔ ان کے نزدیک اصل کامیابی یہ نہیں کہ لوگ بیعت ہو جائیں، بلکہ اصل کامیابی یہ ہے کہ لوگ اللہ کے بندے بن جائیں۔

خاموش کرامات، بولتی تبلیغ

آپ کا اندازِ تبلیغ ایسی ''کرامتِ خاموش'' ہے جو ظاہری شور سے خالی، مگر باطنی اثر سے لبریز ہے۔ آپ جس پر نظر ڈال دیتے، وہ رجوع کر لیتا جسے دعا دے دیتے، وہ سچائی کی طرف لوٹ آتا جسے خاموشی سے سمجھا دیتے، وہ اپنی زندگی بدل لیتا

رفیقِ ملت حضرت صوفی سید رفیق احمد مداری علیہ الرحمۃ کی اخلاقی خوبیوں، حلم، تواضع، مہمان نوازی، اخلاقی بلندی اور خانقاہی تربیت کا مثالی نمونہ

حلم و بردباری

حضرت صوفی سید رفیق احمد مداری علیہ الرحمۃ کی شخصیت حلم و بردباری کا مجسمہ تھی۔ آپ پر جتنا بھی ظلم، بدتمیزی یا اعتراض کیا جاتا، آپ جواب میں سکوت اور حسن صمت اختیار فرماتے۔

آپ فرمایا کرتے تھے: ''صوفی وہی ہے جو زخم کھا کر بھی زبان سے دعا دے، اور دل سے درگزر کرے''۔

کئی مرتبہ مخالفین نے سخت الفاظ کہے، مگر آپ نے بدلہ تو کیا لینا، کبھی زبان سے شکایت بھی نہ کی۔ حضرت کی بردباری، صوفیاء کی اس سنت کی یاد دلاتی تھی جو ''افضل الجهاد: كلمةُ عدلٍ عند سلطانٍ جائر'' پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بھی حلم سے کام لیتے ہیں۔

تواضع و انکساری

حضرت کی انکساری ایسی تھی کہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا۔ اگرچہ آپ خانقاہِ مداریہ کے روحانی پیشوا تھے، مگر کبھی

اپنی حیثیت ظاہر نہ کرتے۔ ہر شخص سے تواضع سے ملتے، خواہ کوئی ادنیٰ خادم ہو یا بلند رتبہ عالم۔

ایک بار کسی گاؤں کا غریب کسان آیا، حضرت نے اسے مسجد کے صحن میں خود چادر بچھا کر بٹھایا اور فرمایا: ''یہ درگاہ سب کے لیے برابر ہے، یہاں امیر غریب میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا''۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا دل ہر بند؟ خدا کے لیے کشادہ تھا۔

مہمان نوازی

حضرت رفیق ملت کی خانقاہ میں آنے والا مہمان کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔ آپ کا معمول تھا کہ مہمان کے لیے پہلے کھانے اور آرام کا بندوبست کرتے، پھر اگر وہ کوئی روحانی مسئلہ پوچھتا تو اس پر توجہ فرماتے۔

آپ فرمایا کرتے: ''مہمان کا دل خوش کرنا، رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے''۔

رمضان، عید، یا کسی بھی بزرگ کی نیاز پر خانقاہ کے دروازے سب کے لیے کھلے ہوتے۔ حضرت کی زندگی میں خانقاہ ایک کھلے دسترخوان کی مثال بنی رہی۔

تحمل و درگزر

حضرت کی زندگی میں صبر اور درگزر کا رنگ غالب تھا۔ کئی بار اپنے ہی مریدوں کی کوتاہیوں پر چپ سادھ لیتے اور نرم انداز میں اصلاح فرماتے۔ آپ کبھی غصے میں نہیں آتے تھے، حتیٰ کہ نافرمانی پر بھی سختی سے گریز کرتے۔

ایک مرتبہ کسی مرید نے گستاخی کر دی، تو حضرت نے صرف اتنا فرمایا: ''ابھی اس پر اللہ کی نظر نہیں ہوئی ہے، ہم دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اسے آپنی نگاہ کرم میں رکھے''۔

یہ جملہ ان کی باطنی وسعت اور تحمل کا آئینہ دار ہے۔

خانقاہی نظامِ تربیت

حضرت رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تربیت کا مرکز خانقاہ معلیٰ مداریہ تھی۔ وہاں ذکرِ جلی و خفی، وظائف و اوراد، قرآن فہمی، خدمت خلق، ادبِ مشائخ، اور شب بیداری کی تعلیم دی جاتی تھی۔

تربیت کے چند اہم اصول

☆ روزمرہ ذکر کی پابندی ☆ خاموشی اور ادب میں رہنا ☆ ہر مہمان کی خدمت ☆ نمازِ باجماعت ادا کرنا ☆ استاد محترم و شیخ مکرم کی دل سے تعظیم ☆ خلوت وجلوت میں یکساں خدائے تعالیٰ کا تصور۔

حضرت فرمایا کرتے تھے: ''خانقاہ کی سب سے بڑی درسگاہ خاموشی ہے، جو یہاں خاموشی سے رہا، وہی کچھ پا گیا۔ خیر الکلام حسن الصمت.

آپ نے اپنے حلق مریدین کو کبھی صرف نعرہ بازی پر نہیں چھوڑا، بلکہ عمل، ادب، قربانی، اور نفس کی شکست کو اصل تعلیم قرار دیا۔

رفیقِ ملت حضرت صوفی سید محمد رفیق المداری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اخلاقِ نبوی علیہ السّلام، حلمِ صدیقی، عدل فاروقی، حیائے عثمانی، شوکت علوی، شان حسنی، تواضعِ حسینی، اور سلوکِ مداری کا عملی نمونہ تھی۔ آپ نے خانقاہ کو صرف ذکر و وعظ کی جگہ نہیں، بلکہ انسانیت کی تعمیر کا مرکز بنایا۔

خانقاہی تربیت۔قلب سازی کا فن

حضرت صوفی سید محمد رفیق مداری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ صرف ایک جگہ یا عمارت نہ تھی، بلکہ وہ ایک ''روحانی

تربیت گاہ" تھی، جہاں آنے والا فرد ایک باطن سے غافل شخص کی حیثیت سے آتا، اور ایک متقی، مخلص اور مہذب انسان بن کر نکلتا۔ اس خانقاہ کا اصل جوہر ''تزکیۂ نفس''، ''اخلاص''، ''خدمتِ خلق'' اور ''ادب'' تھا۔

تربیت کا بنیادی محور: خدمت، خموشی، خلوت

حضرت رفیق ملت علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے: ''خلاصی چاہتا ہے تو اخلاص پیدا کر، اور اخلاص کی کنجی خدمت میں ہے''۔

آپ کے ہاں تربیت کا آغاز خدمتِ خلق اور خدمتِ مشائخ سے ہوتا۔ خانقاہ میں آنے والا کوئی بھی شخص اگر چند دن بھی قیام کرتا تو سب سے پہلے اسے: خانقاہ کی صفائی، مہمانوں کی خدمت، وضو کا پانی رکھنا، تکیہ و بستر درست کرنا جیسی معمولی خدمات دی جاتیں، تاکہ اس کے نفس کو عاجزی کا ذائقہ چکھایا جائے۔

ذکر کا نظم اور باطنی تزکیہ

حضرت رفیق ملت کا معمول تھا کہ روزانہ بعدِ فجر اور بعدِ مغرب اجتماعی ذکر ہوتا، جو نہایت پُرسوز اور خلوص سے لبریز ہوتا۔ آپ فرماتے تھے: ''ذکرِ الٰہی دل کی زنگ اتارتا ہے، اور زنگ آلود دل میں نہ تو علم پھلتا ہے، نہ نور اترتا ہے''۔

آپ مریدین کو صرف الفاظ کا ذکر نہیں سکھاتے تھے بلکہ: سانسوں کے ساتھ ذکرِ خفی۔ دل پر ضرب دینے والا ذکر اور "سکوت میں ذکر" جیسی گہرائیوں میں اتارتے تھے۔

ادب و انکساری کی تلقین

آپ کی مجالس میں جو شخص جتنا ادب سے بیٹھتا، وہ اتنا ہی قریب ہوتا۔ آپ اکثر فرماتے: ''ادب نیت کی پہچان ہے، اور نیت پاک ہو تو سب کچھ حاصل ہوتا ہے''۔

مریدین کو تعلیم دی جاتی تھی کہ: استاد اور بزرگ کے سامنے پاؤں نہ پھیلائیں، بات کم کریں، سوال سوچ سمجھ کر کریں، نیت میں ریا یا نمائش نہ ہو، نصیحت کا انداز: محبت بھرے جملے، مگر سچی چوٹ، حضرت رفیق ملت علیہ الرحمۃ اپنے تربیتی جملوں میں: نہ تو سخت لہجہ رکھتے نہ ہی تصنع یا بناوٹ بلکہ بات کہہ دیتے، مگر ایسے کہ سننے والا متاثر ہو جاتا زبان نرم، مگر نہایت مؤثر مثالیں روزمرہ کی، مگر نتائج اخروی جیسے

ایک بار فرمایا: ''اگر تم خانقاہ میں رہ کر اپنی عادتیں نہیں بدل سکتے ہو تو بازار تمہیں زیادہ بگاڑ دے گا''۔

خانقاہی ترتیب کا حسن

خانقاہ میں تربیت کے لئے:

☆ صبح درس و تلاوت

☆ دوپہر خاموش مطالعہ

☆ عصر کے بعد خدمت

☆ مغرب و عشاء کے بعد ذکر و وعظ

☆ رات خلوت اور تفکر اور عبادات و ریاضات میں

یہ نظام صرف ظاہر کا نظم نہ تھا، بلکہ باطن کی اصلاح کے لئے ایک مستقل عمل تھا۔

حضرت صوفی سید رفیق احمد مداری رحمۃ اللہ علیہ کی عوامی خدمات، ملی قیادت، فکری رہنمائی اور سماجی اصلاح

عوامی خدمات

حضرت سید رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی پوری زندگی عوام کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ وہ خدمتِ خلق کو عبادت کا درجہ دیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ: غرباء و مساکین کے گھروں میں راشن بھجوانا۔ بیماروں

کی تیمارداری اوران کے علاج کا انتظام کرنا۔حاجت مندوں کے قرض چکوانا، یتیموں کی شادیاں کروانا۔نادار طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف کا بندوبست کرنا۔ یہ تمام کام خاموشی سے اور خالص اللہ کی رضا کے لیے انجام پاتے ہیں۔حضرت فرمایا کرتے:''اللہ کی مخلوق کی خدمت وہی کرتا ہے جس کے دل میں اللہ کا درد ہوتا ہے''۔

ملی قیادت اوراتحادِامت

حضرت رفیق ملت مداری صرف ایک خانقاہی بزرگ ہی نہیں، بلکہ امت مسلمہ کے درد کومحسوس کرنے والے عظیم ملی رہنما بھی تھے۔مختلف مسالک،مشارب،اورطبقات کے مابین موجودفکری خلیج کو پاٹنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔آپ کے چندعظیم ملی کردار:قومی سطح پرہونے والی آل انڈیادینی کانفرنسوں میں نمائندگی۔نوجوان علماء کواتحادواتفاق،اورفروعی اختلاف سے بالاتر ہوکر خدمتِ دین کی تلقین فرمانا۔فتنوں کے مقابلے میں حکمت،علم،اوردلیل کے ساتھ امت کی رہنمائی کرنا۔

آپ کا نصب العین تھا:''اختلاف فروع میں نہیں پڑنا، افتراق دلوں میں خرابی ہے۔اسے ختم کیے بغیر قوم نہیں اٹھ سکتی۔اس قسم کے نصائح کے ذریعہ آپ نے ملی رہنمائی فرمائی''۔

فکری رہنمائی وعلمی تربیت

آپ نے ایک طرف روحانیت کے میدان میں طالبانِ سلوک کی تربیت کی، تو دوسری طرف علمی دنیا کے نوجوانوں کوفکری پختگی عطافرمائی۔

آپ کےعلمی خطابات کےانداز

قرآن وسنت پر گہری نظر، سادہ زبان میں پیچیدہ مسائل کی وضاحت۔اہلِ بدعت، لادینیت،اورتقلیدِ مغرب کے خلاف متوازن انداز میں تنقید۔مسلم نوجوانوں میں خود اعتمادی،غیرتِ دینی اورفکرِامت کی بیداری۔

حضرت والااکثرفرمایا کرتے تھے:''علم وہ چراغ ہے جودل کوروشن کرتا ہےاورعمل اسے راہ دکھاتا ہے''۔

سماجی اصلاح اوردینی بیداری

حضرت رفیق ملت مداری رحمہ اللہ تعالیٰ نے معاشرتی برائیوں کے خلاف عظیم کردار ادا کیا:منشیات،سود، جہیز اور اسراف جیسی خرافات کے خلاف مدلل بیانات دیئے۔دعوتی اسفار، علاقائی اجتماعات اور عوامی دروس کے ذریعے بیداری۔رسم ورواج پرستی کے خلاف سادہ نکاح کی ترغیب۔

آپ کی مجالس میں اصلاحی رنگ غالب ہوتا،آپ فرمایا کرتے تھے:''جوصوفی خودکوعوام کے لیے قابلِ تقلید نہ بنائے،وہ راہبرنہیں راہزن ہے''۔

حضرت صوفی رفیق احمد مداری علیہ الرحمۃ کی تصنیفی خدمات، خلفائے مجاز،اجازت نامےاورروحانی اذکارووظائف

تصنیفی خدمات

حضرت صوفی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ والرضوان قلم وقرطاس کے بھی مالک تھے اور آپ کا پورا خانوادہ قلم وقرطاس کا مالک تھا۔اگرچہ آپ کا غالب رجحان تربیتِ خلق، خانقاہی اصلاح اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف زیادہ تھا،تاہم بعض گراں قدرعلمی خدمات تحریری صورت میں بھی قوم کے لیے چھوڑ گئےآج بھی آپ کے وارثین خصوصاً ، حضرت مولانا قاضی سید محمد توثیق عرف منصف مداری مدظلہ کے پاس موجود ہے۔

(۱) رسالہ ''المداری'': یہ ایک ماہنامہ یا مجلّہ تھا جس میں حضرت کی ملفوظات، دینی مضامین، خانقاہی تربیت، اور اصلاحی تحریریں شائع کی جاتیں۔ عوام اور متعلقین میں اصلاح کا اہم ذریعہ ثابت ہوا۔

(۲) ''مکتوبات وخطوط'': مختلف خلفاء، مریدین اور اہلِ علم کو لکھے گئے خطوط جن میں علمی، روحانی اور عملی رہنمائی ہوتی تھی۔ بعض خطوط میں اہلِ دل کو تصوف کی گہرائیوں میں لے جانے والے نکات ملتے ہیں۔

(۳) ''دعائیہ مجموعے و وظائف'': حضرت نے بعض مسنون اور مجرّب وظائف کو جمع کیا اور اپنے متعلقین کو ان سے فیض حاصل کرنے کی تاکید کی۔

نوٹ: حضرت کی تمام تحریریں عام تصوفی رنگ میں نہیں بلکہ فقہی بصیرت اور علمی گہرائی کے ساتھ مزین ہوتی تھیں، جو آپ کی علم پرور شخصیت ہونیکی دلیل ہیں۔

خلفاء کرام

حضرت نے اپنے تربیت یافتہ افراد کو بیعت وخلافت کی اجازت دی تا کہ وہ مختلف علاقوں میں دینی، روحانی اور خانقاہی خدمات سرانجام دے سکیں۔ ان میں سے چند معروف اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) جناب صوفی زماں حضرت حلیم علی شاہ صاحب، صوفی باصفا حضرت رحیم علی شاہ صاحب (جبل پور، ایم)

(۲) جناب صوفی قاسم علی صاحب ٹھیکیدار (دموہ، ایم پی)

(۳) صوفی وقت حضرت حاجی عبد الرزاق صاجب (دموہ، ایم پی)

(۴) جناب قاسم علی صاحب (کٹنگی مدھیہ پردیش)

یہ خلفاء صرف بیعت لینے والے نہیں تھے بلکہ تربیت یافتہ داعی، اصلاحی خطیب اور روحانی مشائخ تھے۔

اجازت نامے

حضرت صوفی رفیق ملت مداری کو خود بھی اکابر مشائخ و علمائے مداریہ سے متعدد اوراد و وظائف و اجازت نامے حاصل تھے، جو مختلف مشائخ کے علوم ومعارف میں ان کے مقام ومرتبہ کی گواہی دیتے ہیں:

(۴) علم حدیث میں ''اجازتِ روایت'': چند مشائخ مداریہ نے آپ کو حدیث بیان کرنے اور اجازتِ روایت دی، جو آپ کی علمی ثقاہت کی دلیل ہے۔

اذکار واوراد کی اجازت

حضرت نے متعدد وظائف، اذکار اور مجرب عملیات کی اجازت اپنے خاص خلفاء کو دی، جو سلسلہ وار محفوظ ہے۔

حضرت رفیق ملت کا روحانی سفر

اولیائے کرام کی شان یہ ہے کہ وہ خود چل کر ولایت کی منازل طے نہیں کرتے بلکہ کامل پیرانِ طریقت کے سائے میں پروان چڑھتے ہیں۔ حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ بھی انہی کاملین میں سے تھے، جنہوں نے تاج الاصفیاء، حضرت سید احتشام علی مداری علیہ الرحمۃ کی آغوش ولایت میں تربیت پائی اور سلوکِ مداریہ کے اسرار کا درس حاصل کیا۔

بیعت وارشاد

حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری نے اپنے بڑے بھائی، روحانی مرشد و مربی، تاج الاصفیاء، مرشد برحق، حضرت سید احتشام علی مداری علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ یہ بیعت محض رسمی یا نسبی وابستگی نہیں تھی بلکہ ایک

عمیق روحانی تعلق تھی جو علم، عمل، ذکر، فقر، محبت اور ادب پر قائم تھی۔

حضرت فرمایا کرتے تھے: ''میرے مرشد پاک نے مجھے عشق الٰھی و عشق رسالت دیا، میں نے خود کو مٹا دیا''۔

خلافت

بیعت کے کچھ ہی عرصہ بعد، جب آپ نے:

شریعت میں استقامت، سنت کی کامل پیروی، ذکر و فکر کی لگن۔ اور خلوص وللّٰہیت کا مظاہرہ کیا تو حضرت تاج الاصفیاء مذکور نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ یہ خلافت خانقاہ عالیہ مداریہ مکنپور شریف کے عظیم سلسلے کا نمائندہ روحانی پرچم تھا، جسے آپ نے مدھیہ پردیش کی سرزمین پر بلند کیا۔

سلوکِ مداریہ

سلسلہ مداریہ کا اصل مزاج: باطن کی صفائی، اخلاص کی تعلیم اور استغناء وفنافی اللہ کا رنگ لیے ہوئے ہوتا ہے۔

حضرت رفیق ملت نے اسی مزاج کو اپنایا: خودی کو مٹایا لوگوں کی اصلاح کیا اور ہزاروں کو ذکرِ الٰہی سے جوڑا۔

مربیانہ مزاج

آپ اپنے مریدین کے ساتھ: انتہائی شفقت، نرمی اور حکمت سے پیش آتے۔ کبھی سختی سے کسی کو جھڑ کا نہیں، لیکن نگاہِ ولایت سے دل کو جھنجھوڑ دیتے۔

سنت، شریعت اور خدمتِ خلق

خاص اندازِ ارشاد: آپ کسی کو زبردستی بیعت میں نہ لیتے، بلکہ فرماتے: ''جب دل خود آمادہ ہو، تب آؤ، تا کہ صحبت کا اثر جاگزیں ہو''۔

دعوتی سفر کی تمہید

حضرت نے خلافت حاصل کرنے کے بعد مدھیہ پردیش کے مختلف علاقوں میں سفر کیا: جبلپور، تروا، کٹنگی، اندرانہ، چھندوارہ، ساگر، چھتر پور، مہوبہ، پنا۔، ریوا و بندیل کھنڈ کے تمام شہر وقصبات وقریات وغیرہ۔ یہی سفر بعد میں آپ کی دعوتی، تبلیغی اور روحانی جدو جہد کا مرکز بنے۔

غرضیکہ حضرت قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ کی بیعت وخلافت، ان کی روحانی شخصیت کا زریں باب ہے۔

جس میں ادب، عشقِ مرشد، فنا، اور تعلیماتِ مداریہ کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔

سلسلہ مداریہ

آپ اسی خانوادۂ مداریہ کے چشم و چراغ تھے۔ سلسلہ مداریہ کی اصلی روحانی روشنی آپ کے وجود سے جاری رہی۔ آپ نے عظیم مشائخ مداریہ سے نسبت حاصل کی اور طریقِ سلوک مداری میں مجاہدات و اذکار کو اپنایا۔ محبت، عاجزی اور خوش اخلاقی کے ذریعے اصلاحِ قلب کا رنگ آپ کے مزاج میں حسین انداز میں نظر آتا تھا۔

تصفیۂ باطن اور خلوت نشینی کے ذوق میں مداری مشرب کی تاثیر بھی نمایاں تھی۔

خلاصہ

حضرت صوفی الحاج قاضی سید محمد رفیق مداری نہ صرف ایک خانقاہی شیخ تھے بلکہ ایک تحریری ورثہ چھوڑنے والے عالم، مصلح، مربی، اجازت یافتہ مرشد، اور کثیر السلاسل ولی اللہ تھے۔ ان کے تصنیفی آثار اور تربیت یافتہ خلفاء آج بھی ان کی

علمی و روحانی برکات کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ جی علی،

آپ کی خواہش کے مطابق اب ہم حضرت صوفی سید محمد رفیق مداری رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کی آخری قسط پیش کرتے ہیں، جس میں آپ کی وفات، آثارِ فیض، اور بعد از وفات مقبولیت و روحانی اثرات پر روشنی ڈالی جائے گی۔

وفاتِ حضرت، آثارِ فیض اور بعداز وفات روحانی مقبولیت

وفاتِ پُر ملال

حضرت قاضی صوفی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمۃ کا وصال اہلِ محبت کے لیے ایک عظیم صدمہ تھا۔ وہ مردِ قلندر، جس کی شب زندہ داری، ذکر و فکر، قرآن سے تعلق، درود سے محبت اور مخلوق سے شفقت مشہور و معروف تھی، بالآخر اپنے رب کے حضور روانہ ہو گیا۔

آپ کا وصال بروز پیر کو ہوا، اور وصال کے وقت بھی زبان پر ذکرِ الٰہی جاری تھا۔ آپ کے وصال پر عوام و خواص، علماء و مشائخ اور مریدین و محبین نے اشکبار آنکھوں سے آپ کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

آثارِ فیض

حضرت رفیق ملت کا روحانی فیض محض زندگی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ کی خانقاہی تربیت، ملفوظات، تربیتی مجالس اور مواعظِ حسنہ آج بھی اہلِ دل کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آپ کے خلفاء اور فیض یافتگان، آپ کے پیغام کو دور دور تک پہنچا رہے ہیں: دروسِ تصوف کا سلسلہ، میلاد و ذکر کی محافل، روحانی وظائف کی ترتیب، اصلاحِ باطن کی نشستیں، یہ سب کچھ آج بھی آپ کی روحانی برکات کا مظہر ہیں۔

بعداز وفات روحانی مقبولیت

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد ایک عجیب روحانی کشش آپ کے مزارِ مبارک پر محسوس کی جاتی ہے۔ وہ خاکی وجود جس میں نورانیت کے انوار جذب تھے، اب بھی عشاق کو سکون دیتا ہے اور قربِ الٰہی کا ذریعہ محسوس ہوتا ہے۔

کئی افراد نے آپ کے وصال کے بعد خوابوں میں آپ کی زیارت کی۔ بیماروں نے دعا و توسل کے ذریعہ شفا پائی۔ گمراہوں نے ہدایت پائی۔ باطن کی دنیا میں جمود و قحط کے شکار لوگ آپ کے ذکر سے تازگی محسوس کرتے ہیں۔ یہ تمام مظاہر آپ کی قبولیّت فی القلوب اور باقیاتِ صالحات ہونے کی دلیل ہیں۔

مزارِ مبارک

روحانیت کا مرکز دار النور مدینۃ الاولیاء مکنپور شریف میں ہے۔ آپ کا مزار اہلِ دل کی زیارت گاہ ہے۔ وہاں حاضری دینے والے ذکر و تسبیح کرتے، دعا مانگتے اور حضرت کے فیوضات سے مستفیض ہوتے ہیں۔ وہ مزار صرف مٹی کا تودہ نہیں، بلکہ روحانی تربیت گاہ ہے جہاں دلوں کی دھڑکنیں بھی ''اللہ، اللہ'' کہتی ہیں۔

خاتمہ

حضرت صوفی سید رفیق ملت مداری کی حیات، ان کے بعد بھی مسلسل جاری ایک دعوت ہے: خلوص، تواضع، خدمت، ذکر، محبت اور حق کی تلاش۔ ایسے مردانِ حق کا وصال ان کا خاتمہ نہیں، بلکہ فیضِ مسلسل کا آغاز ہوتا ہے۔ حضرت کا کام، ان کا پیغام اور ان کے مریدین کی محنتیں، آج بھی اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ وہ ایک زندہ و جاوید ولی تھے، اور رہیں گے۔

●●●

حضور رفیق ملت ایک زندہ دل

بندۂ مومن

ازقلم:امیر القلم سید ازبر علی مداری

اس آماجگاہ عالم کے قیام و ثبوت کیلئے رب ذوالجلال نے جس ذات بابرکت کو کنت کنزامخفیا سے لیکر صور اسرافیل تک مخلوق کے درمیان روحانی اور جسمانی تعلق کے سا تھ موجود رکھا اس ذات بابرکت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں پہلی ولایت احمدی، دوسری نبوت محمدی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت کے سلسلہ کا اختتام آپ کی ذات بابرکت پرضرور کردیا ہےلیکن نبوت کا فیض ولایت کے ڈیم میں کاٹ کر یعنی نبوت کا فیض ولایت سے منسلک کرکے ولایت علی علیہ السلام کوٹرانسفر کردیا پھراس بحر فیضان علی سے مشرب وطریقت کے بادل آب ولایت بھر بھر آسمان سلوک وتصوف پراڑے پھر حسب ضرورت تشنگان معرفت الہی کے بنجر قلوب پر برسے حسب ظرف سیراب ہوکرحسن تدبیر سے محرومی اور حرماں نصیبی کی زمین پھاڑ کرنور تقدیر کے پودے اگے پھر آسمان ولایت کے مہر تاباں مصدر ولایت سرکار مولا علی علیہ السلام کے عکس جمیل سے انکے قلوب منور ہوے انہیں فرزندان توحید ورسالت کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے اوران اولیاء اللہ کو اس کا متحمل بنا کر تقسیم فیوضات خیر الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وسیلہ بنایا جن کی تعداد انگنت ہے اور صبح قیامت تک یہ سلسلہ پاک کا جاری رہے گا انہیں جوزمان و مکان کی قید سے باہر، رنگ ونسل کی انفرادیت سے الگ،قوم اور قبیلے کے تشخص سے مبرا، بلدان وامصار کی شہرت وتعارف سے بری، زرخیز زمین کی پیداوار سے لاتعلق، اولیا اللہ کی جماعت ہر دور ہر زمانے میں ہر سلطنت و ہر ریاست کی حدود میں ہر خاندان ہر قبیلے میں تشریف لائی جس نے چل پھر کر گم گشتگان راہ ہدایت کو اللہ کی طرف راہ دکھائی کبھی یہ جماعت ہجرت کرکے دیگر بلدانوں انصار کے افراد کواللہ کے قریب کر دیتی کبھی یہی جماعت اپنے مسکن ومتوطن میں مسند بچھا کر بے نور چہروں پر عکس ضیائے مہر علی ڈال کر منور کر دیتے کبھی بھٹکوں کو راہ راست پر لانے کے لیے اپنی کرامت وکرشمات سے مستفیض فرماتے ان نفوس قدسیہ میں اکثریت سادات کرام اولاد فاطمہ کی ہے جن کی زندگیوں کا عین مقصد خلق خدا کو ارشاد وہدایت کی دولت وثروت سے مالا مال کرنا تھا چنانچہ ان سادات کرام نے مدینے سے کوفہ تک پھر کربلا کے میدان سے دار ورسن کے پھندوں تک قید وبند کی مشقتوں سے لیکر ہجرت و بے وطنی تک مقصد توحید اور رسالت کو نہ چھوڑا بلکہ بانگ دہل تبلیغ وارشاد کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

انہی مہاجرین میں سے ایک ذات قدوۃ الکبری سید التقی امام الاولیاء پیشوا اتقیاء حضرت سرکار سیدنا ظہیر الدین الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے جو خوارج کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مدینہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے پھر ملک شام کے شہر حلب کے ایک قصبے جنار کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔

قصبہ جنار کا نصیبہ چمکا پھر اس سرزمین کے مطلع سے طریقت وسلوک ولایت وتصوف کے مہر ماہ طلوع ہوئے انہی شاہان ولایت اور شہنشاہ ہفت اقلیم ولایت میں ایک ذات ستودہ صفات قطب العارفین حامل صمدیت واصل مقام محبوبیت قطب وحدت حضرت سرکار سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار مدار العالمین الحسنی والحسینی الحلبی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے جن کو رب تبارک وتعالی نے ولایت کے اس مقام پر جلوہ افروز فرمایا کہ جس کے مقام ولایت پر نظر ڈالنے کے لیے بڑے بڑے عارفان حق کے سروں سے ٹوپیاں گر پڑتی اور ولایت کے اس کوہ ہمالہ پر نظر نہ پہنچ پاتی یہی ذات جب تبلیغ وارشاد کے لیے اپنا وطن چھوڑتی ہے تو ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری کائنات میں پرچم اسلام بلند کرتی۔

اللہ تبارک وتعالی نے اس مقدس ذات کے صدقے میں لاکھوں لاکھ لوگوں کو ولایت علی مرتضی علیہ السلام کا وارث و امین بنایا۔ ہزاروں ہزار افراد مقام ولایت میں غوث وقطب نجباء نقبا ابدال اوتاد ہو کر زمانے کو فیضیاب فرماتے رہے۔ پھر اس ذات نے اسی وطن عزیز قصبہ جنار سے اپنے بھائی سرگروہ اولیاء تاجدار اصفیا عمدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین قطب العارفین حضرت سرکار سیدنا سید محمود الدین رضی اللہ تعالی عنہ کی نسل پاک سے تین بیٹوں پر اپنی نگاہ ولایت ڈالی پھر ان کا انتخاب فرما کر آٹھویں صدی ہجری میں اپنے ساتھ ہندوستان لا کر اس سرزمین پر جو احسان عظیم فرمایا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ بحکم رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شہر قنوج کے جنوبی سمت پر ایک بیابان جنگل کو آباد فرمایا۔ اسی کو اپنا مسکن بنایا پھر ولایت کے بڑے بڑے مقامات پر فائز اولیائے کرام کا ظہور اسی سرزمین یعنی کہ مدینۃ الاولیاء دار النور مکن پور شریف سے ہونے لگا تاجدار ولایت سرکار سیدنا مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ نے ان تینوں صاحبزادگان یعنی قطب العارفین حضرت سرکار سیدنا خواجہ ابو محمد محمد ارغون عمدۃ الواصلین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور وعمدۃ العارفین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید ابو الحسن طیفور رضی اللہ عنہم کو کنفس واحدہ فرما کر قاسم فیضان ولایت کی مسند پر متمکن فرمایا پھر اس سرزمین سے ولایت کے سوتے پھوٹے دار النور مدینۃ الاولیاء مکن پور شریف کے نوادرات تصوف میں بیشمار لعل و زمرد، لولو ومرجان، اپنی حیثیت سے غیر متعارف ہیں۔ جنکی خدمات جلیلہ نے باغ سلوک وتصوف کو اپنے خون پسینہ سے سینچا ہے اور تصوف کی نشر واشاعت میں ہمہ تن مصروف رہے ہیں مگر صوفی ازم کی قلت اور اسکی افادیت سے بے بہرہ زمانے نے لباس تصوف پر جڑے ان ہیروں کی چمک اور اس کی قدر ومنزلت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

اب تاریخ کو بتانا پڑ رہا ہے کہ کوء صوفی گر تھا جو اپنے دامن میں تصوف کی کہکشاں بٹورے تھا۔ اس کی وجہ یا تو تصوف سے عدم دلچسپی کی بنیاد پر ہے یا تصوف سے لگاؤ نہ ہونے کی وجہ سے ہے یا جعلی صوفیوں کی ریل پیل نے قبہ اسلام کے نگارشات چھپا دیئے ہیں۔

بہر حال رنگ تصوف پر مکر اور ریا کاری کی دھوپ وہوا اثر انداز ہوئی ہے کہ جس نے تصوف کی رونق وخوبصورتی کو

مندمل کر دیا ہے اور معیار تصوف کو نرخ سے اتار بھی دیا ہے ۔لیکن ایسا نہیں ہے کہ تصوف کھو گیا ہے یا صوفیت ختم ہو گئی ہے مدار کائنات بھی صوفی ہی ہے اوریــوم تــرجف الارض والـجبال و کانت الجبال کثیبا مھیلا کی تفسیر کا اطلاق بھی صوفی ہی پر ہوتا ہے ۔خیرات میں بادشاہت بھی صوفی ہی دیتا ہے اور سمندر کو کوزے میں بھی صوفی ہی بھرتا ہے سیارگان فلک کی دوڑ بھاگ پر کمند بھی صوفی ہی بچھاتا ہے اور چاند سورج کی شعاؤں کو مٹھی میں بھی صوفی ہی کر لیتا ہے ہوا کے نرم و گداز کاندھوں پر مصلہ بھی صوفی بچھاتا ہے۔

بے تحمل پانی کی سطح پر نماز بھی صوفی ہی قائم کرتا ہے۔ذرہ کو ہم دوش ثریا بھی صوفی ہی کرتا ہے نبض پکڑ کر تقدیر کا فیصلہ بھی صوفی ہی کرتا ہے مگر پھر بھی بڑے بڑے رومی ورازی،غزالی وجامی،قشیری وہجویری،منیری ونظامی،کلابازی وسعدی، وقت کے ہاتھوں چڑھ گئے اور بے وقعت زمانہ نے تاجداران تصوف کا سرمایہ بکھیر دیا۔

اب تاریخ کی تجوری میں ان نوادرات کو اکٹھا کرنا اور صوفی ازم کی نشاۃ الثانیہ کا دور واپس لانا ہوگا تب تصوف کی دلدادہ ہماری حلاوت ایمانی اور جذبۂ وفا سلامت رہے گی۔اس عزم مستحکم میں ہم سلطنت تصوف کی ایک متاع بے بہا اور درج درخشندہ کے ذکر سے اپنے قلوب کو منور کرینگے اور انکی بے مثال خدمات دینی وملی سے اپنے نگارخانۂ حیات کو روشن بنائیں گے۔

سرزمین دارالنور مدینۃ الہند مکن پور شریف جو چھ سو سے زائد سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی تصوف کی زرخیزی کیلئے پہچانی جاتی ہے اسی سرزمین پر بڑے بڑے اصفیا واتقیاء اولیاء وصلحا پیدا ہوئے ہیں اور ہوتے رہینگے ماضی قریب میں ہم نے اپنے بزرگوں سے تصوف کی گود بھری دیکھی انکی محافل میں صوفی رنگ شامل تھا اور ان جیالوں کی مسکان سے لب تصوف پر مچلتے تبسم کو دیکھا ان درشہواران تصوف میں ایک ذات گنجینا ہائے صفات تصوف میں اپنی قیمت آپ رکھتی ہے جس کا مماثل اور نظیر کارخانۂ مشیخیت میں نہیں ہے میری مراد قطب الاولیاء سید الاصفیاء عمدۃ الاتقیاء محی السنہ غوث العالم نو بہار حدیق بحر شفیق رہبر توفیق،ملنسار وخلیق،احرار وعتیق،خضر رفیق حضرت قاضی سید ناسید محمد رفیق صاحب فنصوری مداری رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابتدائی حالات ونسب

عارف باللہ حضرت سید محمد رفیق میاں مداری علیہ الرحمہ برصغیر کے جید صوفی بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں،جنہوں نے اپنی ساری زندگی روحانی، اصلاحی اور فلاحی خدمات میں بسر کی۔آپ کا سلسلۂ نسب سادات کرام مکن پور شریف کے ایک جلیل القدر فنصوری خاندان سے ملتا ہے، جو اپنے علم وعرفان، زہد وتقویٰ،اور خدمتِ خلق میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔

نام نامی اسم گرامی:سید محمد رفیق

سن ولادت:19اپریل1903 کو ہوی

والدمحترم:سید شمشاد علی جعفری مداری علیہ الرحمتہ قبلۂ دین حجت العارفین نور عیون اخیار حضرت علامہ الشاہ سید شمشاد علی فنصوری مداری جن کا شجرۂ نسب فنصور سلوک وطریقت حجتہ الاسلام حضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ۔

والدہ محترمہ:سیدہ ام سلیم بنت سید العارفین زبدۃ الکاملین سید ابوسعید فنصوری مداری رضی اللہ عنہ

آپ کی والدہ محترمہ بھی قطب الاقطاب خواجہ سید ابوتراب فنصور رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھیں جنہوں نے اپنے بچوں کی مذہبی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت باقی نہ رکھا کسے خبر تھی کہ اس سرزمین میں پیدا ہونے والا یہ شہزادہ دنیا کی تقدیر سنوارے گا۔آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ طریقت

صوفی سید شمشاد علی مداری علیہ الرحمہ بھی بڑے پایہ کے بزرگ تھے،آپ کا خانوادہ روحانی فیوض و برکات کے حوالے سے معروف ہے۔آپکے خاندان باوقار کے آج بھی کافی تعداد میں مریدین وخلفاء موجود ہیں۔

تعلیم وتربیت

رسم بسم اللہ کے بعد ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے مرشد گرامی اور دیگر جید علمائے کرام مدار یہ جیسے عمدۃ الکاملین صوفی سید صاحب عالم صاحب واستاذ المشائخ حضرت علامہ شکر اللہ صاحب رحمہم اللہ سے حاصل کی۔ قرآن و حدیث، فقہ، تصوف، اور دیگر دینی علوم میں مہارت حاصل کی۔بچپن ہی سے بڑے ذہین ہوشیار صاحب فہم وادراک تھے۔اور

بالائے سرش زہوش مندی می
تافت ستارہ سربلندی

کے مصداق بچپن ہی سے جبیں پر ذوق طلب علم کے اثار نمایاں تھے۔اپ نے بہت جلدی تعلیم حاصل فرمالی پھر ایک دور ایسا بھی ایا کہ جب انگریزی دور میں اپ تروا ضلع قنوج کے ایک کالج میں فارسی کی تعلیم دیتے تھے درس وتدریس کے میدان میں مہارت حاصل پھر تصنیف وتالیف کا کام شروع کیا جس میں ایک کتاب منتخب العجائب فی اظہار اسرار الغرائب لکھی جو اپنے فن میں نہایت ہی عمدہ نکات غوامض سے لبریز ہے۔

عالم باعمل

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے عملی میدان میں قدم رکھا۔علم پر عمل کرنا آپ کا شیوہ تھا بچپن ہی سے عبادت و ریاضت کا شوق رکھتے تھے،جس کی بدولت آپ کا رجحان دینی وروحانی علوم کی طرف بڑھتا گیا اور اپ عالم باعمل ہو گئے۔

بیعت وخلافت

آپ وقت کے عظیم صوفی جید عالم حضرت علامہ سید احتشام علی صاحب قبلہ مداری رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے جو اپ ہی کے بڑے بھائی بھی تھے اور نسبًا اپنے والد محترم نفعنا ببرکاتہ کے بھی ماذون ومجاز تھے۔آپ نے کمال شفقت سے سلوک وتصوف میں منازل طے کرائے۔

تصوف اور روحانی مقام

حضرت قطب العارفین ولی کامل حضرت سید محمد رفیق میاں فنصوری مداری علیہ الرحمہ ایک کامل ولی، صاحبِ کشف و کرامت عارف جگر سوختہ بزرگ تھے۔آپ نے جہان معرفت میں لوگوں کی روحانی واخلاقی تربیت کی اوران کے دلوں کو اللہ کی محبت سے روشن کیا۔آپ کا سلسلۂ بیعت وارشاد دور دور تک پھیلا ہوا تھا خاص طور سے مدھیہ پردیش کے علاقوں میں آپ مرجع خلائق تھے، اور ہزاروں کی تعداد میں طالبانِ حق نے آپ سے فیض پایا۔

آپ نے بالخصوص کٹنگی ضلع جبل پور کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا وہیں اپ کا قیام ہوتا تھا اطراف و جوانب سے لوگ کثیر تعداد میں اکر سلوک وتصوف کی پیاس بجھاتے اپ کی یہ خانقاہ رشد وہدایت کا ایک عظیم مرکز تھی جو آج بھی ہے جہاں دور دراز سے لوگ آکر روحانی تسکین حاصل کرتے اور اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ ہمیشہ توحید،اتباعِ سنت،اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے رہے۔

عبادت وریاضت

چہرہ کے نورانی نقوش پر حسن تفرید اور جمال تجرید کی ضیاوں کی عکاسی حسن و شباہت کے جلوے، رعب وتمکنت کے سوتے، رونق وخوبصورتی کی بہتات، کے باوجود خشیت

الٰہی نے اپ کے چہرے پر انوار کو غمزدہ بنا دیا تھا خوف خدا نے آپ کے من کو اپنا آشیانہ بنا رکھا تھا عزلت نشیں ہو کر لذات دنیا اور حب دنیا سے تہی داماں ہو گے تھے۔

اوراد و وظائف

اوراد و وظائف اشغال و اعمال کی پابندی آپ کے شب و روز میں بدرجۂ اتم موجود تھی کیونکہ آپ کو اوراد و وظائف سے قلبی لگاؤ تھا کئی معمولات کے کثرت سے پابند تھے اور فنائے حقیقت محمدیہ میں شب و روز بسر کرتے تھے۔ یہ معمولات کا اثر تھا کہ اپ کے جسم مبارک کے کئی کئی ٹکڑے ہو جاتے اعضاء الگ الگ بکھر جاتے تھے جسے دیکھ کر لوگ تعجب زدہ ہو جاتے بسا اوقات دیکھنے والا سمجھتا کہ اپ کا کسی نے قتل کر دیا ایک مرتبہ کی بات ہے کہ اندرانہ ضلع جبل پور میں اپ کا قیام تھا آپ نے اپنے مریدین ومعتقدین سے فرمایا کہ نماز عشاء کے بعد سے فجر تک کوئی بھی میرے حجرے میں داخل نہیں ہوگا لوگ اپ کے اس حکم پر عمل کرتے تھے مگر ایک دن صاحب خانہ یعنی جہاں اپ قیام پذیر تھے وہ میزبانی اور ضیافت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ چھوڑتا حتی کہ مصلی بچھاتا وضو کا پانی رکھتا چپل سیدھی کرتا ایک رات وہ وضو کا پانی رکھنا بھول گیا۔ رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد اس کو یاد آیا کہ حضور قبلہ کے لیے وضو کا پانی نہیں رکھا وہ رات میں پانی لیکر حضور کے حجرے کی طرف آیا جھروکے کے روزن سے دیکھا تو حیران وششدر رہ گیا آپ کے جسم کے تمام اعضاء بکھرے تھے۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے شور مچانا شروع کر دیا جسکو سنکر محلے کے لوگ اکٹھا ہو گئے یہ کیا ہوا، کس نے کیا، کیسے ہوا، چہ می گوئیاں ہونے لگی کہ اچانک دروازے کے پاٹ سرکے اور حضور رفیق ملت باہر تشریف لائے لوگوں کو سمجھایا کہ میں اسی لیے منع کرتا تھا کہ میرے حجرے میں رات میں کوئی نہ آنا خیر لوگوں کو وہاں سے واپس کر دیا یہ علامت اور نشانی ایک قطب کی ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالی جب اس کا راز فاش کرنا چاہتا ہے تو ایسے معاملات صادر ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ برہان الدین حلبی نے سیرت حلبیہ میں تحریر فرمایا ہے. کہ یہ قطب کی پہچان ہوتی ہے کہ اسکے جسم کے اعضاء الگ الگ ہو جاتے ہیں اور وہ ایک ہی وقت میں کئی جگہ دیکھا جاسکتا ہے! حضور رفیق ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان سے یہ عمل صادر ہوتا تھا۔

محبوب مشاغل

محبوب مشاغل میں اوراد وظائف عبادت وریاضت کے بعد سب سے عزیز مشغلہ کتابوں مطالعہ تھا رات دن میں عبادت وریاضت سے بچے اوقات ولمحات اوراق گردانی میں گزارتے تھے سینہ خزینہ علم سے پر تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ژولیدہ مسائل پیچیدہ معاملات تصوف وسلوک کے رموز وغوامض آسانی سے حل فرمادیتے تھے بڑے بڑے علمائے ظاہر اپ کے سامنے زانوئے تلمذ خم کر دیتے تھے اسرار علم کہ راز ہائے سربستہ پل بھر میں اجاگر فرمادیتے تھے یہی وجہ ہے۔

اصلاحی وسماجی خدمات

حضرت سیدنا رفیق ملت علیہ الرحمہ نہ صرف ایک روحانی پیشوا تھے بلکہ ایک سماجی مصلح بھی تھے۔ آپ نے عوام کی اصلاح کے لیے تبلیغ دین متین کا سلسلہ جاری رکھا اور انہیں شریعتِ مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے لوگ اپنے اخلاق و کردار میں واضح تبدیلی محسوس کرتے۔

آپ نے صبر وشکر، عجز وانکساری، اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا شعار بنایا۔ آپ کی محافل میں ہر طبقے کے افراد شریک ہوتے، اور آپ سب کے ساتھ یکساں محبت وشفقت سے پیش آتے۔

کشف وکرامات

آپ علیہ الرحمہ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے بہت سی کرامتیں صادر ہوہیں جوعوام وخواص میں مشہور ہیں۔ادھر مسکرائے ادھرمقدر کا سویرا ہوا چھو دیا شفا مل گئی دعا دے دی نصیب بن گیا آپ کی دعاؤں سے بیماروں کو شفا ملتی، مشکلات میں گھرے لوگ رہائی پاتے ،اور بے سکون دلوں کوقرار نصیب ہوتا۔

گاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

قصبہ کٹنگی جوکل بھی سادات کرام کے قدم نازنین کی برکتوں سے مشرف تھا اج بھی اس قصبے کوسادات کرام کے قدموں کے بوسے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔حضور سیدنا رفیق ملت علیہ الرحمہ کا قیام جناب رفیق ٹھیکیدار کہ دولت کدے پر تھا۔وہ شریعت مطہرہ کے پابند نہیں تھے بلکہ کچھ ناگفتہ بہ عادات بھی تھیں۔ اچانک رنگینی حیات سے اکتا کر دنیا اور مافیہا سے قطع تعلق کرنے کیلئے توبہ کا شوق دامن گیر ہوا تو وہ حضور والا کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوئے۔عرض کیا حضور والا بیعت کے غرض سے حاضر ہوا ہوں لیکن مجھکو کرنا کیا ہوگا؟؟ مراقبے سے سر اٹھایا اور نظر بھر کر دیکھا کہ انے والا اپنے قول میں سچا ہے یا محض دنیاوی طمع اور حرص کی غرض سے حاضر ہوا ہے۔ارادہ صاف تھا نیت نیک تھی لیکن پھر بھی ازمائش کے لیے ارشاد فرمایا صرف میری تعظیم کرنا۔یعنی میرے سامنے ان قبیح حرکات وعادات سے اجتناب کرنا عرض کیا حضور بالکل اپ نے بیعت کرلیا رفیق رفیق کی دنیا بدل کر کٹنگی سے روانہ ہوکر مکنپور شرہف تشریف لے ائے۔ادھر رفیق ٹھیکیدار صاحب کو یہ معلوم ہوا کہ پیر صاحب روانہ ہوگئے تو وہ اپنی اس بری عادت کے لئے بازار کی طرف نکلے۔

اچانک راستے میں انہوں نے اپنے پیر صاحب سے ملاقات کی وہ راستے میں اپنے پیر کو دیکھ کر متعجب ہوئے اور سوچا کہ پیر صاحب تو اپنے وطن تشریف لے جاچکے ہیں پھر یہاں کیسے؟ یہی سوچتے ہوے اپنے گھر واپس آ گئے۔لیکن ذہن میں یہ بات کھٹکتی رہی۔پھر کچھ دنوں بعد وہ بازار کی طرف اسی خیال سے چلے۔اچانک پھر وہی معاملہ پیش آیا کہ حضور پیر صاحب سے ملاقات ہوگئی۔اب ذہن میں خوف خدا وندی گھر کر گیا . توبہ کی اور احکام الٰہی کے پابند ہوگئے۔پھر وقت آخر تک ہر سانس اپنے پیر کی فرمانبرداری میں گزار دی۔

صاحب کشف

سن ۱۹۵۷ء کی بات ہے کہ اپ کٹنگی سے رنجیدہ خاطر ہوکر وطن عزیز واپس چلے آے۔معاملہ یہ تھا کے دشمنان سلسلہ مداریہ نے آپ پر وہابی ہونے کا الزام لگا کر مسجد سے نکال دیا اور جبل پور سے غلط فتویٰ منگالیا تو آپ کٹنگی سے یہ کہہ کر روانہ ہوگئے کہ اب مولانا سید غلام سبطین مداری آئیں گے اور وہی یہ مسئلہ سلجھایں گے۔مسئلہ یہ تھا کہ کچھ دشمنان سلسلہ عالیہ مداریہ نے سلسلہ مداریہ کے تقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی تھی اور آپ پر الزام لگایا تھا کہ یہ غوث پاک کی توہین کرتے ہیں۔اسی بات سے رنجیدہ ہوکر آپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔اچانک کچھ دن بعد حضرت مولانا سید غلام سبطین صاحب جبل پور تشریف لائے۔جو اتفاقاً جبلپور سے کٹنگی بھی پہنچ گئے۔پھر وہاں آپ نے تقریر فرماء اور لوگوں کے اس انتشار کوختم کرنے کی کوشش فرمائی مگر کچھ ضدی قسم کے لوگ آپ کی گفتگو سے بھی مطمئن و متفق نہیں ہوئے۔اور بحث ومباحثہ جنگ وجدال پر آمادہ ہوگئے تو آپ نے سمجھا کہ ان لوگوں سے علمی گفتگو کرنا لا حاصل ہے۔آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: بحث بند کرو ہم لوگ مباہلہ کرتے ہیں اور جو اللہ فیصلہ کردے اس سے سمجھ لیا جائے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر عالی جناب محمد حنیف پرنم مداری کا بیان ہے کہ میرے گھر میں

ایک بہت ہی کمزور نحیف و ناتواں بکرا تھا آپ نے ان لوگوں سے فرمایا یہ بکرا ہم مداریوں کا ہے اس کے مقابلہ میں تم لوگ کوئی بکرا لے آو یہ دونوں بکرے آپس میں لڑیں گے اور جس کا بکرا مرجائے سمجھ لینا وہ حق پر نہیں اور جس کا بکرا زندہ رہے مان لیا جائے کہ وہی حق پر ہے۔

لوگ اس بات پر راضی ہوگئے اور نہایت تندرست و توانا ایک بکرا لے آئے۔ اللہ عمر دراز عطا فرمائے محمد حنیف پرنم مداری صاحب کو وہ بتاتے ہیں کہ جب وہ لوگ اپنا بکرا لائے تو اس وقت میرا بکرا کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہیں رہا تھا مگر ان لوگوں کے بکرے نے میرے بکرے کو مارنا شروع کردیا کسی طرح وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور حملہ آور بکرے کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور اتنا لڑا کہ مخالفین کا وہ تندرست و توانا بکرا اسی جگہ مرگیا پھر وہ لوگ شرمندہ ہوکر واپس چلے گئے۔

پھر کچھ ہی عرصہ بعد جبلپور کے مفتی صاحب برہان ملت حضرت علامہ مفتی برہان الحق صاحب پاپا میاں کے ساتھ مکن پور شریف آے اور حضور سیدنا رفیق ملت سے مسجد عالمگیری میں معافی مانگی اور اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

آپ علیہ الرحمہ کی زندگی زہد و تقویٰ کا عملی نمونہ تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی روحانی قوت عطا کی تھی کہ لوگ دور دراز سے آکر آپ سے دعائیں اور فیوض و برکات حاصل کرتے۔

منصب قضاۃ

۱۹۴۷ء میں آپ منصب قضاۃ پر فائز ہوئے پھر تمام زندگی اسی منصب عالی پر متمکن اور جلوہ نمار ہے

وصالِ مبارک: آپ کا وصال ۹ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ میں ہوا۔

قطعہ تاریخ وصال

جب کہ مومن چلے جہاں سے نیاز
ہم سفر کیوں نہ شان رحمت ہو
موت ہوتی ہے با کمال حیات
۱۳۹۰ھ
فضل رب جو رفیق جنت ہو
۱۹۷۵ء

ارباب طریقت و محبت کی صفوں میں صف ماتم بچھ گئی

شہر میں جو ہے سو گوار ہے آج
چشم اعدا بھی اشکبار ہے آج
ناز ش خلق کا محل نہ رہا
رحلت فخر روز گار ہے آج

آپ کا اس دنیا فانی سے رحلت فرمانا بھی لوگوں کے لیے ایک عظیم صدمے سے کم نہ تھا آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے مزار پرانوار کی چمک اور تعلیمات وارشادات کی ضیائیں دلوں کو منور کر رہی ہیں آج بھی آپ کے مریدین اور عقیدت مند آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، اور ہمہ دم آپ کی تعلیمات کو آگے بڑھانے میں کوشاں ہیں۔

الغرض، حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ کی زندگی ایک عملی مسلمان، زندہ دل مومن، درویش صفت بزرگ، باصفت ولی، اور قوم وملت کے رہنما کی حیثیت سے گزر گئی آپ کی خدمات، تعلیمات اور روحانی فیوض و برکات آج بھی موجود ہیں اور رہتی دنیا تک لوگ مستفیض رہیں گے۔

جن کے دم سے تھی شہر کے رونق
کیا ہوئے کدھر گئے وہ چہرے
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

فقط والسلام

●●●

حضور رفیق ملت کی حیات

کتاب وسنت کی روشنی میں

ازقلم: مولانا عبدالقیوم ارم شکوہی مداری، سیتاپوری

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

پروردگار عالم خلاق دو عالم جل وعلیٰ نے ہر دور ہر زمانے میں اپنے مخصوص بندے بھیجے، انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت ہو، اولیاء اللہ کی ہر ایک کا کام تبلیغ دین، رشد وہدایت اور معرفت الٰہیہ کرنا رہا اور یہ حقیقت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جب اپنے کسی مخصوص ومقرب بندے سے دین وشریعت ومعرفت کا کام لینا چاہتا ہے تو وہی پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے اُس بندے کو خصائص وفضائل، کمالات وکرامات بھی عطا فرمادیا کرتا ہے جو ان تمام خدمات کیلئے ضروری ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَاَهْدٰی سَبِیْلاً۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ ہر ایک اپنی شکل یعنی ساخت واستعداد کے مطابق کام کرتا ہے پس تمہارا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔

اللہ رب العزت جل وعلیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو دین بھیجا اس دین اسلام کی بقاء وتحفظ کی ذمہ داری بھی خود رب کائنات نے لی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَاالذِّکْرَ وَاِنَّالَهٗ لَحَافِظُوْنَ ۔ یہود ونصاریٰ، باطل پرست قومیں، دشمنان اسلام نے صدیوں سے دین اسلام کو مٹانے کی کوششیں کیں مگر ناکام رہے۔ جب جب باطل قوتیں حق وصداقت سے ٹکرائیں چور چور ہوگئیں یہی ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ جماعت نے منھ توڑ، دنداں شکن جواب دیکر یہ بتادیا کہ

باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہیں
سو بار کرچکا ہے تو امتحاں ہمارا

تمام ممالک میں سے ایک ملک ہندوستان بھی ہے جس کے بارے میں خود آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ رَائِحَةَ الْوَفَاءِ مِنَ الْهِنْدَ۔ سرزمین ہندوستان جس کے لالہ زاروں اور گلستانوں سے پھوٹی ہوئی ایمان ویقین اور وفا کی خوشبو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں محسوس کی جارہی ہے۔ اور حریم نبوت سے اہل ایمان کو یہ بشارت دی جارہی ہے کہ ہندوستان سے وفا کی خوشبو آرہی ہے۔ ایمان کی اس خوشبو سے اہل ہند کے دل ودماغ کو معطر کرنے والے کا انتخاب بھی فرمادیا، کفر وضلالت کے اندھیرے میں ایمان وہدایت کی تجلیاں بکھیرنے کے لئے

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی ایک نور نظر کو مظہر سراج منیر بنا کر تبلیغی صلاحیتوں سے مسلح فرما کر ہندوستان روانہ ہوجانے کا حکم صادر فرمایا وہ کوئی اور مبلغ نہیں بلکہ محسن و مبلغ ہندوستان شہنشاہ ولایت وکرامت قطب الاقطاب فرد الافراد حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو پروردگار عالم نے بہت سارے فضائل وکمالات، مراتب ومقامات عطا فرمائے جو ذات وشخصیت محتاج تعارف نہیں۔ زمانہ سرکار مدارالعالمین رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب ہوکر آپ کے گیت گا رہا ہے۔

میرے مضمون کا محور اسی گلشن مدارالعالمین کی شگفتہ وشاداب کلی ولی ابن ولی، سخی ابن سخی صاحب کمالات وکرامات، قاضی القضاۃ حضرت العلام الشاہ قاضی سید محمد رفیق (الملقب بہ رفیق ملت) جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ آپ نہایت پرہیز گار، عبادت گذار اور شب زندہ دار عابد تھے، توکل اور قناعت آپ کی زندگی کا اہم حصہ رہا، لوگوں کی ایمان وروحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ اُن کے عقائد وافکار کو فکر وعمل کے سانچے میں ڈھالتے رہے اور ان کے قلوب کو پاک وصاف فرماتے رہے، جس سے لوگوں میں خدا پرست وخدا ترس زندگی کا تصور پیدا ہوتا اور شعور دینی واسلامی بیدار ہوجاتا۔

آپ نہایت نرم خو، نرم جو، نرم گفتار اور شیریں گفتار تھے ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے، خلیق ومنکسر المزاج آپ کی خوبی تھی۔ دینی ودنیوی معاملات میں اللہ پاک نے آپ کو وہ خاص بصیرت وبصارت عطا فرمائی تھی مکمل زندگی کا لمحہ لمحہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا آئینہ دار رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ نور ایمان سے جب مومن کامل کا دل جگمگا اُٹھتا ہے تو اس کا صاف وشفاف اور پاکیزہ اثر روحانیت پر اس درجہ ہوتا ہے کہ روح مرتبۂ کمال پر پہنچتی ہے اور انسان اخلاق حمیدہ سے آراستہ وپیراستہ ہوکر کامل انسان ومومن کامل بن جاتا ہے جو کام بھی کرتا ہے صرف اور صرف رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ خدائے پاک ہی مقصود ہوتی ہے تمام اعضاء حکم الٰہی کے تحت عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اخلاق

انسانی زندگی کا عظیم حصہ اخلاق ہے۔ مذہب اسلام نے اس باب یعنی بابِ اخلاق کو عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ دین اسلام نے جہاں تاریک دلوں کو نور ایمان سے منور کیا ہے وہیں اخلاق حسنہ کو ایمان کا لازمی جز وقرار دیا ہے جس سے اخلاقی قدروں میں چار چاند لگ گئے ہیں۔

بشکلِ انسانی درندہ صفت عربی قوم جس کا اخلاقی احساس نیست ونابود ہو چکا تھا، شقاوت وبربریت شعارِ خاص بن چکی تھی ظلم وعداوت روز مرّہ زندگی کا معمول بن چکا تھا قوم اخلاق کے گھٹیا درجہ تک پہونچ چکی تھی۔ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقِ حسنہ سے آراستہ وپیراستہ فرما کر قوم کو ذلّت کے فرش سے عزت ووقار کا عرش نشیں بنادیا اور اُسی قوم نے اخلاق وکردار کے ایسے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو مانند آفتاب وماہتاب تاریخ عالم میں روشن ومنور اور جگمگاتے ملیں گے۔ یہ معلم اخلاق حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت کی کارفرمائی اور آپ کے خُلق عظیم کی ضوفشانی ہے۔

اسی صفتِ حمیدہ سے ارباب صفات حمیدہ اور حامل خصائل حسنہ کے جملہ اُمور میں پختگی اور اثر انگریزی ہوتی ہے حضور رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو پروردگار عالم نے اعلیٰ حسب ونسب عطا فرمایا تھا خون رسول سے منسوب ہونا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے اس کے باوجود کبر وغرور اور تعلّی کو

کبھی بھی اپنے پاس تک نہ آنے دیا آپ کی پوری زندگی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ وَاتَّصِفُوْا بِاَوْصَافِ اللّٰہِ کے مصداق بسر ہوئی ساتھ ہی ساتھ آپ نے ملی اخلاق کی شیرازہ بندی کے لیے جس اسلامی اخلاق کا لائحہ عمل پیش کیا ہے اہل عقیدت ومحبت کوان تمام میں حضور رفیق ملت کا پیکر چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ دورِ حاضر میں اخلاقی قدروں کی پامالی کے باوجود آج بھی سرزمین مکن پور شریف میں اہل مکن پور شریف جن کو حسن اخلاق موروثی طور پر میسر ہوا اہل دنیا کے لئے ایک عمدہ مثال ہیں جن کی سادہ زندگی دیکھ کر انسانی قلوب مائل ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

زہد وتقویٰ

تقویٰ کے معنی ہیں بچنا پرہیز کرنا اور حفاظت کرنا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تقویٰ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا اس کے احکامات پرعمل کرنا اور ہر اُس کام سے اجتناب کرنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس میں انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جانتا ہے اور اس کے خوف سے گناہوں سے بچتا ہے۔

قرآن مجید کی بہت سی آیات واحادیث وارد ہیں طوالت میں نہ جاکر صرف حصولِ تقویٰ کے کچھ طریقے تحریر کررہا ہوں۔

اللہ کی ذات پر ایمان لانا

آغاز تقویٰ اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل ایمان اور اس کی صفات پر یقین سے ہوتا ہے۔

نیکی کے کام کرنا

تقویٰ کے حصول کیلئے نیک اعمال کرنا ضروری ہے جیسے نماز پڑھنا، روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا، دوسروں کی مدد وغیرہ کرنا۔

گناہوں سے بچنا

تقویٰ کا دوسرا اہم حصہ گناہوں سے بچنا ہے اس میں جھوٹ، غیبت، چوری، زنا اور دیگر گناہوں سے مکمل پرہیز کرنا شامل ہے۔

علاماتِ تقویٰ

اطاعتِ الٰہی، گناہوں سے نفرت، خدفِ خدا، اخلاص، اخلاق، جب یہ تمام علامات ایک مرد مومن میں ہوتی ہیں تو وہ بندہ مقبول بندہ کہلاتا ہے ولی خدا کہلاتا ہے۔

حضور رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ایک طرف ذاتی اوراضافی دونوں خوبیوں کے حامل تھے جوانسانی شرف وفضل کا معیار ہیں جن کی بدولت ادنیٰ شخص اعلیٰ اور شہرت کے اعلیٰ مدارج تک پہونچ جاتا ہے۔

دوسری جانب آپ کی حیات کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کی حیات اتباع شریعت کا پیکر نظر آتی ہے لمحہ لمحہ دنیائے اسلام ومسلمان کو اسی نشہ میں سرشار دیکھنا پسند فرماتے رہے چونکہ خوفِ خدا، زہد وتقویٰ یہ ایسی قلبی کیفیات ہیں جو مومن کامل اور اولیاء اللہ کی حیات کا محور رہی ہیں دل کا جھکاؤ جس طرف ہوتا ہے سر سے پیر تک تمام اعضاء بھی اسی طرف مائل ہوجاتے ہیں تفصیلی تحریر کیلئے ایک مکمل کتاب درکار ہے۔ اختصاری طور پر ذیل میں حضور رفیق ملت کے زہد وتقویٰ کا نمونہ پیش کررہا ہوں۔

حضور رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان صوبۂ مدھیہ پردیش کے دموہ شہر پرانے بازار میں دینی تبلیغ اور سلسلۂ عالیہ

مداریہ کی ترویج واشاعت کے لیے تشریف لے گئے جو بزرگوں کا اور مشائخ طریقت کا معمول رہا ہے۔

ایک مرید صادق نے اپنے گھر قیام فرمانے کے لیے عریضہ پیش کیا آپ تیار بھی ہو گئے جب اس کے گھر تشریف لے گئے تو جس طرح آنے والے مہمان کا بالخصوص کسی بزرگ شخصیت کا یا اپنے مرشد برحق کا استقبال کیا جاتا ہے اُسی طرح پُر وقار اور شایانِ شان استقبال ہوا آپ اُس مرید کے گھر قدم رنجاں ہوئے مرید نے حسب طریقہ چائے پانی کا انتظام واہتمام کیا جب آپ کے سامنے دستر خوان پر چائے پیش کی گئی آپ نے چائے کو ملاحظہ فرمایا، اور مرید سے فرمایا میں یہ چائے نہیں پیوں گا کیونکہ جس بکری کے دودھ کی یہ چائے ہے اُس کو تم آزاد چرنے چگنے کیلئے چھوڑ دیتے ہو نہ جانے کس کس کی کھیت میں پہونچ کر کھیت والے کا نقصان کرتی ہو جس کی وجہ سے اُس کو تکلیف پہونچتی ہو حالانکہ اس نے تو کھیت میں اُگی ہوئی گھاس کو بھی چگنے کی اجازت نہیں دی اس لئے میں یہ چائے ہرگز نہیں پیوں گا۔

اللہ اکبر یہ ہے کمال زہد و تقویٰ جو اہل دنیا، اہل اسلام کو آگاہ و متنبہ کر رہا ہے اور حرام وحلال کا درست راستہ بھی دکھا رہا ہے۔

تزکیۂ نفس

مذہب اسلام بنیادی طور پر ایمان کامل کا مطالبہ کرتا ہے جتنا مضبوط ومستحکم ایمان روح میں جاری وساری ہوتا ہے اسی انداز سے اس کے اثرات اعمال صالحہ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں یہاں تک کہ اُس کا کوئی بھی عمل اثر سے خالی نہیں ہوتا۔

انسان کا رشتہ اپنے رب کے ساتھ محض قانونی اور عقلی رشتہ نہیں ہے جس کا دائرہ صرف فرائض وواجبات کرنے، احکام کی تعمیل کرنے اور اس کے بدلے میں ثواب یا جنت حاصل کرنے تک محدود ہو بلکہ یہ محبت و پاکیزہ جذبات کا رشتہ ہے یہ ایسا رشتہ ہے جس پر شوق وذوق، عشق ومحبت اور دیدار الٰہی کی بیقراری کا غلبہ ہونا چاہئے اسی کو پاکیزگی روح اور تزکیۂ نفس کا نام دیا جاتا ہے۔

حضور رفیق ملت علیہ الرحمۃ الرضوان کی حیات کا جائزہ لیں تو یہ بات بھی آفتاب نیم روز کے مانند ظاہر ہو جائے گی کہ آپ کی ذات وشخصیت میں یہ عنصر بھی نمایاں تھا۔ حضور رفیق ملت نے صرف عمل ہی نہیں کیا بلکہ مخلوق خداوندی کو اپنے ارادت بندوں کو سختی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی تلقین بھی فرماتے رہے۔

جیسا کہ دیکھا جاتا ہے عمومی طور پر علالت کے باعث جب زیادہ نحیف ولاغر اور بے بس ہو جاتا ہے تو اعمال واذکار اور اوراد ووظائف میں کمی اور فرائض وسنن کی تکمیل میں بھی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن حضور رفیق ملت کا ایک واقعہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ آپ نے اخیر وقت تک سخت علالت کے باوجود تمام اعمال واذکار کو ادا فرمایا۔

اخیر عمر کے حصے میں آپ اس قدر علیل ہوئے کہ آپ کو لوگ سہارا دے کر اٹھاتے اسی اثناء میں مدھیہ پردیش جبل پور کے علاقہ میں حلقۂ ارادت میں جلوہ فرما تھے کچھ لوگوں نے آپ کو پیشاب کرنے کے لیے بھی سہارا دیکر لے گئے آپ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ اچانک آپ کی زبان سے جملہ نکلا، کیا آسمان نیچے آ گیا؟ لوگ سمجھ نہ سکے آپ نے فرمایا میرے سر پر ٹوپی نہیں ہے پہلے ٹوپی رکھو تب استنجا کروں گا۔

دنیوی امور سے قطع نظر صرف دینی معاملات پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے کہ اگر کوئی شخص

تمام علوم دینیہ میں عبقری شخصیت کا حامل ہو لیکن اُن علوم سے اُس کی روح متاثر نہ ہو، دینداری و دیانتداری، تقویٰ و خشیت الٰہی اس میں پیدا نہ ہو تو اس کے سارے کمالات کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ انسان کے اندر لازوال عظمت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسانی کمالات کے ساتھ ساتھ طہارت نفس اور نکوکاری کا جذبہ غالب ہو جائے، شمائل کریمہ اور خصائل حمیدہ کے انوار و تجلیات سے اس کا ظاہر و باطن جگمگا اُٹھے۔

اسی نقطۂ نظر سے اگر غور کیا جائے تو حامل شریعت وطریقت گل گلزار مداریت ولی کامل قاضی القضاۃ حضرت العلام الشاہ قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات وشخصیت میں طہارت نفس اور تقویٰ وخشیت الٰہی کے پاک عناصر غالب تھے۔ آپ کا ظاہر عام انسان کے جیسا ظاہر نہیں تھا بلکہ شریعت وطریقت کے مکمل سانچے میں ڈھلا ہوا تھا آپ کا باطن کسی معمولی انسان جیسا نہیں تھا بلکہ خلوص وللّٰہیت کا ایک بحرِ بیکراں تھا آپ کی عارفانہ حیثیت بھی نمایاں نظر آتی تھی۔

موجودہ انحطاطی دور میں جبکہ بے عملی کا دور دورہ ہے، اخلاقی قدروں کی پامالی، عہدوں اور مسند نشینی کی خاطر ضمیروں کی نیلامی ہو رہی ہے اس کے باوجود دور حاضر میں بھی حق شناس وحق گو بندگانِ خدا کی کمی نہیں ہے۔ اہلِ دنیا ان محبوبین ومقربین بندوں کے افعال و کردار سے حقیقی طور پر آشنا نہ ہوں مگر تجسس سے اوجھل بھی نہیں ہیں انہیں بندگان خدا میں سے حضور رفیق ملت جن کی حیات بلند افکاری اور اعلیٰ کردار واخلاق کی ایک انجمن تھی۔ کسی نے زہد و تقویٰ دیکھا تو دینداری کی طرف مائل ہو گیا کسی نے توکل اور شاہانہ استغنا دیکھا تو گرویدہ ہو گیا کسی نے لباس سادگی میں سطوتِ شاہانہ جو حقیقی ورثہ ہے آلِ نبی کا اولاد علی کا، جس میں پروردگار عالم نے وہ شاہانہ سطوت عطا فرمائی ہے کہ مومن ومسلمان انسان دیکھ کر دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے۔

الغرض آپ کی کتاب زندگی کا ایک ورق اور حیات کا ایک ایک گوشہ لائق تقلید اور مشعل راہِ ہدایت ہے۔ اس جان جاناں کی کن کن اداؤں کو احاطۂ تحریر میں لاؤں حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنی نصیحت آمیز گفتگو اور اپنی دینی وملی تبلیغ کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کو حقیقت میں انسانِ کامل بنا دیا۔

پروردگار عالم ہم سب کو آپ کے بتائے ہوئے راستے پر اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نبی، آل نبی سے سچی پکی عقیدت ومحبت عطا فرمائے۔ فیض حضور رفیق ملت اور فیضانِ مدارالعالمین رحمۃ اللہ علیہما سے مالامال فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

●●●

حضور رفیق ملت کی

مؤمنانہ شان وشوکت

ازقلم: محقق مداریت حضرت علامہ محمد قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری،
خادم جامعہ عزیزیہ اہل سنت ضیاء الاسلام جھہراؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَکُلًّا نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَانُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ.

(سورہ ھود، آیت نمبر:120)

ترجمہ: اورہم رسولوں کی خبروں میں سے سب حالات آپ کو سنا رہے ہیں جس سے آپ کے قلب (اطہر) کو تقویت دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ بتارہی ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم کے تذکروں کو اللہ عزوجل نے ختمی مرتبت امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مفید بنایا۔ لہٰذا امت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے اولیاء اور علماء ربانیین بلاشبہ بہت ہی فضیلت ومنزلت کے حامل ہیں ان کے تذکروں میں امت کیلئے خیر کثیر موجود ہے۔ نیز آیت مبارکہ سے ظاہر ہورہا ہے کہ انبیاء سابقین کے تذکرہ جمیلہ کو بتانا سنانا سنت الٰہیہ ہے اور انہیں ہمیشہ محفوظ رکھنا بھی اللہ کریم نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھا ہے۔ بس اس قدر وضاحت کے بعد یہ جان لیں کہ اللہ کے نیک بندے جو مومنانہ شان وشوکت کے ساتھ اس دنیا سے تشریف لے گئے ان سب کے یا ان میں کچھ لوگوں کے کارہائے نمایاں اوران کی شرعی زندگی کے واقعات وحکایات کو اگلی نسلوں کیلئے کتابوں کے اوراق میں محفوظ کردینا بہت بڑا کام اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ دور حاضر میں ایمان وعمل کی تباہی کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے طبیعتیں آزاد ذہنیت آوارہ، نظریات متبع نفس، افکاردین بیزار شریعت بیزار دکھائی دے رہے ہیں۔

اہل فکرودانش ارباب شریعت وطریقت محسوس کررہے ہیں کہ آنے والے چند سالوں کے اندر ہزارہا فرزندان اسلام کے گھروں سے دینی ومذہبی ریت ورواج کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ اسلام وسنیت تصوف وطریقت کے خلاف اہل حرص ہوا نے صدہا برس پہلے جس تباہ کن تحریک کی بنیاد رکھی تھی وہ تحریک اکیسویں صدی میں کافی قوت حاصل کرکے عوام وخواص میں یکساں اثر انداز ہوتی نظر آرہی ہے۔ چنانچہ لاکھوں لاکھ مبارکبادی اور شاباشی کے مستحق ہیں شہزادۂ قطب المدار حضرت علامہ ومولانا قاضی پیر سید توثیق احمد منصف مصباحی مکن پوری زید مجدہ جنہوں نے دور حاضر اور مستقبل کے تقاضوں کے پیش نظر دنیائے اسلام کی ایک روحانی شخصیت کی زندگی کے تمام ضروری پہلوؤں پر اہل علم وقلم سے

تحریری کام کروالئے اور اس طرح سے ایک صوفی کامل مرد حق آگاہ درویش باوصف کی سیرت وسوانح بھی تیار ہوگئی۔ حضرت والا قدر کی سیرت طیبہ پر مشتمل یہ قابل قدر رسالہ عصر حاضر اور مستقبل میں بہت سارے خانوادوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کا سبب بنے گا۔ اوران شاء اللہ الکریم حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چل کر مقامات بلند حاصل کرنے کا بہترین موقع ان کی نسل کے افراد کو ملتا رہے گا۔

حضور رفیق ملت اوران کا ذوق عبادت

آپ کے مریدین کی بستیوں میں اور خود مکن پور شریف میں مشہور ہے کہ آپ نماز پنجگانہ کے پابند تھے نیز دیگر نفلی نمازیں مثلاً چاشت، واشراق اور نماز تہجد بھی پابندی کے ساتھ ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کے پوتے مرید وخلیفہ جناب محمد حنیف پرنم اپنی آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے آپ کو کسی نماز سے غافل نہ پایا نماز پنجگانہ کے علاوہ صبح کے ٹائم والی دو نمازیں (چاشت واشراق) بھی بلا ناغہ پڑھتے دیکھا نیز آپ تہجد گذار بھی تھے''۔

حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ کی پابندی نماز کی اس شہادت کے بعد درج ذیل احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر(۱):حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةَ اِلٰی الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمْ مَا لَمْ تَغْضِ الْكَبَائِرِ.

(الصحیح المسلم)

ترجمہ:پانچ نمازیں ان گناہوں کو جو ان نمازوں کے درمیان ہوئے مٹادیتی ہیں اور(اسی طرح)ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا گیا ہو۔

حدیث نمبر:۲ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:أَرَأَيْتُمْ لَوْاَنَّ نَهْرًا بِبَا بِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَاتَقُوْلُ ذٰلِكَ يُبْقِىْ مِنْ دَرَنِهٖ قَالُوْا لَايُبْقِىْ مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مَثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْاللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا.

ترجمہ:اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے قریب سے کوئی نہر جاری ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ کام اس پر کچھ بھی میل کچیل چھوڑے گا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ایسا کرنے سے کچھ بھی میل کچیل باقی نہیں رہے گا آپ نے فرمایا پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ کی پابندی نماز اوراحادیث مذکورہ بالا کو نگاہ میں رکھ کر آپ کی مومنانہ شان وشوکت کو سمجھنا بہت آسان کام ہے۔

کسی بھی شخص کی عظمت شان کو پرکھنے کیلئے شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی کسوٹی کچھ اور نہیں ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے بزرگوں کی سیرت طیبہ قطعی شرعی سانچوں میں ڈھلی ہوئی ہے کسی جھوٹی اور بناوٹی کرامت کے ذریعے ہم اپنے بزرگ کا تعارف نہیں کراتے ہیں بلکہ جو حقائق ہیں ہم انہیں ہی کما حقہ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ نماز اشراق اور نماز چاشت کی بھی پابندی فرماتے تھے آیئے احادیث میں ان نمازوں کی فضیلت ملاحظہ کریں۔

اشراق کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مَنْ

صَلَّى الْغَدَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ وَقَدْ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَه كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ. (سنن الترمذی)

ترجمہ: جو شخص فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے پھر سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتا رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے لئے ایک مکمل حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ مکمل، مکمل، مکمل۔

سبحان اللہ حدیث مبارکہ میں جس نماز اشراق کی اتنی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے بفضل اللہ الکریم اس نماز کے پابند ہمارے سرکار رفیق ملت علیہ الرحمہ تھے۔ آپ کو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ آپ بلا ناغہ اشراق ادا فرماتے تھے۔ رفیق ملت علیہ الرحمہ کی علوئے شان مومنانہ شان و شوکت اس حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ کرنے کے بعد لگے ہاتھوں نماز چاشت کی بھی فضیلت ملاحظہ کرلیں۔

نماز چاشت کی فضیلت

چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَوْصَانِىْ خَلِيْلِىْ بِثَلاَثٍ بِصِيَامِ ثَلاَثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَى الضُّحٰى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ.

(الصحیح البخاری)

ترجمہ: میرے خلیل (محبوب) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی (۱) ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا (۲) چاشت (ضحیٰ) کی دو رکعت پڑھنا اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔

بہت ہی توجہ سے مذکورہ بالا حدیث مبارکہ پڑھیں اور غور کریں کہ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مخصوص صحابہ کو جس نماز کی وصیت فرماتے رہے اس نماز کے پابند میرے رفیق ملت نظر آرہے ہیں۔ سبحان اللہ سچ ہے کہ عاشقوں کو محبوب کی ہر ادا کو ادا کرنے سے ہی راحت ملتی ہے اور جو بندہ خاص اپنے نبی کے فرامین کا اس درجہ پابند ہو جاتا ہے تو اس کے لئے خرق عادت کرامت تصرف کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ ایسے پابند سنت شخص سے کرامات وخوارق کا ظہور ہوتا ہی رہتا ہے۔

نماز تہجد کی فضیلت

سنن نسائی میں روایت ہے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَفْضَلُ الصَّلاۃِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ قِيَامُ اللَّيْلَ.

ترجمہ: فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''تم رات کی نماز (تہجد) کی پابندی کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا شیوہ رہا ہے اور (یہ) تمہیں تمہارے رب سے قریب کرنے کا سبب ہے اور (اب تک کے) گناہوں کا کفارہ ہے اور (آئندہ) گناہوں سے روکنے والی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ)

ایک روایت میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر رات کی دو رکعتیں تمام دنیا سے افضل ہیں اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو امت پر فرض کر دیتا۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تہجد وہ واحد نماز ہے جو مؤذن کی نہیں بلکہ دل کی اذان پر پڑھی جاتی ہے۔ اور تہجد وہ آخری مرہم ہے، جس کے بعد نہ کوئی زخم ستاتا ہے نہ ہی کوئی غم رُلاتا ہے۔

اور فجر و تہجد خاموش نمازیں ہیں ان میں بہائے گئے آنسوؤں کی پکار صرف اللہ دیکھتا اور سنتا ہے اسی لئے ان میں

مانگی گئی دعائیں اثر رکھتی ہیں اورانہیں ادا کرنے کے بعد انسان کا دل سکون سے بھر جاتا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے حضور رفیق ملت نور اللہ مرقدہ مکمل شان مؤمنانہ کے ساتھ سالہا سال نماز تہجد کی پابندی فرماتے رہے اور مقام بلند شان ارجمند کا حصول ہوتا رہا۔

ہم نے آپ کی متقیانہ زندگی سے متعلق صرف ایک گوشہ یعنی نماز پر مختصر سی روشنی ڈالی ہے تا کہ آنے والی نسلیں نماز کی اہمیت وضرورت سے غافل نہ ہوں اور نماز سے ہمیشہ قریب رہیں۔ حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کریمی کے طفیل بڑے بلند مقام پر فائز کر دیا تھا۔ کثرت کے ساتھ آپ کی ذات سے کرامات وخوارق کا ظہوار ہوا۔

آپ کی ایک مشہور کرامت

حضرت محمد حسنین بہرائچی مداری نے اپنی تحریر میں بیان کیا ہے کہ آپ کے ایک مرید جناب حضرت محمد قاسم مداری ایک روحانی عمل کی تکمیل کیلئے کنٹھی قصبہ کے قبرستان میں واقع ایک مقبرہ میں پہنچے اور نماز کیلئے کھڑے ہو گئے جب پہلی رکعت پڑھ لی تو ایک شخص ہاتھ میں ننگی تلوار لیکر آپ کے قریب آ کر کھڑا ہوا گیا اور کہنے لگا کہ لگتا ہے تمہیں سر کٹانے کا شوق چڑھ گیا ہے دیکھتا تم دوسری رکعت کس طرح پڑھتے ہو۔ قاسم مداری کہتے ہیں کہ ہم تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوئے تو ایک اور شخص ہاتھ میں ننگی تلوار لیکر آ گیا اور کہنے لگا کہ دیکھتا ہوں تم تیسری رکعت کس طرح پوری کرتے ہو قاسم مداری صاحب کہتے ہیں کہ میں جب چوتھی رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ میں بیٹھا تو پھر وہ لوگ کہنے لگے کہ لگتا ہے تو سر کٹائے بغیر نہیں جائے گا۔ کہتے ہیں کہ نماز پوری کر لی اور جب مقبرے سے باہر نکلنے کیلئے سیڑھیوں کے قریب آیا تو وہ لوگ ننگی تلواریں لیکر سیڑھی سے نیچے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اب تو اتر کر بتا قاسم صاحب کہتے ہیں کہ اب میں دل ہی دل میں خوف زدہ ہونے لگا اور دل ہی دل میں اپنے مرشد مکرم حضرت سیدنا رفیق ملت علیہ الرحمہ کو یاد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ حضور میری مدد کیوں نہیں کرتے ....ہوں بس اتنا کہنا تھا حضرت مرشد گرامی کی آوز کانوں سے ٹکرائی بیٹا قاسم ڈرمت میں آ رہا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ مرشد گرامی تشریف لے آئے اور فرمایا بیٹا باہر نکلو ہمارے ساتھ چلو میں بے خوف ہو کر باہر نکلا اور حضرت کے پیچھے پیچھے چلنے لگا جب بستی کے بالکل قریب آ گیا (جہاں آج کل مدار گیٹ بنا ہوا ہے) تو آپ نے کہا کہ بیٹا تم آگے ہو جاؤ حسب حکم میں آگے ہو کر چلنے لگا چند ہی قدم آگے چلا تھا کہ آپ کے چلنے کی آہٹ ختم ہوتی نظر آئی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو آپ غائب ہو چکے تھے۔

سبحان اللہ اتنی عظیم شخصیت کے مالک حضور رفیق ملت علیہ الرحمہ تھے کہ اپنے مرید کی مدد کیلئے تشریف لے آئے اور زمانے کو بتا دیا کہ اکابر اولیاء اللہ کی طرح آج بھی صاحب تصرف وکرامت بزرگ خاندان مدار میں موجود ہیں۔

حضرت محمد حنیف پرنم مداری نے بہت ساری کرامتوں کا تذکرہ اپنی تحریر میں کیا ہے جو اس نمبر میں قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

میری اس تحریر کا مقصد آپ کی مؤمنانہ شان وشوکت کا اظہار ہے اور یہ بتانا ہے کہ جب بھی بندۂ مومن اپنے آپ کو شریعت کے سانچے میں ڈال لیتا ہے تو اس کی مومنانہ شان وشوکت کا ڈنکا بجنے لگتا ہے۔

●●●

زندۂ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ

امت مرحوم سو سکتی ہے مر سکتی نہیں

از قلم: محقق عصر حضرت علامہ و مولانا سید منور علی جعفری مداری

مدرس جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء مکن پور شریف

موت ایک حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں اور ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار و اختلاف بھی نہیں اگر چہ اہل دنیا کو بہت سی حقیقتوں اور سچائیوں سے اختلاف و انکار ہے مثلاً اللہ واجب الوجود کے وجود میں اختلاف اس کی وحدت میں اختلاف نبی کی نبوت اور رسول کی رسالت میں اختلاف، تمام معاملات میں اختلاف لیکن موت وہ حقیقت ہے جس سے انکار و اختلاف کی جرات کسی مکتب فکر کو نہ ہو سکی دنیا کے ہر گوشے اور ہر طبقے میں ہر مذہب اور ہر فرقے میں یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ ہر ایک کو بالآخر مرنا ہے: اللہ فرماتا ہے "کل نفس ذآئقة الموت ثم الینا ترجعون "

(ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے پھر ہماری طرف تم سب لوٹ کر آؤ گے) غرض سب مرتے ہیں اور سب کو مرنا ہے مگر کچھ نفوس قدسیہ وہ ہوتے ہیں جنہیں موت کے بعد اللہ تعالیٰ حیات بخشتا ہے جو ظاہری زندگی سے اگر چہ مختلف ہوتی ہے مگر اس کے تصرفات اس زندگی کے تصرفات سے بھی بڑھ کر ہو سکتے ہیں۔

علامہ سبکی شفاء السقام میں لکھتے ہیں: شہداء کی زندگی بہت اعلیٰ ہے، زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ وہ جسم و روح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔

(شفاء السقام، الباب التاسع فی حیاۃ الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، الفصل الرابع، ص ۱۳۴)

اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الموتی میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اَولیاء اللہ کا فرمان ہے کہ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں۔ یعنی ان کی اَرواح جسموں کا کام دیا کرتی ہیں اور کبھی اَجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی طرح ظاہر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ ان کی ارواح زمین آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہیں آتی جاتی ہیں، اس لیے قبروں کی مٹی ان کے جسموں کو نہیں کھاتی ہے بلکہ کفن بھی سلامت رہتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے مالک سے روایت کی ہے کہ مومنین کی ارواح جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ مومنین سے مراد کاملین ہیں، حق تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں

کی قوت عطا فرماتا ہے تو وہ قبروں میں نماز ادا کرتے اور ذکر کرتے ہیں اور قرآنِ کریم پڑھتے ہیں۔
(تذکرۃ الموتی والقبور اردو،ص ۵۷)

اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدّث دہلوی عَلَیہِ الرَّحْمَۃ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دارِفانی سے دارِ بقا کی طرف کُوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے، وہ خوش حال ہیں، اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔
(اشعۃ اللمعات، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، ۳/۳۲۴-۴۲۴)

اور حضرت ملاعلی قاری حنفی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: اَولیاءِ اللہ کی دونوں حالتوں میں یعنی حیات اور مَمات میں اصلاً فرق نہیں، اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔
(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الفصل الثالث، ۳ / ۴۵۹-۰۶۴، تحت الحدیث: ۱۳۶۲)

ایسے ہی صاحب کمال اولیاء کرام کی جماعت میں ایک ذات گرامی ہے وارث کمالاتِ حیدر کرار، قاسم فیضانِ قطب المدار، پیکر روحانیت، مخزن ولایت و کرامت، آل رسول، شہزادہء قطب المدار، عارف باللہ، شیخ الشیوخ حضرت علامہ، قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری قدس سرہ الباری کی - جنہوں نے اپنی حیات اعلیٰ صفات کو تعلیم و تعلم، عبادت و ریاضت مجاہدۂ نفس، تبلیغ و اشاعت دین، اور خدمت خلق کیلئے مخصوص کر رکھا تھا۔

جذبۂ نیازمندی مالک بے نیاز کی بارگاہ میں شرف قبول سے مشرف ہوا تو قادر مطلق، معبود حقیقی کی عنایات نے ''من کان للہ کان اللہ له'' (جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے) کے مطابق قرب خاص کی دولت سے نواز کر غنی کر دیا جس کی بدولت آپ دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز ہو کر تبلیغ و اشاعت دین اور خدمت خلق میں مصروف ہو گئے اور جس طرح حیات ظاہری میں خدمت خلق اور بندگانِ خدا کو فیض رسانی کا کام کرتے رہے اسی طرح بعد وصال بھی اہل حاجات روحانی و جسمانی آپ کی روحانیت سے مستفید و مستفیض ہو تے ہیں۔ نمونے کے طور پر ایک واقعہ ہدیۂ قارئین ہے:

صوفی با صفا، شاعر اسلام جناب محمد حنیف مداری ''پرنم'' ساکن کٹنگی ضلع جبل پور ایم پی، حضرت والا رفیق ملت علیہ الرحمہ کے خادم اور آپ کے فیض صحبت سے مستفیض اور حضور والا سید رفیق ملت کے فرزندار جمند استاذی و مربی حافظ وقاری، شاہ پیر قاضی سید محمد عتیق میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کے مرید و خلیفہ ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ''حضور رفیق ملت قدس سرہ کے ایک مرید و خلیفہ جناب محمد قاسم صاحب مداری بہت مرتاض تھے پیر و مرشد کی نگرانی میں اوراد و وظائف اور چلہ کشی کیا کرتے تھے اپنے انہیں معمولات کے مطابق انہوں نے ایک چلہ کیا جس کے بارہ میں مجھے بتایا کہ میں نے ایک دفعہ ایک ایسا عمل کیا جسکو قبرستان میں مکمل کرنا تھا اور اس کے لئے یہ شرط تھی کہ اس کے اختتام پر چار رکعت نماز کے بعد دعا پڑھنا ہے اور مجھے یہ بات پہلے ہی سے معلوم تھی کہ اس عمل کے آخر میں کچھ الجھنیں درپیش ہو سکتی ہیں اور خوفناک صورتیں بھی دیکھنی پڑ سکتی ہیں نیز مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ مگر میں ڈرا نہیں اور عمل شروع کر دیا جب آخری مرحلے سے گزرنے لگا تو گاؤں کے اسی قبرستان میں صدیوں پرانا ایک مقبرہ بنا ہوا ہے میں اس مقبرے کے اندر نماز پڑھنے لگا تو پہلی رکعت کے

بعد دوسری رکعت جیسے ہی شروع کی ایک شخص نمودار ہوا وہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوئے میرے بازو میں کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ تو دوسری رکعت پڑھ کے بتا پھر میں تجھ سے نپٹتا ہوں۔ گھبرائے بغیر میں نماز پڑھتا رہا رکوع وسجود کے بعد جیسے ہی قعدہ اولی میں بیٹھا دوسری جانب بھی ایک دوسرا شخص نمودار ہوا اور اس کے ہاتھ میں بھی ننگی تلوار تھی وہ بھی بولا تو نہیں مانے گا بغیر اپنا سر کٹائے؟ اب تیسری رکعت پڑھ کے بتا۔ بلا خوفزدہ ہوئے میں نے تیسری رکعت بھی شروع کر دی اور مکمل کر لی اور چوتھی پڑھنے لگا دونوں جانب وہ دونوں لوگ تلواریں لئے ہوئے خوف دلاتے رہے مگر میں ہمت سے کام لیتا رہا اور چوتھی رکعت مکمل کر لی وہ لوگ پھر بھی اسی طرح خوفزدہ کرتے رہے اور کہتے رہے کہ تو بنا سر کٹائے نہیں مانے گا؟۔ اگر چہ مجھے یہ پہلے ہی سے معلوم تھا کہ ایسا کچھ ہوگا۔ مگر جیسے ہی باہر نکلنے لگا تو دیکھا کہ دو اور شخص بھی باہر کھڑے ہیں اور دروازہ پر دونوں ننگی تلواریں لئے ہوئے ہیں مجھے قتل کرنا چاہ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اب تو باہر نکل کے بتا۔ اب مجھے گھبراہٹ ہوئی سوچنے لگا کہ اب کیا کروں؟ اس خوف و دہشت کے عالم میں میں نے بے ساختہ اپنے مرشد برحق کو یاد کیا اور کہا میری مدد فرمایئے۔ زبان سے یہ جملے نکلے ہی تھے کہ میرے پیر طریقت حضور قاضی القضاۃ سید محمد رفیق میاں جعفری المداری کی آواز سنائی دی" کہ بیٹا قاسم ہم آ رہے ہیں۔ باہر آ جاؤ" میں نے دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہیں اور وہ چاروں لوگ غائب ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا قاسم میرے پیچھے آؤ حضرت آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ گاؤں جب نزدیک آ گیا اور اب جہاں مدار گیٹ بنا ہوا ہے ہم لوگ جب وہاں پر پہنچ گئے تو مجھ سے فرمایا بیٹا اب تم آگے ہو جاؤ! میں آگے آگے چلنے لگا۔ مگر پیر و مرشد کے قدموں کی آہٹ سنائی نہیں دے رہی تھی میں نے سوچا کہیں حضرت تھک تو نہیں گئے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت بھی نہیں تھے۔ پھر میں نے تلاش کرنا شروع کر دیا پورے قبرستان کو بھی چھان مارا، مقبرہ میں بھی دیکھا لیکن حضرت نہیں ملے۔ یہ میرے مرشد کا روحانی کرم تھا جو وقت مشکل انہوں نے میری امداد فرمائی۔

رفیق ملت سیدنا شاہ قاضی سید محمد رفیق میاں علیہ الرحمہ والرضوان کو ایسا عظیم الشان ولی، صاحب روحانیت اور زندۂ جاوید ہونا ہی چاہئے تھا کیونکہ صفت حی سے متصف، زندہ شاہ مدار کی روحانی آغوش میں پرورش پائی تھی مرشد برحق کی تربیت اور حضور مدار العالمین کے فیض اویسی کا ہی یہ کمال ہے جس نے انہیں ایسا با کمال بنا دیا یہی وجہ ہے کہ

نگاہ والے بصد اعتبار کہتے ہیں
جو اہل دل ہیں وہ بے اختیار کہتے ہیں
حیات ہیں میرے آقا حیات بخش بھی ہیں
اسی لئے انہیں زندہ مدار کہتے ہیں

صوبہ اتر پردیس کی مردم خیز سرزمین جس نے سینکڑوں علماء وفضلاء، مشائخ وصوفیاء واولیاء کو جنم دیا اور جس سرزمین کو ہند و بیرون ہند میں دار النور مکن پور شریف کے نام سے شہرت عام حاصل ہے ضلع کانپور نگر کی اسی سرزمین پر حضور رفیق قوم وملت کی ولادت باسعادت 19 اپریل 1903 عیسوی کو ہوئی۔

تعلیم وتربیت

حضرت مولانا مولوی سید شاہ شکر اللہ صاحب جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ فیض عام میں زیر تعلیم رہ کر اساتذہ کرام حضرت مولانا مولوی سید صاحب عالم صاحب

مداری، حضرت مولانا مولوی سید خضر صاحب مداری اور اپنے پیر و مرشد و برادر اکبر قاضی سید احتشام علی صاحب رحمتہ اللہ علیہم سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ بعد فراغت قصبہ تروا ضلع فرخ آباد (اب ضلع قنوج ہے) میں فارسی کے اتالیق مقرر ہوئے ؛مگر دل میں تبلیغ و اشاعت دین اور خدمت خلق کا جذبہ تھا جو اسکول کی ملازمت کی پابندیاں برداشت نہیں کر پا رہا تھا اس لئے کچھ برسوں تک تدریسی فرائض انجام دیکر مستعفی ہو گئے۔ ولایت کیا ہوتی ہے؟ اور اللہ کا ولی کیسے بنتا ہے؟ . ولیوں کے طریقے کیا ہوتے ہیں۔ یہ سب جاننے کے لئے جب ہم اولیاء کرام کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عبادت و ریاضت الٰہی کے ساتھ ساتھ خلق الٰہی کی خدمت ان کا معمول ہوتا ہے جسے وہ اللہ تک رسائی کا ذریعہ مانتے ہیں اور زبان حال سے پیغام دیتے ہیں۔

محفل کثرت سے حاصل نور وحدت کیجئے

دوستو! اللہ کے بندوں کی خدمت کیجئے

اسلامی تعلیمات میں محبت الٰہی، مکارم اخلاق اور خدمت خلق بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور صوفیاء کرام انھیں ارکانِ ثلثہ پر سختی سے کاربند نظر آتے ہیں، صوفیاء کرام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضرات صوفیاء کرام ہی نے اپنی عملی جدوجہد کے ذریعہ ہر زمانے میں اسلام کے اخلاقی و روحانی نظام کو سنبھالے رکھا، صوفیاء سے بڑھ کر تبلیغ دین اور تعمیرِ سیرت کا کام کسی جماعت نے نہیں کیا، متکلمین، معتزلہ اور حکماء نے صرف دماغ کی آبیاری کی جب کہ صوفیاء نے دماغ کے ساتھ دل کی تربیت اور اصلاح کی اہم ترین خدمت بھی انجام دی ہے اور یہ بات محتاج بیان نہیں ہے کہ اسلام میں اصلی چیز دل ہے نہ کہ دماغ، دل اگر فاسد ہو جائے تو دماغ کا فاسد ہو جانا یقینی ہے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''**الا ان فی الجسد مضغة اذا صَلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهي القلب**''(**بخاری، مسلم**)

(جان لو کہ انسان کے جسم میں ایک عضو ہے اگر وہ صالح ہو جائے تو سارا جسم صالح ہو جائے اور اگر وہ فاسد ہو جائے تو سارا جسم فاسد ہو جائے، آگاہ ہو جاؤ وہ قلب ہے۔)

غرض صوفیاء کرام کی جماعت ہی نے اپنے اعمال و اخلاق اور سیرت و کردار سے اسلام کی صداقت وحقانیت کا سکہ اغیار کے دلوں پر بٹھایا ہے۔

وہ ذات پات کے بھید بھاؤ کو بھول کر اور مذہب وملت کی تفریق کو نظر انداز کر کے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں۔ اس کی زندہ مثال حضور والا رفیق قوم وملت سید محمد رفیق میاں جعفری مداری رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں، جن کے دل میں تبلیغ دین، اشاعت سلسلہ اور خدمت خلق کا جذبہ بیدار ہوا تو انہوں نے انہوں نے سرکاری ملازمت سے استعفٰی دیکر بلا لوث وطمع اور بلا تفریق مذہب و ملت سب کی مشکلوں کے حل کیلئے دعائیں کیں اور انسانیت کے دکھ درد بانٹے اور لوگوں کو پیغام حق دیا، لوگوں کو دین رسول سے جوڑنے اور اس پر ثابت قدم رکھنے کیلئے انتھک کوششیں کیں یوں تو اس کام کے لئے پورے ملک میں کہیں بھی تشریف لے جاتے مگر مدھیہ پردیس آپ کی خصوصی توجہ کا مرکز بنا اور مدھیہ پردیس میں بھی بالخصوص جبل پور علاقہ کو آپ نے اپنے مشن کے لئے منتخب فرمایا یہ علاقہ آج بھی قومی یکجہتی کی زندہ مثال سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ علاقہ صدیوں سے اپنے زمانے کے بزرگوں، اولیاء وعلماء، فقراء ومشائخ کی جائے سکونت اور آماجگاہ رہا ہے (میرے اس دعوے کی دلیل

حضور قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی کئی چلہ گاہیں بھی ہیں جو اس علاقے میں حضور مدار العالمین کی دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں کی شاہد ہیں)

غرض سرزمین مکن پور شریف کے باشندے سیدی رفیق قوم وملت علیہ الرحمہ نے جبل پور علاقہ کا رخ کیا اور اسے اپنا مرکز رشد وہدایت بنایا نصف صدی سے زیادہ یہاں رہ کر آپ نے دکھی انسانیت کی جسمانی وروحانی تسکین کا سامان کیا۔

ماشاء اللہ! آپ کی سیرت وصورت دونوں ہی میں کمال جاذبیہ تھا لوگ آپ کے اردگرد آتے اور آپ کے شیدائی وگرویدہ ہوجاتے۔

یوں تو آپ وطن عزیز سے کافی دوری پر خدمات دینیہ کوانجام دے رہے تھے اور غربت ومسافرت کے رنج وکلفت کون نہیں جانتا؟ ان سے دوچار ہونے کے باوجود بھی آپ کی خوشیوں میں کوئی کمی نہیں آتی تھی۔ چہرہ پر شادابی، لبوں پر مسکراہٹ، گفتار میں نرمی ومحبت بدستور قائم رہتی تھی یہی وہ سب چیزیں تھیں جن سے آپ اپنے پاس آنے والوں کے دل جیت لیا کرتے تھے پھر آنے والے خواہ کسی بھی طبقہ اور کسی بھی مذہب کے ہوں، مریدین ومعتقدین میں سبھی طرح کے لوگ شامل تھے اہل ثروت نے بڑی محبت اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کو ہر قسم کی آرام اور عیش وآسائش کے ساتھ رکھنا چاہا مگر دنیا کی عیش وعشرت، شہرت اور خوشی ان کی درویشانہ زندگی میں معمولی سی بھی تبدیلی نہیں لاسکی تھی وہ ایک عظیم انسان اور عظیم رہنما تھے، قیمتی، نرم گدوں اور آرام دہ بچھونوں سے انہیں کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ کچی زمین پر بوریوں کے بستر کو غرور ونخوت پیدا کرنے والے اور یاد خدا سے غفلت دلانے والے نرم وگداز بچھونوں سے بہتر سمجھتے تھے۔

موسلا دھار بارش ہو یا کڑاکے کی گرمی یا شدید سردی غرض کوئی موسم اور کوئی کیفیت ان کے رہن سہن میں کچھ خاص تبدیلی پیدا نہ کرسکے، وہ عابد شب زندہ دار تھے، زہد وتقویٰ ان کا شعار تھا، سنت ونوافل اور اوراد ووظائف معمولہٴ خاندانی کے پابند تھے۔

پاسدار سنت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ کٹنگی ضلع جبلپور میں سخت بیمار ہوگئے بخار کی تیزی سے بیہوشی سی طاری تھی۔ مریدین وخدام حاضر خدمت تھے آپ کو استنجے کی حاجت ہوئی لوگوں نے استنجے کے لئے بٹھایا۔ آپ نے ہاتھ اوپر کیا اور فرمایا کیا آسمان نیچے آگیا ہے؟ پھر سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا میرے سر پہ ٹوپی رکھو جب سر پر ٹوپی رکھ دی گئی تب آپ نے استنجا کیا ۔ تعالیٰ اللہ! اسقدر بیماری وغشی کے عالم میں بھی اتباع سنت کا اس قدر پاس ولحاظ؟ اللہ والوں کی شان یہی ہوتی ہے ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں کہا جاتا ہے الا ان اولیاء اللہ لا یموتون (جان لو کہ اللہ کے ولی مرتے نہیں ہیں)

1972ع میں کٹنگی کے دشمنان سلسلہء عالیہ مداریہ نے آپ پر وہابی ہونے کا الزام لگا کر مسجد سے نکال دیا اور استفتاء میں بہتان تراشیاں کرکے جبلپور سے غلط فتویٰ منگالیا آپ اس بات سے رنجیدہ ہوئے اور کٹنگی سے یہ کہہ کر مکن پور شریف آگئے کہ اب مولانا سید غلام سبطین مداری آئیں گے اور وہی یہ مسئلہ سلجھائیں گے۔

معاملہ یہ تھا کہ کچھ مخالفین سلسلہ عالیہ مداریہ نے سلسلہ مداریہ کے تقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی تھی اور آپ پر یہ بھی الزام لگایا تھا کہ یہ غوث پاک کی توہین کرتے ہیں۔

اسی بات سے رنجیدہ ہوکر آپ وہاں سے مکن پور شریف چلے آئے۔اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد بلا قصد و

ارادہ کے جسے محض ایک اتفاق کہئے استاذی الکریم، سید العلماء، شیخ المشائخ، حضرت علامہ مولانا الحاج سید غلام سبطین میاں صاحب جعفری مداری نور اللہ مرقدہ جبل پور تشریف لے گئے اور جبل پور سے کٹنگی بھی پہنچ گئے وہاں آپ نے تقریر فرماء اور لوگوں کی غلط فہمیوں اور آپسی انتشار کو ختم کرنے کی کوشش فرماء بہت سمجھایا بجھایا، مگر جاہلوں کے سامنے علم نہیں چلتا کچھ ہٹ دھرم اور نفس پرست بحث و مباحثہ اور جنگ و جدال پر آمادہ ہوگئے تو آپ نے سمجھا کہ ان لوگوں سے علمی گفتگو کرنا لا حاصل ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: بحث بند کرو ہم لوگ ایسا کرتے ہیں کہ فیصلہ اللہ سے کراتے ہیں اور جو اللہ فیصلہ کردے اس سے مان لیا جائے کہ حق پر کون ہے اور ناحق پر کون آپ نے کہا دو بکرے لے آؤ ایک بکرا مداریوں کی طرف سے ہوگا اور ایک بکرا مخالفین کی طرف سے پھر وہ دونوں بکرے آپس میں لڑیں جس کا بکرا مر جائے مان لیا جائے وہ غلطی پر ہے اور جس کا بکرا سلامت رہے مان لیا جائے کہ وہ حق پر ہے۔

عالی جناب محمد حنیف ''پرنم'' مداری حفظہ اللہ بتلاتے ہیں کہ میرے گھر میں ایک بہت کمزور و لاغر بکرا تھا حضور سید العلماء نے ان لوگوں سے فرمایا یہ بکرا ہم مداریوں کا ہے اس کے مقابلہ میں کوئی ایک بکرا اور لے آو یہ دونوں بکرے آپس میں لڑیں گے پھر جس کا بکرا مر جائے سمجھ لینا کہ وہ حق پر نہیں اور جس کا بکرا زندہ رہے مان لینا کہ وہی حق پر ہے۔ لوگ اس بات پر راضی ہوگئے اور نہایت تندرست و توانا ایک بکرا اور لایا گیا۔ جناب محمد حنیف پرنم مداری حفظہ اللہ بتاتے ہیں کہ جب لوگ دوسرا بکرا لائے تو اس وقت میرا بکرا کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہیں رہا تھا مگر جو بکرا مخالفین کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا اس بکرے نے میرے بکرے کو مارنا شروع کردیا تو کسی طرح میرا بکرا بھی اٹھ کھڑا ہوا اور حملہ آور بکرے کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور میرا کمزور بکرا اتنا لڑا اتنا لڑا کہ مخالفین کی طرف کا تندرست و توانا بکرا اسی جگہ مر گیا پھر وہ لوگ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

رفتہ رفتہ کٹنگی کے ماحول کی خبریں حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق صاحب کو بھی پہنچتی رہیں جنہیں سن سن کر مفتی صاحب کو یہ احساس ہو گیا کہ لوگوں نے استفتاء میں غلط بیانیاں کرکے فتویٰ لکھوا لیا اور تحقیق حال کے بغیر محض استفتاء میں لکھی ہوئی باتوں کے مطابق میرے فتویٰ لکھ دینے کی وجہ سے لوگوں نے ایک بزرگ سید کی بے توقیری کا ارتکاب کر ڈالا۔ مفتی صاحب کو اس پر بہت ملال اور پچھتاوا ہوا اس کی تلافی کیلئے نیز مزید تحقیق کی غرض سے مفتی صاحب جناب عبد الکافی عرف پاپا میاں صاحب کے ہمراہ مکن پور شریف آئے اور حضور سیدنا رفیق ملت سے مسجد عالمگیری میں معافی مانگی اور اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

یہ واقعہ مجھے صوفی باصفا شیخ طریقت عظیم المرتبت حضرت سید شاہد علی میاں صاحب چمن جعفری مداری علیہ الرحمہ نے بتایا تھا کہ 1972 یا 73 عیسوی میں مفتء جبل پور برہان ملت حضرت مولانا مفتی برہان الحق صاحب، پاپا میاں کے ہمراہ مکن پور شریف آئے تھے اور جناب حافظ قاضی سید محمد عتیق میاں کے دولت خانہ پر قیام کیا تھا۔ یہاں کے بہت لوگوں سے انہوں نے ملاقات کی اور بات چیت کی روضہء قطب المدار پر حاضر ہوکر بآداب تمام زیارت کا شرف حاصل کیا۔ بوقت ظہر جامع مسجد عالمگیری میں پہنچے مفتی صاحب اگرچہ مسافرت میں تھے مگر لوگوں نے اخلاق مندی کا

مظاہرہ کرتے ہوئے مفتی صاحب سے نماز پڑھانے کی فرمائش کی مفتی صاحب نے کہا میری خواہش ہے کہ میں آل رسول کے پیچھے نماز پڑھوں میں (سید شاہد علی میاں) نے کہا اگلے وقت آپ اپنی خواہش پوری کرلیں فی الحال ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ آپ نماز پڑھائیں مفتی صاحب آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ بعد نماز مفتی صاحب نے فردا فردا تمام سادات کے ہاتھ اپنے سر پر رکھوا کر اپنے حق میں سب سے دعا کرائی اس وقت ان کے ساتھ ایک صاحب اور تھے شاید ان کا نام مرتضٰی تھا۔ مرتضٰی صاحب مفتی صاحب سے سرگوشی کرنے لگے کہ جو سنا تھا وہ تو کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے؟

میں (سید شاہد علی میاں صاحب) نے ان کی بات سن لی تو ان سے کہا کہ آپ نے کیا سنا تھا جو دکھائی نہیں دے رہا ہے آپ صاف صاف بتایئے؟

وہ تو چپ رہے مگر مفتی صاحب گویا ہوئے کہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ مکن پور کے لوگ دیوبندی ہیں، اولیآء کرام خصوصاً حضور غوثِ اعظم کو نہیں مانتے اور ان کی توہین وتنقیص کرتے ہیں؟ میں اس غلط فہمی کا شکار ہوگیا تھا اور اسی غلط فہمی کی وجہ سے میں نے سید صاحب کے خلاف ایک فتویٰ لکھ ڈالا تھا اب میں اس پر نادم ہوں، آپ لوگوں کے سامنے فتوے سے رجوع کرتا ہوں اور سید صاحب کی جو ہتک عزت ہوئی انہیں جو تکلیف پہنچی میں اس کی وجہ سے سید صاحب سے معافی مانگتا ہوں مجھ سے لاپروائی و بے احتیاطی ہوئی مجھے معاف کردیں حضرت قاضی سید محمد رفیق میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور مفتی صاحب کو گلے لگالیا فرمایا جو ہونا تھا وہ تقدیر سے ہوا آپ مطمئن رہیں مجھے اب آپ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔

حضرت قاضی سید محمد رفیق میاں نے اپنی حیات مبارکہ کا اکثر حصہ عبادت وریاضت، مجاہدہء نفس، تزکیہء قلب اور تبلیغ واشاعت دین وفروغ سلسلہء عالیہ مداریہ میں صرف کیا۔ جس بستی میں آپ قدم رنجہ فرماتے وہاں اعلاء کلمۃ الحق کرتے اللہ ورسول کا ذکر کرتے جس سے بستیوں میں دینی بیداری پیدا ہوجاتی، اور آپ کی موثر تعلیم ونصیحت سے لوگ اپنے گناہوں سے تائب ہوجاتے تھے۔

آپ کریم النسب، اخلاق مند، حلیم الطبع، منکسر المزاج، نرم گفتار، خوش خلق اور محبت والے تھے اس لئے آپ کی دعوت و تبلیغ اور پند ونصائح موثر ثابت ہوتے۔ بلاتفریق مذہب وملت ہر قوم وملت کے لوگ آپ سے متاثر ہوجاتے تھے۔

وصال شریف

۱۹۵۷ء میں آپ نے دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مزار شریف مکن پور شریف میں ہے جہاں سے آج بھی فیوض وبرکات جاری ہیں۔

خلفاء

آپ نے کئی حضرات کو شرف خلافت سلسلہء عالیہ مداریہ سے سرفراز فرمایا: جن میں سے یہاں پر دو حضرات کا ذکر کرنا ضروری سمجھ رہا ہوں۔ آپ کے خلفاء طریقت میں وہ دونوں آپ کے برادرزادے اور معنوی فرزندان بھی ہیں ان میں سے ایک ہیں۔ صوفی باصفا، شیخ طریقت، حضرت قاضی سید محمد لئیق میاں صاحب اور دوسرے، شیخ طریقت حافظ ملت، حضرت علامہ، حافظ و قاری قاضی سید محمد عتیق میاں صاحب جعفری مداری رحمتہ اللہ علیہما۔

مظہر کمالات عارفین رہبر شریعت، مرشد طریقت حضور قاضی سید محمد لئیق میاں صاحب جعفری المداری عرف

چھدن میاں نور اللہ تعالیٰ مرقدہ ابن قاضی سید محمد خلیق میاں صاحب جعفری مداری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1903ع دارالنور مکن پور شریف میں ہوئی۔ والدہ صاحبہ سیدہ ام الحبیب بنت قاضی سید امجد علی رحمۃ اللہ علیہ بڑی پاکباز، نہایت شریف النفس، عابدہ زاہدہ تھیں جن کی آغوش تربیت میں رہ کر بچپن ہی سے آپ اللہ ورسول کے عشق ومحبت اور جذبہء اطاعت سے بہرہ ور تھے-عمر شریف چار سال چار ماہ اور چار یوم کی ہوئی تو خاندانی رسم کے مطابق بسم اللہ خوانی ہوئی پھر باقاعدہ طور پر تحصیل علم کے لئے خانقاہ عالیہ مداریہ کے مدرسہ میں داخلہ کرایا گیا اور منشی سید احمد الدین جعفری مداری علیہ الرحمہ سے آپ کسب علم ظاہری کرنے لگے مگر آپ کا دل حصول علم باطنی کی طرف زیادہ مائل تھا۔علوم ضروریہ کی تحصیل کر کے 13 سال کی عمر سے اپنے بڑے باپ کی خدمت میں ر تھے حضرت قاضی القضاۃ سیدنا رفیق ملت علیہ الرحمہ والرضوان کی خدمت میں مستقل طور پر رہنے لگے حضور سیدنا رفیق ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے پھر انہیں کی نگرانی میں چلہ کشی ومجاہدات وریاضات میں مشغول ہو گئے سفر وحضر میں آپ اپنے پیرومرشد ومربی کی خدمت میں رہتے تھے اور فیوض وبرکات کا حصول کرتے تھے پھر ایک وقت وہ بھی آیا جب مرشد کامل نے اجازت وخلافت سے نواز کر منصب رشد وہدایت پر مامور فرمایا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ خانوادہء مداریہ میں ہزاروں جلیل القدر بزرگ پیدا ہوئے اور ان بزرگوں نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنا نصب العین بنایا انہیں بزرگوں کی فہرست میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی بھی شامل ہے۔

آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں عبادت وریاضت، خدمت خلق، تبلیغ دین اور رشد وہدایت کے کام انجام دیئے بے شمار جسمانی وروحانی مریضوں نے آپ کی دعا سے شفاء پائی ضرورتمندوں کی حاجتیں پوری ہوئیں۔بگڑے بھٹکے لوگ آپ کے حسن اخلاق اور مشفقانہ وحکیمانہ وعظ ونصیحت سے متاثر ہو کر تائب ہوئے۔

آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے-آپ کی کرامتوں کا چرچہ آپ کو دیکھنے والے آج بھی کرتے ہیں جن کے بیان کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے۔یوں تو بظاہر دیکھنے میں آپ بہت ہی سیدھے سادے اور بھولے بھالے بلکہ مجذوب صفت درویش نظر آتے تھے؛مگر حکماء نے جو کہا ہے کہ تین چیزیں عقلمندی کی نشانی ہیں کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا، آپ کی عادت میں یہ تینوں چیزیں بدرجہء اتم موجود تھیں بلکہ صوفیاء کرام کے نزدیک زیادہ ہنسنا ناپسندیدہ عمل ہے ان کے مطابق زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے شیخ طریقت حضرت سید محمد لئیق میاں کو میں نے اکثر دیکھا ان سے بات چیت بھی کرتا تھا مگر بے ساختہ ہنسی آجانے والی بات پر بھی کبھی ان کے لبوں پر مسکراہٹ سے زیادہ کچھ نہیں دیکھا - وہ دنیا اور اہل دنیا میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے مولا کی یاد ان کا مشغلہ تھا خیر یہ سب اللہ والوں کے عادات واطوار ہوتے ہی ہیں اللہ نے ان کے پیرو مرشد کے طفیل ان کو بھی یہ خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔

عقد نکاح

آپ کا نکاح شیخ طریقت صوفء باصفا حضرت سید نذیر مدار میاں جعفری مداری ارغونی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سیدہ عائشہ جہاں عرف ایسر جہاں حفظھا اللہ سے ہوا جن کے بطن سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں (اللہ

نیکوں کی راہ پر زندہ وسلامت رکھے)

وصال: ۲ / رمضان المبارک مطابق ۲۰۰۲ ع میں ہوا۔

ان کے چھوٹے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا قاضی سید محمد تشریق میاں جعفری مداری سلمہ اللہ ان کے جانشین ہیں اور اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حامی سنت، ماحی بدعت، ہادی شریعت، شیخ طریقت استاذی الکریم حافظ ملت حضور قاضی سید محمد عتیق میاں صاحب قبلہ جعفری مداری نوراللہ مرقدہ

اسم گرامی: محمد عتیق

ولادت شریف: 27 محرم الحرام 1365 ھ مطابق یکم جنوری 1946۔

نسب شریف: آپ حضور سیدنا رفیق ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے برادر صغیر قاضی سید محمد خلیق میاں صاحب جعفری مداری علیہ رحمۃ الباری کے فرزند ارجمند ہیں۔ جو سادات فاطمہ سے برادر زادگان وفرزندان معنوی وخلفاء وجانشینان حضور مدار العالمین یعنی ہر سہ خواجگان میں سے زبدۃ الاولیاء سرکار سیدنا خواجہ سید ابو تراب فنصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے معزز ترین خاندان قاضی زادگان میں سے تھے۔

تعلیم وتربیت: جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ اور چار یوم کی ہوئی تو قبلہ والد بزرگوار نے سادات ومشائخ مکن پور شریف کی سرپرستی میں بسم اللہ خوانی کی تقریب کی اور رسم بسم اللہ کے بعد باقاعدہ تعلیم کا انتظام کیا۔

حضور حافظ ملت علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے تھے ظاہر سی بات ہے گھر کے ماحول کا اثر بچوں میں ہوتا ہی ہے تو بحمداللہ وہ اثر آپ میں تھا۔ اس کے علاوہ خدائے پاک کا یہ بھی احسان و کرم تھا کہ انہیں نہایت ذہین بنایا تھا پھر اچھے اور تجربہ کار ومشفق اساتذہ مل جانا طالب علم کیلئے سونے پہ سہاگہ کا کام کرتا ہے اور ایک ساتھ یہ سب چیزیں اللہ کے فضل اور خوبی تقدیر سے ہی کسی کو ملتی ہیں اور بیشک حضور حافظ ملت سید محمد عتیق میاں جعفری مداری علیہ الرحمہ والرضوان ایسے ہی قسمت کے دھنی حضرات میں سے تھے بفضل اللہ تعالیٰ جنہیں یہ سب کچھ میسر تھا۔ انہوں نے اللہ کی توفیق سے بہت جلد علوم ضروریہ کی تحصیل کر لی تھی۔

دس سال کی عمر میں حضرت حافظ سید جواہر حسن میاں صاحب جعفری مداری علیہ الرحمہ سے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کر لی، پھر حضرت علامہ مولانا سید سلطان احمد جعفری مداری اور سید العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج سید غلام سبطین میاں صاحب جعفری مداری قدس سرہما کے حضور زانوئے تلمذ تہ کرکے درس نظامی پڑھا، پھر شہر کان پور میں پہنچ کر، استاذ القرآء حضرت قاری صغیر احمد رحمانی قادری چشتی، نقشبندی، مداری رحمتہ اللہ علیہ سے تجوید پڑھی۔

علامہ سید معزز حسین جعفری مداری "ادیب" مکن پوری علیہ الرحمہ والرضوان سے اردو زبان وادب کا درس لیا اور علامہ ادیب مکن پوری کے برادر صغیر حضرت سید سرکار حسین جعفری مداری" خاور" مکن پوری سے فن خطاطی سیکھا اور اس میں ملکہ حاصل کیا۔ اس طرح آپ ایک ماہر خوشنویس بھی بنے۔

حافظ ملت بحیثیت مدرس

علوم ظاہری سے فراغت کے بعد جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء مکن پور شریف میں آپ مدرس مقرر ہوئے جس میں آپ نے نہایت خلوص اور ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیں اور تشنگان علم کو سیراب کیا آپ کے تلامذہ میں عصر حاضر کے جید علماء وحفاظ ہیں فقیر کو بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ میرے استاذ محترم نہایت شفیق خوش خلق، تجربہ کار اور نباض استاد تھے، بچوں کی ذہنی صلاحیت

واستعداد اور ان کے ذوق و دلچسپی کونظر میں رکھ کر درس دیا کرتے تھے۔جس سے آپ کی تدریس مؤثر ہوتی تھی، آپ کی قابلیت وصلاحیت کا ہی یہ ثمرہ ہے کہ آپ کے تلامذہ سب کے سب ہونہار اور کامیاب ہیں۔ (الاماشاءاللہ)

حافظ ملت بحیثیت شیخ طریقت

آپ نے ایک علمی و روحانی ماحول میں آنکھ کھولی تھی اور بزرگوں کی آغوش تربیت میں رہ کر مرتب ہوئے تھے اس لئے تقوی شعاری، عبادت و ریاضت اور مجاہدات شاقہ ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔

آپ نے اپنے بڑے باپ اور پدر معنوی حضور سیدنا قاضی القضاۃ رفیق ملت علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی اور مرشد گرامی کی تربیت ونگرانی میں تصوف و طریقت کے سلوک طے کئے مرشد کامل کی نظر نے جب اپنے برادرزادہ وفرزند معنوی ومرید سعید کومنصب رشد وہدایت کے لائق دیکھا تو سلسلہء عالیہ مداریہ میں بیعت وخلافت کے لئے اپنا خلیفہ بنایا، تعلیم وتعلم، وعظ ونصیحت تبلیغ واشاعت دین اور بیعت وخلافت کے لئے مکمل اجازات عطا فرمائیں اور اپنا جانشین بھی آپ کومقرر فرمایا۔

پیر ومرشد کے حکم واجازت سے آپ تبلیغی اسفار کے لئے کمر بستہ ہوئے تو ہندوستان کے مختلف صوبوں بالخصوص مدھیہ پردیس کے، شہروں اور قصبات ومواضعات میں قدم رنجہ فرمایا اور تبلیغ وارشاد کے فرائض انجام دیئے بندگانِ خدا کوخدائے واحد کی عبادت وفرمانبرداری کی تعلیم وتلقین کرکے پابند صوم و صلوٰۃ کیا مخرب اخلاق رسوم ورواج میں جکڑے ہوئے لوگوں میں تہذیب اسلامی کو رواج دیا مردہ دلوں میں عشق رسول اور عقیدت مدارالعالمین کی روح پھونکنے کے لئے شہروں، قصبوں اور گاووں میں محافل و اجلاس منعقد کئے اس طرح لوگوں کو مسلک اہل سنت پر ثابت قدم رکھنے کے لئے آپ نے نوع بنوع اقدامات کئے تا کہ سنیت و مداریت کا ماحول گرم رہے اور سنیت کے خلاف اٹھنے والے فتنے ہوں یا پھر مداریت کے خلاف فتنے ہوں ہر فتنہ جن پر بے اثر ہوجائے مریدین کوایسی چٹانیں بنانے کی آپ نے انتھک کوششیں فرمائیں۔غرض تبلیغ و ترویج دین تحفظ سنیت اور اشاعت سلسلہ کیلئے کیلئے آپ کی بہت مساعیٔ جمیلہ اور خدمات جلیلہ ہیں آپ کی ان مساعیٔ جمیلہ اور خدمات جلیلہ کوفراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔

حافظ ملت صاحب کشف وکرامت بزرگ

سادات گھرانے کی تاثیر، بزرگوں کے فیض صحبت، اور پیر ومرشد کی تربیتوں نے آپ کوایک عظیم انسان بنادیا تھا۔ ایسا انسان جس کواتباع سنت، زہدوتقویٰ، تزکیہ واحسان کے ذریعے وہ مقامات حاصل ہو گئے تھے عام انسان جہاں تک رسائی حاصل نہیں کر پاتا ہے یعنی آپ صاحب کشف و کرامات ہوگئے اوراس حدیث کا مصداق بن گئے۔

مامن عبد الا و لقلبه عينان اذا اراد الله بعبد خيرا فتح عينى قلبه ليرى ما هو غائب عن بصره

کوئی بندہ ایسا نہیں ہوتا ہے جس کے قلب میں دو آنکھیں نہ ہوں جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل کی دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے تا کہ وہ بندہ اس چیز کودیکھ لے جو چیز سر کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اس ضمن میں دو واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

صوفی باصفا، شاعر اسلام جناب محمد حنیف صاحب ''پرنم'' مداری ساکن کٹنگی ضلع جبل پور ایم۔پی حضور حافظ ملت کی صحبت و خدمت میں اکثر رہا کرتے تھے اور یہ صحبت و

خدمت صرف کٹنگی یا ضلع جبل پور کے قصبات ومواضعات ہی تک محدود نہیں تھی دوسرے مقامات پر بھی حضرت کے ساتھ جایا کرتے تھے اور حضرت سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے اس طرح وہ حضرت کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھنے والے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ "حضور حافظ ملت کا قیام کٹنگی میں تھا اور قاضی صاحب (حافظ ملت علیہ الرحمہ) کے ایک مرید ڈاکٹر محمد فیروز منصوری صاحب تعویذ لینے کے لئے قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا میاں ڈاکٹر صاحب! نماز پڑھا کریں گناہوں سے بچیں اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی پابندی سے کریں (تو پھر) تعویذ کی کیا ضرورت ہے؟ (یعنی من کان للہ کان اللہ لہ کے مطابق اللہ خود بخود آپ کا حامی ومددگار بن جائے گا اور آپ کے سب کام بنتے رہیں گے)

اتنا فرما کر آپ خاموش ہوگئے تو ڈاکٹر فیروز صاحب نے دل میں خیال کیا کہ کاش ہمارے پیر صاحب ہمارے سر پر اپنا دست شفقت ہی رکھ دیتے اور دعا دیتے اور اگر یہ (سچے) پیر ہونگے تو ضرور ایسا کریں گے۔ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک قاضی صاحب نے اپنا دست مبارک اٹھایا اور ڈاکٹر صاحب کے سر پر پھیرتے ہوئے انہیں دعا دی اور مسکرا کر فرمایا ہم قطب المدار کی اولاد ہیں۔

اسی طرح ایک واقعہ دموہ میں بھی پیش آیا: جناب عابد خاں عتیقی مداری بیان کرتے ہیں کے ایک روز پیر صاحب (قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ) دموہ سے گھر کے لئے روانہ ہوئے تو مجھ کو حکم دیا کے ہمارے ساتھ چھتر پور تک چلو عابد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس وقت ہمارے یہاں میری اہلیہ کی زچگی کا وقت تھا اور وہ دردزہ میں تھی لیکن اب پیر صاحب کا حکم تھا تو میں ٹال بھی نہیں سکتا تھا ناچار پیر و مرشد کے ساتھ چل دیا لیکن دل میں بار بار یہی خیال آ رہا تھا کہ گھر میں کیا ہو رہا ہوگا زچہ بچہ کی کیا حالت ہوگی؟ دل ہی دل میں یہی سوچ سوچ کر پریشان تھا اسی فکر میں چھتر پور تک پہنچ گئے چھتر پور پہونچتے ہی اچانک پیر صاحب نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا عابد! پریشان مت ہو بیٹی پیدا ہوئی ہے اللہ کا شکر ہے دونوں سلامت ہیں۔ اور آپ نے اس بیٹی کا نام ثانیہ رکھ دیا۔ اللہ والوں سے اس قسم کے واقعات کا صدور ہوتا ہی رہتا ہے اس طرح کا انسان بننے کے لئے تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب ضروری ہے۔ جھوٹ سے جو انسان پرہیز کرتا ہے تو اللہ بھی اس کی زبان کی لاج رکھ ہی لیتا ہے۔

آپ کے کشف وکرامات اور بھی ہیں۔ حضرت کے صاحبزادہ وجانشین، شیخ طریقت، صوفیء باصفا، شاعر اسلام حضرت علامہ مولانا قاضی سید محمد توثیق میاں جعفری مداری "منصف" مصباحی سلمہ اللہ سے میری بات ہوئی ہے ان شاءاللہ تعالیٰ حضرت کی مکمل سوانح عمری پر ایک مستقل کتاب لکھی جائیگی دعا کے ساتھ انتظار کیجئے۔

شادی اور اولاد

حضور حافظ ملت قاضی سید محمد عتیق میاں جعفری مداری قدس سرہ الباری کا نکاح حضرت صوفی باصفا شیخ المشائخ قاضی سید اولاد علی میاں صاحب جعفری مداری کی دختر نیک اختر سیدہ لامثال فاطمہ سے ہوا جن سے چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ چھوٹے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا قاضی سید محمد توثیق میاں صاحب جعفری مداری "منصف" مصباحی سلمہ اللہ آپ کے جانشین ہیں اور بزرگوں کے جادہ پر گامزن ہیں اللہ ثابت قدم رکھے اور خدمات دینیہ کے لئے مزید توفیق وصلاحیتیں عطا فرمائے آمین

●●●

حضور رفیق ملت کی شاعری

ملک کے عظیم شاعر جناب نیّر دموہی صاحب کو ایک مصرعہ عطا کیا اور فرمایا کہ کچھ اشعار کہا کرو جب وہ اشعار کہہ کر لائے تو حضور رفیق ملت نے اصلاح فرمائی اور بزم کٹنگوی کی شاعری پر بھی اصلاح فرمائی۔ پیش ہیں ان کی شاعری کے چند نمونے

رمضان المبارک کے تعلق سے کہے گئے کچھ اشعار اس طرح ہیں

مومنو آگیا ماہ عالی مقام — منتظر تھا کہ جس کا ہر خاص وعام
کرلو جو کچھ سامنے ہوں نیکیاں — ورنہ پچھتاؤ گے یہ سال تمام
اے رفیق اب کر دل سے یہ التجا — سب کو یہ دن دکھائے خدائے انام

•••

آہ ہے ماہ رمضان کی رخصت — شاق ہے دل پہ اب اس کی فرقت
جاگو جاگو مسلمانوں جاگو — کرکے سحری دعائیں مانگو
پھر کہاں تم کہاں یہ مہینہ — دور ہوجائے گا یہ سفینہ

آہ تو رخصت ہوا اے ماہ رمضاں الوداع
رورو کے دل نے یہ کہا اے ماہ رمضاں الواداع
ہم رہے غفلت میں ایسے کہ نہ کچھ بھی بندگی
ہم سے کچھ نہ ہوسکا اے ماہ رمضاں الوداع

قطعہ

ہے دعا کرتا یہ عاصی بندۂ پروردگار
تاابد قائم ہروں برملت قطب المدار
نزع کے عالم میں بھی چھوٹے نہ نام ورد پاک
ہر نفس کہتا رہوں میں دم مدار دم مدار

ولی کامل، الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ

حیات وخدمات

ازقلم: مفتی محمد عارف منظری مداری الازہری

برصغیر ہندو پاک میں جہاں ایک طرف دینی مدارس، خانقاہیں اور علمی مراکز اسلامی علوم و معارف کی روشنی پھیلا رہے تھے، وہیں دوسری طرف اللہ کے خاص بندے، اولیائے کرام، اپنی سیرت و کردار، روحانی فیضان اور مبلغانہ جدوجہد سے دین کی شمعیں روشن کر رہے تھے۔ انہی میں ایک عظیم نام شیخ طریقت، عارف باللہ، قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنہوں نے نہ صرف علم و معرفت کے چشمے بہائے بلکہ عملی زندگی میں روحانیت، تبلیغ اور تصنیف کے ذریعے دینِ اسلام کی بھرپور خدمت کی۔

نسبی عظمت اور ولادت

آپ قطب المدار سید بدیع الدین احمد حلبی مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس نسل سے تھے، جنہیں ہند کا شہنشاہِ ولایت اور سلسلہ مداریہ کا بانی مانا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۹ اپریل 1903 کو مدینۃ الاولیاء، مکن پور شریف میں ہوئی۔ یہ وہ مقدس مقام ہے جس نے صدیوں سے اولیاء، عرفاء اور محدثین کو جنم دیا اور جس کی خاک علم و روحانیت کا خزینہ ہے۔

والد محترم

آپ کے والد شیخ طریقت سید شمشاد علی جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ خود ایک عظیم ولی اللہ تھے، جن کی تربیت نے آپ کو بچپن ہی سے زہد، تقویٰ، علم، حلم اور ریاضت کی راہوں پر گامزن کر دیا۔

علمی مقام اور تصنیفی خدمات

قاضی سید محمد رفیق مداری رحمۃ اللہ علیہ علمِ دین میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا میدان بھی سنوارا۔ آپ کا ایک خاص علمی کارنامہ منتخب العجایب فی اظہار اسرار الغرائب* نامی فارسی مخطوطے کا اردو ترجمہ ہے، جو محض عجائبِ دنیا پر نہیں بلکہ حضور سرکارِ مدار العالمین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی سوانحِ حیات اور آپ کے عجائب و غرائب احوال پر مشتمل ایک گراں قدر علمی و روحانی دستاویز ہے۔

یہ کتاب حضور شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے روحانی مقامات، سلوک و طریقت، دعوت و تبلیغ کے انداز اور طریقتِ

مداریہ کے اسرار و رموز کو نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہے۔ قاضی صاحب نے نہ صرف اس نایاب مخطوطے کا اردو ترجمہ کیا بلکہ اپنی علمی شرح و توضیح کے ذریعے ایسے دقیق نکات کو آسان فہم انداز میں پیش کیا، جو عام قاری کے لیے قابلِ فہم نہ تھے۔

آپ کا یہ ترجمہ نہ صرف ایک علمی کارنامہ ہے بلکہ آپ کے علمِ تاریخ، فہمِ تصوف، اور عشقِ مرشد کا روشن مظہر بھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سلسلہ مداریہ کے سچے خادم، شارح اور روحانی رازوں کے امین تھے۔ اس کتاب کی بدولت سرکار شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ، کرامات اور فیضان آنے والی نسلوں تک منتقل ہوا، اور آج بھی اہلِ دل اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

روحانی کمالات اور کرامات

آپ کی زبان سے ادا ہونے والے کلمات میں روحانی تاثیر اور دعاؤں میں قبولیت کا اثر تھا۔ آپ کی پیش گوئیاں اللہ کے حکم سے ظہور پزیر ہوتیں، جیسا کہ قصبہ اندرانہ کے مشہور واقعے سے ظاہر ہے، جہاں چلہ شریف کی بے حرمتی کرنے والے کے خلاف آپ نے جو کچھ فرمایا، وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا۔ اس واقعہ میں آپ کے روحانی جاہ وجلال کا کھلا مظاہرہ ہوا، جس نے مخالفین کو عبرت اور اہلِ ایمان کو یقینِ کامل عطا کیا۔

تبلیغی خدمات اور خلقِ خدا سے تعلق

آپ نے اپنی پوری زندگی اسلام کے پیغام کو عام کرنے میں صرف کی۔ آپ کی آمد سے قصبوں اور بستیوں میں دینی بیداری پیدا ہوتی، اور لوگ توبہ کر کے راہِ حق کی طرف مائل ہوتے۔ آپ کا اخلاق، حلم، عاجزی اور محبت بھرپور انداز دعوت کا موثر ذریعہ تھے۔ کسی پر ظلم نہ کرو، امن قائم رکھو اور اللہ کی رضا پر بھروسا رکھو، آپ کا یہی پیغام تھا، جس نے ہر قوم و ملت کے لوگوں کو متاثر کیا۔

وفات

آپ کا وصال ۱۹۷۵ء میں ہوا۔ یہ آپ کے مریدین اور دنیا بھر کے عشاقِ اہلِ بیت و اولیاء کے لیے عظیم صدمہ تھا، مگر آپ کے فیوض و برکات آج بھی جاری ہیں، اور مکنپور شریف کی فضا آج بھی آپ کی یاد سے مہک رہی ہے۔

خلاصہ

قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم ولی، بلند پایہ عالم، صاحبِ کرامت مرشد اور محقق و مترجم تھے۔ آپ کی زندگی علم و روحانیت، زہد و تقویٰ، تبلیغ و اصلاح کا حسین امتزاج تھی۔ مکنپور شریف آپ کی روحانی فتوحات کا مرکز تھا، جہاں سے دینِ حق کی روشنی دنیا کے مختلف کونوں تک پھیلتی رہی۔

آپ نے نہ صرف سلسلہ مداریہ کے فیوض کو زندہ رکھا، بلکہ اپنی شخصیت سے ہزاروں دلوں کو منور کیا۔ آپ کی علمی، روحانی اور مبلغانہ خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

•••

صاحب علم وحکمت

''حضور سرکار سید نا رفیق ملت''

از قلم: مفتی سید نثار حسین مداری

شیخ طریقت عارف باللہ، قطب اکبر حضرت علامہ الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان جامعہ عربیہ مدار العلوم جو کسی زمانے میں مدرسہ فیض عام کے نام سے ملقب تھا حضرت موصوف نے اسی ادارہ میں تعلیم حاصل فرمائی اور دین متین کی خوب خدمت انجام دی، آپ اولیاء اللہ کی جماعت کے ان بزرگوں میں سے ہیں جن کے فیض وکرم سے زمین کبھی خالی نہیں ہوتی۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لن تخلوا الارض من سبعین صدیقا وھم الابدال لا یھلک منھم رجل الا اخلف اللہ مکانہ مثلہ اربعون بالشام، وثلاثون فی سائر الارضین.

(رواہ ابن عساکر)

یعنی یہ زمین کبھی بھی ستر صدیقین سے خالی نہیں ہوتی اور وہ ابدال ہیں ان میں سے کوئی آدمی فوت نہیں ہوتا، مگر یہ کہ اللہ تعالی اس کی جگہ ہے اس طرح کا کوئی اور بندہ لے آتا ہے ان میں سے چالیس شام میں ہیں اور تیس باقی تمام زمین کے مختلف ٹکڑوں پر، اسے امام ابن عساکر نے روایت کیا ہے، آپ نے علم حاصل کیا، اور دوسروں تک پہنچایا بھی، قران پڑھا بھی، اور قران پڑھایا بھی، دین میں تفقہ حاصل کیا اور اس فہم دین سے لوگوں کو نفع بھی پہنچایا اور اس عمل خیر کی فضیلت قران وحدیث میں کثیر وارد ہے،

اللہ تعالی فرماتا ہے،

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰہَ عزیز الغفور (الفاطر)

بس اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں (جو ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں یقیناً اللہ غالب ہے بڑا بخشنے والا ہے،

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولو الالباب . (الزمر)

فرما دیجئے کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے سب برابر ہو سکتے ہیں بس نصیحت تو عقل مند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔

حدیث مبارکہ:

عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم ومن سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللّٰہ لہ طریقا الی الجنۃ.

(رواہ مسلم، واحمد، وابو داود، والترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص تلاش علم کی راہ پر چلا، اللہ تعالی اس پر جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے،

اسے امام مسلم احمد ابن حنبل اور ترمذی نے روایت کیا:

عن ابی الدرداء رضی اللّٰه عنه، قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم یوزن یوم القیامة مداد العلماء علی دم الشهداء. (رواه الدیلمی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روز قیامت علماء کے قلم کی سیاہی شہداء کے خون سے زیادہ وزنی ہوجائے گی۔ (دیلمی شریف)

سرکار سید رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، دربار حضور سیدنا مدارالعالمین رضی اللہ عنہ کے قاضی القضا تھے، قصبہ ترو ا ضلع قنوج کی ایک درسگاہ میں تعلیم دیتے تھے، عربی اور فارسی ادب میں کامل دستگاہ حاصل تھی، بڑے صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، آپ کے والد گرامی حضور قطب اعلی سید شمشاد علی جعفری علیہ الرحمۃ والرضوان،، کامل ترین صاحبدل، پیشوائے اہل سلوک اور زاہد و عابد بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ سیدہ ام سلیم علیھا الرحمہ حضرت مولوی سید محمد اسحاق محلی رحمت اللہ تعالی علیہ کی صاحبزادی بڑی عابدہ، زاہدہ، اور ولیہ کاملہ تھیں۔

آپ کے استاد گرامی قدوۃ السالکین اعلم العلماء موسوم بمولوی سید محمد شکر اللہ جعفری مداری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور زبدۃ الکاملین حضرت علامہ ومولانا سید صاحب عالم جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم تھے، جو اپنے وقت کے ماہر علوم و فنون بزرگ تھے۔ آپ کے مرشد گرامی قطب اکبر حضرت سرکار سید احتشام علی میاں جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل اور متقین و صالحین کی جماعت میں بڑی اہمیت رکھتے تھے حضور رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، غالبا1962 میں زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے، آپ بہت عبادت گزار، فرائض کے ساتھ سنت ونوافل اوراد و وظائف کے پابند تھے، آپ سے اکثر خرق عادات کا ظہور ہوتا رہتا تھا، آج کے اس پرفتن دور میں کشف و کرامات اور تصرفات اولیاء کے منکرین کثرت سے پائے جارہے ہیں حالانکہ عہد سابقہ میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں رہی ہے۔

اکابر اہل سنت و جماعت نے انہیں مسکت جوابات بھی دیئے ہیں تفصیل کے لیے ان کی کتب ورسائل دیکھے جا سکتے ہیں۔

اولیاءِ کرام کی شان اور مقام

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اولیاءِ کرام وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہیں قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ وہ مقدس نفوس ہیں جو دنیا اور آخرت میں اللہ کے خاص فضل و کرم کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ ان کی زندگیاں ایمان، تقویٰ، معرفتِ الٰہی، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور زہد و تقویٰ سے بھرپور ہوتی ہیں۔ قرآن و حدیث، صحابہ کرام، اہلِ بیت اطہار، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محققین، اور صوفیائے کرام نے اولیاءِ کرام کے فضائل و مناقب کو واضح کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اپنے اولیاء کے بلند مقام کا ذکر فرمایا ہے:

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ. لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ.

(خبردار! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہوگا

اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔)

(سورۃ یونس:62-64)

اولیاءِ کرام کی خصوصیات قرآن کے مطابق

(۱) اللہ کے دوست: اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی دوستی کا درجہ عطا فرمایا۔

(۲) بے خوفی اور غم سے نجات: وہ دنیاوی خوف و غم سے آزاد ہوتے ہیں، کیونکہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔

(۳) ایمان و تقویٰ کے اعلیٰ درجے پر فائز: وہ کامل ایمان والے اور انتہائی متقی ہوتے ہیں۔

(۴) دنیا و آخرت میں خوشخبری: انہیں اللہ کی طرف سے خاص بشارتیں دی جاتی ہیں۔

حدیثِ مبارکہ میں اولیاءِ کرام کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ.

(بے شک اللہ کے کچھ خاص بندے ہوتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ اہلِ قرآن ہیں، جو اللہ کے اہل اور اس کے خاص بندے ہیں۔)

(سنن ابن ماجہ:215)

اولیاءاللہ سے محبت، جنت کی بشارت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَن أَحبَّ أولِياءَ اللهِ أحبَّه اللهُ''

(جس نے اللہ کے ولیوں سے محبت کی، اللہ نے اس سے محبت فرمائی۔) (مسند احمد)

صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار کا اولیاءِ کرام سے تعلق

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک عظیم ولی

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ سے فرمایا:

''يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ، مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ، مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَبَرَأَ مِنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ''

(تمہارے پاس اویس قرنیؓ آئیں گے، جو یمن کے قبیلہ مراد سے ہوں گے، ان کے جسم پر برص کا نشان ہوگا، وہ اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہیں، اگر وہ اللہ کے نام پر کوئی دعا کریں تو اللہ اسے ضرور قبول فرمائے گا، تم ان سے اپنے لیے دعا کروانا۔) (صحیح مسلم:254)

اولیاءِ کرام کی کرامات اور روحانی مقام کے تعلق سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:

''اولیاءِ کرام کا مقام انبیاءِ کرام کے بعد سب سے بلند ہوتا ہے، اور ان کی صحبت سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔''

حضرت داتا علی ہجویریؒ۔ کشف المحجوب کے مصنف آپ فرماتے ہیں:

''ولی وہی ہوتا ہے جو اللہ کی محبت میں فنا ہو جائے اور دنیاوی لذتوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کی رضا میں راضی رہے۔''

اولیاءِ کرام کے فضائل پر چند نکات

(۱) اولیاءِ کرام اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔
(۲) ان کی دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں۔
(۳) یہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔
(۴) ان کا دل دنیاوی محبت سے پاک ہوتا ہے۔
(۵) یہ لوگوں کی بھلائی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔
(۶) یہ انبیاءِ کرام کی تعلیمات پر سختی سے عمل کرتے

اولیاءِ کرام کی شان بہت بلند ہے، یہ وہ ہستیاں ہیں جو اللہ کی محبت، قربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تقویٰ میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں بھی عزت بخشی اور آخرت میں بھی اعلیٰ مقامات عطا فرمائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اولیاءِ کرام سے محبت کریں، ان کے طریقے پر چلیں، اور ان کی سیرت سے رہنمائی حاصل کریں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہو۔

حضرات انبیاء کرام ورُسُل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور اہل بیت وصحابہ اور اولیاء وصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کی کرامات کے برحق ہونے کا ذکر قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں موجود ہے، علماء امت کا اس پر از ابتداء اسلام اتفاق ثابت ہے۔

اللہ تعالی کے وہ محبوب ومقرب بندے جنہوں نے زندگی بھر اسلامی تعلیمات پر عمل کیا، اپنی زندگی کا ہر لمحہ یاد خدا کے لئے وقف کیا، دنیوی لذتوں کو ترک کر کے اپنی ساری توانائیاں دین متین کی تبلیغ واشاعت میں صرف کیں، ایسے مقربان بارگاہ الہی کے لئے آخرت میں بلند مقامات اور اعلی درجات ہیں، نیز دنیا میں اللہ تعالی نے ان کی شان وعظمت آشکار کرنے کے لئے خصائص وامتیازات عطا فرمائے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ.

اور بے شک ہم نے "زبور" میں نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا: یقیناً زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

(سورۃ الانبیاء۔105)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ "زمین" سے مراد جنت کی زمین ہے، اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے دنیا کی زمین مراد ہے اور علامہ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اولیاء وصالحین 'دنیا وآخرت ہر دو کی زمین کے وارث ہوتے ہیں:

يقول تعالى مخبرا عما حتمه وقضاه لعباده الصالحين، من السعادة فى الدنيا والآخرة، ووراثة الارض فى الدنيا والآخرة .

ترجمہ: اللہ تعالی ان چیزوں سے متعلق بیان فرمارہا ہے جس کا اس نے اپنے نیک بندوں کے لئے قطعی اور حتمی فیصلہ کر دیا ہے کہ دنیا وآخرت میں ان کے لئے سعادت ہے اور دنیا وآخرت میں زمین ان کی وراثت ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج5، ص384، سورۃ الانبیاء۔105)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اولیاء کرام وصالحین عظام کو زمین کا وارث بنادیا، مالک کو اپنی ملکیت میں تصرف واختیار کا حق حاصل ہوتا ہے، یہ حضرات زمین میں صاحب تصرف وبااختیار ہوتے ہیں، ان مقربین بارگاہِ خداوندی سے جو خلافِ عادت کام ظاہر ہوتے ہیں اور خلاف عقل امور وقوع پذیر ہوتے ہیں، اُنہیں ''کرامات'' کہا جاتا ہے۔

اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ''اولیاء کرام کی کرامتیں ثابت و برحق ہیں'' یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ فن عقائد میں پڑھائی جانے والی درس نظامی کی مشہور کتاب ''شرح عقائد نسفی'' میں مذکور ہے:

''وكرامات الاولياء حق''.

ترجمہ: اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں۔

(شرح العقائد النسفیۃ، ص144)

اولیاء اللہ سے ظاہر ہونے والی کرامت دراصل معجزۂ نبی کا مظہر اور اسی کا فیضان ہوتی ہے، اور کرامات اولیاء سے اہل زمانہ پر یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ولی جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اُنہی کا دین سچا اور حق ہے، یہ جن کی نبوت کے قائل ہیں اُنہی کا قانون درست و صحیح ہے، صالحین و بزرگانِ دین کی کرامات سے دین اسلام کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

''معجزہ'' اور ''کرامت'' کا امتیازی فرق

خلاف عادت اور خلاف عقل واقعات انبیاء کرام علیہم السلام کے بھی ہوتے ہیں اور اولیاءِ عظام کے بھی، اس طرح کے واقعات انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں ''معجزہ'' ہوتے ہیں اور اولیاء کرام کے حق میں ''کرامت'' قرار پاتے ہیں۔

''معجزہ'' اور ''کرامت'' کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ ''معجزہ'' سے مراد وہ خلاف عادت عمل ہے جو کسی نبی سے نبوت کی صداقت کی دلیل کے طور پر صادر ہوا ہو۔ اور ''کرامت'' اس خلاف عادت عمل کو کہا جاتا ہے جو نبوت کے دعوے کے بغیر کسی مومن صالح سے ظاہر ہوتا ہے۔

اگر کسی غیر مسلم اور بدعمل سے کوئی خلاف عادت واقعہ رونما ہوجائے تو اسے ''استدراج'' کہا جاتا ہے، جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

وكرامته: ظهور امر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى النبوة فما لا يكون مقرونا بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجا. وما يكون مقرونا بدعوى النبوة يكون معجزة.

(شرح العقائد النسفية، ص144)

کرامتیں واقع ہونے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی بنایا، اب کوئی رسول یا کسی قسم کے نبی نہیں آئیں گے، قیامت تک جتنے لوگ آئیں گے، سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر ایمان لانے کے محتاج ہوں گے، ظاہر ہے جو لوگ ابھی دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے ان کے لئے ایسے خلاف عادت واقعات معاون و مددگار رہوں گے، یہ واقعات انہیں اسلام کی طرف مائل کریں گے اور ایمان لانے پر آمادہ کریں گے، اس سبب سے کرامتوں کا واقع ہونا ضروری ہے، لہٰذا اس امت کے اولیاء کرام کی کرامتیں دیگر امتوں کے اولیاء کرام کی کرامتوں سے زیادہ ہیں۔

جیسا کہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

الحكمة في كثرة كرامات اولياء الامة المحمدية -والله اعلم- اظهار سيادته صلى الله عليه واله وسلم على سائر الانبياء بكثرة معجزاته في حياته وبعد مماته ولكونه صلى الله عليه واله وسلم خاتم النبيين، وحبيب رب العالمين، واستمرار دينه المبين الى قيام الساعة فالحاجة الى اسباب التصديق به مستمرة، ومن اقوى هذه

الاسباب كرامات امته التي هي في الحقيقة من جملة معجزاته صلى الله عليه واله وسلم.

امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والسلام کے اولیاء کرام کی کرامتیں زیادہ ہونے کی حکمت- اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے- یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے معجزات کی کثرت کے ذریعہ تمام انبیاء کرام پر آپ کی سیادت وسرداری کا اظہار ہو، کیونکہ آپ خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے محبوب ہیں، اور قیامت تک آپ کا دین مبین چلتا رہے گا، اسی وجہ سے ضروری ہے کہ دین کی حقانیت وصداقت کے دلائل بھی ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہیں، اوران مضبوط ترین دلائل میں آپ کی امت کے اولیاء کی کرامات ہیں جو درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے معجزات کا فیضان ہے۔

(مقدمۃ جامع کرامات الاولیاء، ص36)

کرامات اولیاء کا اظہار کیوں ہوتا ہے؟ اس کے اسباب ووجوہ اور منافع وفوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:

وانها انما تكون لحاجة في الدين او لمنفعة للاسلام والمسلمين فهذه هي الاحوال الرحمانية سببها متابعة الرسول ونتيجتها اظهار الحق وكسر الباطل.

دین میں جب کوئی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو اس کے لئے اور اسلام ومسلمانوں کی منفعت کی خاطر کرامات ظاہر ہوتی ہیں، تو یہی رحمانی احوال ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع وپیروی کے سبب ان کرامات کا ظہور ہوتا ہے، اس کا فائدہ اور نتیجہ حق ظاہر کرنا اور باطل کا زور توڑنا ہوتا ہے۔

(زادالمعاد، فصل فی فقہ ہذہ القصۃ)

علامہ ابن تیمیہ نے کرامات اولیاء کو تسلیم کیا ہے اور صحابہ وتابعین کی متعدد کرامات اپنی کتاب ''اولياء الرحمن واولياء الشيطان'' میں ذکر کی ہیں۔ (اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان، کرامات الصحابۃ والتابعین)

قرآن کریم سے کرامت کا ثبوت

خرقِ عادت امور کا ذکر قرآن شریف کی آیات مبارکہ میں موجود ہے، چنانچہ سورۂ اٰل عمران میں حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت، سورۂ کہف میں اصحاب کہف کی کرامت اور حضرت خضر علیہ السلام کی کرامت، سورۂ مریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت اور سورۂ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا ذکر ہے۔

سوکھے درخت سے تازہ کھجور گرنے لگے

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا موقع آیا تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام ایک درخت کے تنے کے پاس آئیں، جو سوکھا تھا، اُس پر کھجور نہ تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا.

ترجمہ: اور کھجور کے درخت کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، یہ تم پر تازہ اور پکے کھجور گرادے گا۔ (سورۃ مریم۔25)

آیت مذکورہ میں بتایا گیا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے کھجور کے درخت کو ہاتھ لگایا تو وہ اسی وقت تر وتازہ کھجور آپ کی گود میں ڈالنے لگا، ظاہر ہے سوکھا ہوا درخت تر وتازہ

ہوتا ہے تو اُس کے لئے وقت درکار ہے، مختصر لمحات یا چند گھنٹوں میں بے ثمر درخت پھلدار نہیں ہوتا، خشک درخت سرسبز نہیں ہوتا' سوکھے ہوئے درخت پر برگ وبار نظر نہیں آتے، سوکھے درخت کا لمحہ بھر میں تروتازہ اور پھلدار ہو جانا، یقیناً خدا کی اس محبوب بندی کی کرامت ہے۔

غیب سے بے موسم پھل کی آمد: حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بند کمرہ میں بے موسم میوے آیا کرتے تھے جبکہ وہاں لانے والا کوئی نہ ہوتا' جیسا کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر:37 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ .

ترجمہ: جب بھی (سیدنا) زکریا علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے، آپ نے فرمایا: اے مریم! یہ چیزیں تمہارے لئے کہاں سے آتی ہیں؟ انہوں نے کہا: (یہ رزق) اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بےحساب رزق عطا فرماتا ہے۔

(سورۃ آل عمران۔37)

اس آیت کریمہ میں کرامت کی حقانیت کا واضح ثبوت ملتا ہے، حضرت مریم علیہا السلام نبی نہیں تھیں بلکہ ایک ولیہ تھیں، اور جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لے جاتے تو ملاحظہ فرماتے کہ وہاں مختلف قسم کے پھل موجود ہوتے، گرما کے موسم میں سرما کا پھل میسر ہوتا اور سرما کے موسم میں گرما کا پھل موجود ہوتا۔

بغیر موسم کے پھل میسر آجانا اور غیب سے رزق کا آنا حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت ہے۔

اصحابِ کہف کا تین سونو (۳۰۹) سال آرام فرمانا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے نیکوکار حضرات نے فتنہ وفساد سے بچنے اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی اور تین سو نو (309) سال غار ہی میں قیام پذیر رہے' جیسا کہ سورۂ کہف کی آیت نمبر 25 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِئَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا. ترجمہ: اور وہ (اصحاب کہف) اپنے غار میں تین (300) سو سال ٹھہرے رہے اور انہوں نے اس پر نو (9) سال زیادہ کئے۔

(سورۃ الکہف:25)

اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے تین سونو (309) سال تک غار میں رہے، ان کے جسموں میں تغیر وتبدل نہ آیا، اس عرص؟ دراز تک نہ انہوں نے کچھ کھایا نہ پیا، انسانی جسم کا تقاضا کھانا پینا ہے، کوئی شخص بغیر کھائے، پیئے سالوں سال تو درکنار کچھ ہفتے یا مہینے نہیں گزارسکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت سے اصحاب کہف کی یہ کرامت ہے کہ انہوں نے تین سونو (309) سال کا طویل عرصہ غار میں بغیر کچھ کھائے' پیئے گزارا، ان کے جسم سلامت رہے، اور ان کے در پر رہنے والا کُتّا بھی محفوظ رہا۔

نظامِ شمسی میں تغیر' اصحابِ کہف کی کرامت

یہ ایک حقیقت ہے کہ سورج اپنے ایک مقررہ نظام کے تحت گردش کرتا ہے، نکلنے اور ڈوبنے کے نظام میں نہ ایک سیکنڈ کے لئے تاخیر کرتا ہے نہ طلوع یا غروب کے وقت ایک لمحہ پہلے نکلتا ہے اور نہ ایک سینٹی میٹر یا ایک ملی میٹر ہٹ کر طلوع

ہوتا ہے، یہ قدرتی نظام ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو یہ کرامت وبزرگی عطا فرمائی کہ اُن کی راحت وآرام کے لئے نظامِ شمسی میں تبدیلی واقع ہوئی، جیسا کہ سورۂ کہف کی آیت نمبر:17 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:وَتَـرَی الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذَلِکَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ .

ترجمہ: اور آپ سورج کو دیکھیں گے کہ جب وہ نکلتا ہےتو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ کر گزرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف کتراتا ہوا ڈوبتا ہے اور وہ (اصحاب کہف) غار کے ایک کشادہ حصہ میں ہیں، یہ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہے۔ (سورۃ الکہف۔17)

اس آیت کریمہ میں اصحاب کہف کی اس کرامت کا ذکر ہے کہ جتنا عرصہ انہوں نے غار میں گزارا اتنے عرصہ تک سورج نے اپنی روش کو تبدیل کر دیا، جب وہ طلوع ہوتا تو دائیں جانب ہوجاتا اور جب غروب ہوتا تو بائیں جانب ہوکر غروب ہوتا، اس طرح سورج کی شعاعیں ان پر نہ پڑتیں۔

سورج کا اپنے مقررہ نظام سے ہٹ کر اس طرح طلوع وغروب ہونا قدرتِ خداوندی کی دلیل اور اصحاب کہف کی کرامت ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

وكان ذلک فعلاً خارقاً للعادة وكرامة عظيمة خص الله بها أصحاب الكهف.

ترجمہ:سورج کا اس طرح طلوع اور غروب ہونا ایک خلاف عادت واقعہ ہے اور وہ عظیم کرامت ہے جو اللہ تعالی نے اصحاب کہف کو عطا فرمائی۔

(التفسیر الکبیر للرازی،سورۃ الکہف۔17)

لمحہ بھر میں میلوں دور سے وزنی تخت حاضر کرنا،آصف بن برخیاء کی کرامت

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کون ایسا شخص ہے جو بلقیس کے آنے سے پہلے ان کے تخت کو میرے پاس لے آئے؟ تو جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا کہ آپ اپنے مقام سے اٹھنے سے قبل میں اسے آپ کے پاس لاسکتا ہوں، آپ نے فرمایا: مجھے وہ تخت اور جلد چاہئیے! تب حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت چاہی اور پلک جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں وہ تخت لے کر حاضر ہوگئے۔

جیسا کہ سورۂ نمل کی آیت نمبر:40 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ اَنَا آتِيْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي.

ترجمہ:حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں) ایک شخص نے عرض کیا: جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اس (تختِ بلقیس) کو آپ کے پاس لاسکتا ہوں، اس سے قبل کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب (سلیمان علیہ السلام) نے اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا پایا تو فرمایا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔ (سورۃ النمل۔40)

اس آیت کریمہ میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے امتی حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت مذکور ہے۔

تختِ بلقیس سونے کا بنا ہوا تھا، جس پر یاقوت، زمرد

اور موتیاں جڑی ہوئی تھیں، وہ تخت سات محلوں میں سے اندر کے محل میں محفوظ رکھا ہوا تھا، دروازے مقفل تھے، پہرے دار نگرانی کررہے تھے، یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ اس قدر وزنی اور محفوظ تخت کو لمحہ بھر میں ایک ملک سے دوسرے ملک لایا جاسکے، حضرت آصف بن برخیاء رحمۃ اللہ علیہ نے لمحہ بھر میں اس بھاری اور وزنی تخت کو ملک یمن سے ملک شام حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کردیا۔

جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

وكان من ذهب مُفصَّص بالياقوت والزبرجد واللؤلؤ. فجعل في سبعة ابيات، بعضها في بعض، ثم اقفلت عليه الابواب. حتى إذا دنت جمع من عنده من الجن والإنس، ممن تحت يديه، فقال: (يا ايها الملا ايكم ياتيني بعرشها قبل ان ياتوني مسلمين) .قال عفريت من الجن انا آتيك به قبل ان تقوم من مقامك وإني عليه لقوي امين. فلما قال سليمان: اريد اعجل من ذلك، (قال الذي عنده علم من الكتاب) قال ابن عباس: وهو آصف كاتب سليمان .وكذا روى محمد بن إسحاق، عن يزيد بن رومان: انه آصف بن برخياء. وساله ان ياتيه بعرش بلقيس. وكان في اليمن، وسليمان عليه السلام ببيت المقدس.

(تفسير ابن كثير ،سورة النمل.40)

مذکورہ آیاتِ مبارکہ سے کرامتوں کا صحیح اور برحق ہونا عیاں ہوتا ہے۔

حدیث شریف سے کرامت کا ثبوت

احادیث شریفہ میں گزشتہ امتوں کے اولیاء کرام کی کرامتیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کرامتیں تفصیل کے ساتھ وارد ہیں، جنہیں بیان کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے، یہاں بطور استدلال ایک حدیث پاک ذکر کی جارہی ہے جس سے کرامت کی حقانیت واضح ہوتی ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَیَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ اَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهُ، فَإِذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِی یُبْصِرُ بِهِ وَیَدَهُ الَّتِی یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِی یَمْشِی بِهَا. وَإِنْ سَاَلَنِی لا?عْطِیَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لاُعِیذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِی عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، یَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَائَتَهُ.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں، اور میرا بندہ میری بارگاہ میں کسی چیز کے ذریعہ تقرب حاصل نہیں کیا جو اس فرض سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس کے ذمہ کیا ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کے پیر ہوجاتا ہوں جس

سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور بضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو ضرور بضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں اور میں کسی چیز کو کرنا چاہوں تو اس سے توقف نہیں کرتا، جس طرح مومن کی جان لینے سے توقف کرتا ہوں جبکہ وہ موت کو ناپسند کرے، اور میں اس کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث نمبر:6502)

اس حدیث قدسی سے اولیاء کرام و صالحین امت کی عظمت وجلالت کا اظہار ہوتا ہے اوران کی کرامات کا ثبوت ملتا ہے کہ جب ان کی سماعت و بصارت، کلام وحرکت میں قدرت الٰہی کارفرما ہے تو وہ اپنے کان سے قریب کی بھی سنتے ہیں اور دور کی بھی، اپنی آنکھ سے قریب کو بھی دیکھ لیتے ہیں اور دور کو بھی، اپنے ہاتھ میں غیر معمولی قوت رکھتے ہیں، اپنے پیر میں زبردست طاقت رکھتے ہیں، اسی وجہ سے اولیاء کرام اپنی قوت سماعت سے وہ آواز سنتے ہیں جو دوسرے نہیں سن سکتے، اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھتے ہیں جسے عام نگاہ نہیں دیکھ سکتی، اپنے ہاتھوں میں گرفت ودستگیری کی وہ قوت رکھتے ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہوتی، وہ اپنا زور قدم اس طور پر رکھتے ہیں کہ آن واحد میں کئی منازل طے کر لیتے ہیں۔

احادیث شریفہ میں سابقہ امتوں کے اولیاء عظام اور صحابہ کرام کی کرامتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئیں، علماء اعلام نے کرامات کے اثبات وبیان میں ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں، اس سلسلہ میں امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ) کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء''، امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) کی کتاب ''الرسالۃ القشیریۃ''، علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 768ھ) کی کتاب ''روض الریاحین فی حکایات الصالحین'' اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1350ھ) کی کتاب ''جامع کرامات الاولیاء'' بالخصوص قابل دید ہیں۔

صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی کرامتیں کتب حدیث وسیر میں موجود ہیں، یہاں چند کرامات ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ ان کرامتوں کو پڑھنے اور سننے سے ان حضرات کا تقدس دلوں میں جاگزیں ہو۔

حضور سرکار رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت سے شرفیاب حضرات میں سے ابھی الحمدللہ بہت سے موجود ہیں مثلا دنیائے شعر وادب کے ممتاز شاعر، عالی جناب محمد حنیف صاحب پرنم مداری جبل پوری، اور ان کے ہم عصر حضرات حضور رفیق ملت کی چشم دید اور مصدقہ خرق عادت بیان کرتے ہیں جناب پرنم جبلپوری اپنے احوال میں لکھتے ہیں کہ میں 12 سال کی عمر میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا اور تقریبا 25 سالوں تک جو کچھ سمجھا اور دیکھا نہایت ادب و احترام سے پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جہاں خالق کائنات نے بہت اچھی صورت عطا کی تھی اتنی ہی اچھی سیرت سے بھی نوازا تھا ایک بار کی ملاقات ہی میں ہر کس وناکس آپ کا ہو جاتا تھا آپ سنت نبوی کا مظہر تھے میں نے کبھی آپ سے کسی موقع پر کوئی نماز قضا ہوتے نہ دیکھی پانچ فرض نمازوں کے علاوہ بلاناغہ دو نمازیں صبح کے ٹائم والی (اشراق اور چاشت) آپ پڑھا کرتے تھے آپ تہجد گزار، کثرت سے قیام اللیل فرمانے والے تھے، پرنم بیان کرتے ہیں کبھی روزہ چھوڑتے نہ دیکھا کوئی موسم ہو، اور یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ افطار میں ایک یا دو کھجور یا کوئی دوسری چیز سے بقدر افطار کر

لیتے تھے،

مشائخ سلسلہ عالیہ مداریہ کا ایک معمول رہا ہے جہاں پہلے رک گئے چاہے وہ غریب ہو یا امیر اسی جگہ پر قیام ہوتا ہے لکھتے ہیں کہ جناب شیخ رمضان مداری چکی والوں کے یہاں قیام تھا ان کے یہاں گیہوں پیسنے والی چکی تھی اس کی موٹر جل گئی حضرت کو معلوم ہوا تو افسوس ہوا چکی سدھرنے کے لیے بھیجی گئی کچھ دن کے بعد پھر چالو ہوئی چار پانچ دن چلی پھر خراب ہو گئی اور پسائی کا کام رک گیا، ایسے ہی کئی مرتبہ ہوا حضرت کو بتایا گیا کہ سرکار موٹر پھر جل گئی آپ تشریف لائے اور فرمایا چکی چالو کرواب وہ وہ موٹر جو جل گئی تھی چلنے لگی۔

بیشک اللہ رب العزت اپنے محبوب بندوں کی دعاؤں کو رد نہیں فرماتا ہے اور محبوبان بارگاہ الٰہی کی بڑی شان ہوتی ہے انہیں اپنے رب کی عطا پر کامل بھروسہ ہوتا ہے رب کائنات ان کے بھروسے کی لاج رکھتا ہے اور وہ جو کہتے ہیں ہو جاتا ہے احادیث میں اس کے نظائر موجود ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان الربیع عمته کسرت ثنیة جاریة، فطلبوا الیها العفو،فعرضوا الارش غابة فاتو رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وابوا الا القصاص وامر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم بالقصاص وقال انس ابن النضر یا رسول اللّٰه اتکسر ثنیة الربیع؟لا والذی بعثک بالحق لا تکسر ثنیتها فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم یا انس، کتاب اللّٰه القصاص فرضی القوم فعفو، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم ان من عباد اللّٰه لو اقسم علی اللّٰه الا ابره. (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ان کی پھوپی ربیع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیے پھر اس لڑکی سے لوگوں نے معافی کی درخواست کی لیکن انہوں نے معافی سے انکار کر دیا انہوں نے دیت کی پیشکش کی انہوں نے اسے بھی ٹھکرا دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کے سوا کسی دوسری چیز پر راضی نہیں تھے چنانچہ اپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دے دیا تو اس پر انس ابن نضر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ربیع رضی اللہ عنہا کے دانت توڑ دیے جائیں گے؟نہیں۔

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہی ہے پھر لڑکی والے راضی ہو گئے اور ان کو معاف کر دیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر ہی دیتا ہے۔ (بخاری،مسلم)

قصبہ بٹیہ گڑھ، مدھیہ پردیش، کے ایک شخص ان کا نام میرے ذہن سے نکل گیا تقریبا ہر سال وہ، شہنشاہ اولیاء کبار ،قطب المدار سرکار سیدنا مدارالعالمین رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع پر حاضر ہو کر اپنے پیر قطب زمن عارف باللہ سرکار قاضی سید محمد لئیق عرف چھدن میاں جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہاں ٹھہرتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ ان کے لڑکیوں کے سوا کوئی لڑکا نہ تھا حضور سرکار رفیق ملت علیہ الرحمہ سے میں نے اپنا مدعا عرض کیا تو آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اللہ تعالی نے بیٹا عطا فرمایا یقیناً اللہ رب العزت اپنے چاہنے والوں کو محروم و نامراد نہیں رکھتا۔ اللہ کی رحمت

سے ناامید بھی نہیں ہونا چاہیے بزرگوں کی دعاؤں سے بڑے بڑے کام بن جاتے ہیں لوگ تہی دامن آتے ہیں اور اپنے من کی مرادیں پاتے ہیں ان کی نسبتیں در حضور سیدنا مدارالعالمین رضی اللہ عنہ سے قوی ہوں جو وارث فیضان زندہ ولی ہوں وہ قطب المدار جن کی ولایت کا ڈنکاہفت اقلیم میں بج رہا ہو جسے پروردگار نے درجہ قطبیت کبری بخش کر حامل صمدیت کر کے مقام عبدیت تک پہنچایا ہو اس کے وارث و جانشین کی عظمتوں کو کون بیان کر پائیگا۔

کیا تیرے مرتبے کو بیاں کر سکے کوئی
اقلیم معرفت کا تو ہی تاجدار ہے

(استادمحترم حضرت علامہ محمد سعید اختر مداری علیہ الرحمۃ)

شیخ طریقت حضرت علامہ قاضی سید توثیق جعفری مداری نے اپنے والد گرامی شیخ طریقت حضرت علامہ حافظ و قاری قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان سے سنا کہ ایک شخص جو سرکار رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا مرید تھا وہ ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہو گیا جن ڈاکٹروں اور اطباء کو دکھایا سب نے جواب دے دیا بالاخر وہ مکن پور شریف اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور صورت حال بیان کی حضور رفیق ملت علیہ الرحمۃ والرضوان فرمایا کہ درگاہ معلی حضور سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ پر حاضری دو اور راستے میں جہاں کہیں صاف ستھری مٹی ملے اسے لے لو اور اپنے بدن پر لگا لو مرید نے مذکور نے ایسا ہی کیا اللہ رب العزت نے اسے شفائے کاملہ عطا فرمائی الحمدللہ یہ ہے خاک در قطب المدار کا اثر اور جانشین مدار کی عطاء۔

آپ کے ذریعے بہت سے گمراہوں کو اللہ تعالی نے ہدایت عطا فرمائی آپ نے بہت سے لوگوں کو سلسلے میں عالیہ مداریہ کی خلافت سے بھی سرفراز فرمایا ان کے اسماء کا ذکر زیر نظر رسالہ،، رہبر نور،،، کے دیگر مضامین میں موجود ہے،، آپکے جانشینان میں عارف باللہ شیخ کامل حضرت قاضی سید محمد لئیق عرف چھدن میاں جعفری مداری نور اللہ مرقدہ واستاد گرامی شیخ طریقت رہبر راہ ہدایت قاری قران حافظ قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمت اللہ تعالی علیہ باعظمت بڑی قدر منزلت کے حامل ہوئے۔

حضرت مولانا قاضی سید محمد تشریق سلمہ البدیع نے عالیجناب محمد حنیف صاحب برنم جبل پوری کے حوالے سے اپنے والد گرامی حضور قاضی سید محمد لئیق چھدن میاں رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا کہ آقائی مولائی الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری علیہ الرحمۃ والرضوان بمقام کٹنگی مدار چوک تحصیل پاٹن ضلع جبل پور ایم پی، میں جناب شیخ رمضان مداری کے دولت خانے پر جلوہ افروز تھے اور آپ کے ساتھ حقیقی بھتیجے اور متبنی حضور سیدی قاضی سید محمد لئیق جعفری مداری رحمت اللہ علیہ تھے یہ وہ دور تھا جب گاڑیاں عام طور پر نہیں ہوتی تھی پیر صاحب کے اکثر مریدین شہروں اور قصبات کے علاوہ دیہاتوں میں بھی چاروں طرف تھے کٹنگی سے قریب ایک گاؤں انگھورا لوہاری سے شیخ مجید مداری پیر صاحب کو لینے گھوڑا گاڑی لے کر آئے اور پیر صاحب سے چلنے کے لیے عرض کی پیر صاحب نے چلنے کی منظوری دے دی،تو پیر صاحب نے اپنے بیٹے قاضی سید محمد لئیق چھدن میاں سے فرمایا کہ بھیا چلنا ہے تیاری کرلو یہ سن کر آپ گھر کے اندر چلے گئے کافی وقت ہو گیا تو مجھ سے (محمد حنیف صاحب برنم صاحب) سے فرمایا کہ حنیف دیکھو بھیا تیار ہو گئے جب میں اندر گیا تو میں نے دیکھا کہ قاضی سید محمد لئیق چھدن میاں

جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ، نہانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں مجھ سے کہنے لگے ابھی تو پانی برسے گا مزہ آئے گا، یہ کہہ کر مسکراتے رہے میں نے عرض کیا حضور دھوپ تپ رہی ہے گرمی کا مہینہ ہے بادل کا کہیں نام ونشان نہیں ہے ''بارش کیسے ہوگی''۔

فرمایا ''دیکھ لینا'' میں باہر آیا، اور پیر صاحب کے سامنے خاموش بیٹھ گیا،، پیر صاحب نے دریافت فرمایا کہ ''بھیا تیار ہو گئے،، میں نے عرض کیا بھیا کہہ رہے ہیں ابھی پانی برسیگا، چند منٹ ہی گذرے کہ کالا بادل چاروں طرف سے چھا گیا، اور ایسی بارش ہوئی کہ چاروں طرف پانی ہی پانی اتنا پانی برسا کہ جل تھل ایک ہو گئے پیر صاحب نے مجید صاحب سے کہا بیٹا مجید اب زمین گیلی ہو چکی ہے اب کچے راستے پر گاڑی اچھی طرح چل نہیں پائے گی (پتھریلا اور تنگ راستہ ہونے کی وجہ سے) لہذا کل دیکھتے ہیں۔ جب یہ بات لوگوں کے گوش گذار ہوئی تو ہجوم لگ گیا ''من فہم فہم''۔

استاد محترم زین الاصفیاء شیخ طریقت حضرت علامہ، حافظ، قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری، نوراللہ مرقدہ۔

حضرت علامہ الحاج قاضی سید محمد رفیق علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید وخلیفہ برادرزادہ حقیقی، اور جانشین بھی ہیں،، آپ صاحب علم وحکمت، بڑے شفیق وخلیق، بہترین اعلیٰ اخلاق، خلوص والے، اور مرتاض زمانہ، عارف کامل، اور موجود کثیر سادات کرام مکن پور شریف کے مُربّی اور استاذ تھے، حافظ قرآن،، کاتب کلام ربانی،، تعلیم قرآن حکیم عام کرنے والے،، قرآن سکھانے والے ''**خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ**'' کے مصداق، بڑے حسین و خوبصورت،، صاحب کرامت، معظم ومکرم، اوصاف ستودہ، شریعت وطریقت،، اور مسلک اہل سنت وجماعت کے داعی،، پرچم دین متین کو بلند کرنے والے، اپنے، بیگانے، سب سے محبت سے پیش آکر کام آنے والے بزرگ تھے۔ آپ کی دعاؤں سے بہت سے لوگوں نے غم اندوہ سے نجات پائی، بیماروں کو شفا ملی، گمراہوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

فاضل گرامی نبیرہ حضور رفیق ملت حضرت علامہ قاضی سید محمد توثیق منصف جعفری مداری سلمہ العزیز، کو جو فرض منصبی عطاء ہوا اسے بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ (ماشاءاللہ)

منقبت شریف

حضرت پیر قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری علیہ رحمہ

اتنی بلندیوں پہ ہے مسکن عتیق کا
جنت کا ایک ٹکڑا ہے آنگن عتیق کا
سمجھو کہ اس پہ کھل گیا روحانیت کا راز
جسنے بھی سر پہ رکھاہے دامن عتیق کا
شاداب ہوگی کشت تمنا تری وثیق
برسیگا جھوم جھوم کے ساون عتیق کا
حیرت میں سب ہیں دیکھ کے توثیق کا جمال
منصف کی شکل ہے کہ ہے درپن عتیق کا
کرنیں تجلیات کی پھوٹیں نہ کیوں بھلا
قطب جہاں کے پاس ہے مدفن عتیق کا
تا حشر لہلہاتا رہے بہر مصطفیٰ
یا رب جہاں جہاں بھی ہے گلشن عتیق کا
دل میں لیے تمنا ہوں کب سے میں اے وفا
ہو جائے کاش خواب میں درشن عتیق کا

سید موجود عالم جعفری محبوبی مداری
(وفا مصباحی مکنپوری)

شہر روحانیت مکن پور شریف کی

ایک باکمال علمی وعرفانی شخصیت

از قلم: حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب علوی منظری المداری
خادم حدیث وافتاء، جامعہ عزیزیہ اہل سنت ضیاء الاسلام ومہتمم دار العلوم اسلامیہ علویہ گلشن فاطمہ جھہراؤں شریف

ازل میں سامنے لائے گئے جو راہنما
تو میں نے دامنِ قطب المدار تھام لیا

مدینۃ الاولیاء دار النور مکن پور شریف ضلع کانپور یوپی انڈیا اپنی گوناگوں صلاحیتوں کے سبب ہر دور ہر قرن اور ہر صدی میں ہر طبقہ انسانیت کے لئے توجہات کا مرکز رہا ہے۔اس خاک آرزو میں اغواث وقت اقطاب زمانہ مجاہدین جنگ آزادی قال اللہ و قال الرسول کے لاہوتی نغمات بکھیرنے والے علمائے ربانیین کے قافلے اور جام عشق رسالت سے کرۂ ارض کو شاداب کرنے والے ساربان حجاز کے حدی خوانوں کے زمزمے آسودہ اور پوشیدہ ہیں انہیں مستانہائے میکدۂ توحید ورسالت کے ایک مست الست کا ذکر خیر کرنے جارہا ہوں جس کی پوری زندگی خوف الٰہی اور عشق رسالت پناہی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عام وتام کرنے میں بسر ہوئی۔ یہ ذکر جمیل ہے میرے عزیز اور انتہائی کرم فرماں شیخ کامل مرشد برحق شاعر دربار قطب وحدت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا قاضی سید توثیق حسن میاں المعروف بہ منصف جعفری مداری دامت برکاتہم قاضی القضات دار النور مکن پور شریف کے اس عظیم جد کریم کا جس نے باطل کے پنجے میں اپنا آہنی پنجہ ڈال کر علمِ حق کو بلند رکھا جس نے پوری مبارک زندگی اپنی خداداد فولادی قوتوں سے باطل کو سرنگوں رکھ کر اپنے حسنی حسینی ہونے کا سچا اور انمٹ ثبوت پیش کیا۔

حضور منصف میاں قبلہ دامت برکاتہم کے حکم عالی پر لبیک کہتے ہوئے حضور رفیق ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے چند نقوش سپرد قرطاس وقلم ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جامعِ شریعت وطریقت عارفِ باللہ ولیِ کامل قاضی القضات حضور پیر طریقت صوفی قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری مکن پوری علیہ الرحمہ کی پُر وقار شخصیت میں بہت سارے علمی، روحانی اور اخلاقی محاسن وکمالات پائے جاتے تھے۔آپ علم وعمل روحانیت وعرفان، عبادت وریاضت، زہد وورع، اخلاص وتقویٰ، اخلاق وکردار، سادگی وعاجزی، خندہ روئی وکشادہ قلبی جیسے اوصافِ جمیلہ سے متصف تھے۔آپ کی ذاتِ گرامی جامعِ کمالات اور مجموعۂ محاسن تھی۔ ایک انسان وہبی وکسبی طور پر صاحبِ فضل وکمال ہوسکتا ہے، لیکن " جامعِ کمالات شخصیت " کا حامل بننا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

جو شخص صحیح معنوں میں ''عالمِ ربّانی و مرشدِ لاثانی'' ہوا کرتا ہے وہی ''جامعِ کمالات شخصیت'' کہلانے کا مستحق ہوتا ہے قاضی سید محمد رفیق مداری علیہ الرحمہ واقعی عالمِ ربانی مرشدِ لاثانی اور جامعِ کمالات شخصیت تھے۔ شہرِ روحانیت مکن پور شریف (جو کہ حضور سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور و متعارف ہے) کے مایۂ ناز علما و مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ علم و عرفان اور تقویٰ و طہارت میں آپ بے نظیر اور منفرد المثال تھے۔ آپ کی روحانی و عرفانی شخصیت کے ہزاروں افراد شاہد و قائل ہیں۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو ''شخصِ واحد'' کے بجائے ''عظیم شخصیت'' کے مالک تھے۔ جب ہم قرآن و حدیث میں ''عظیم شخصیت'' کی حقیقت یا اس کا عکس تلاش کرتے ہیں تو اس سلسلہ میں بے شمار آیاتِ قرآنیہ و ارشاداتِ نبویہ ہماری رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں۔ قرآن کریم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً. اسلام میں پورے طور پر وہی شخص داخل ہو سکتا ہے جو ایمانِ کامل کے زیور سے مزین ہو اور جس کی ظاہری و باطنی دنیا شریعت کی تجلیوں سے منور ہو۔ حضور والا موصوف مذکورہ آیتِ کریمہ کے مصداق اتم تھے۔ آپ کی زندگی ایمانِ کامل اور اخلاص و تقویٰ کے سانچے میں ڈھلی تھی اور مکمل طریقہ سے آپ دائرۂ اسلام اور زمرۂ ایمان میں داخل تھے۔ ''زندگی برائے بندگی'' کے اصول پر آپ کاربند تھے۔ آپ کی زندگی میں بندگی کے نقوش نمایاں تھے۔ آپ کی تقدس مآب شخصیت کے ہزاروں افراد گواہ ہیں۔ آپ کا اخلاق بے مثال اور کردار لاجواب تھا۔ حسنِ اخلاق کے تقریباً تمام گوشے آپ کے اندر موجود تھے۔ معلمِ کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم ارشاد فرماتے ہیں: **بعثت لاتمم مکارم الاخلاق** میں حسنِ اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ اسی طرح حدیثِ پاک ہے: **تخلقوا باخلاق اللّٰہ** خود کو اخلاق و اوصافِ الٰہیہ سے مزین کرو۔ آپ کی زندگی ان دونوں احادیث کی عملی تفسیر تھی۔

آپ کے ربانی و مصطفوی اخلاق کے درجنوں شواہد موجود ہیں۔ اسی طرح آپ حدیثِ پاک: **الدین النصیحۃ** (دین خیر خواہی کا نام ہے) کی تفسیر تھے۔ آپ کے اندر قوم و ملت کے تئیں ''خیر خواہی'' کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

ایمان و تقویٰ کے پیکرِ جمیل

عارفِ باللہ حضور قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل اور اخلاص کے مثلث ایمانِ کامل اور تقویٰ و طہارت کے پیکرِ جمیل تھے اور یہ وہ اوصاف و کمالات ہیں کہ جس ذات میں یہ مجتمع ہوں۔ اس کی ولایت و روحانیت میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ آپ بلا مبالغہ عارفِ باللہ ولیِ کامل اور متقیِ اعظم تھے، جس کے کثیر شواہد آپ کی نجی زندگی میں موجود ہیں۔ آپ کی ولایت کی دلیل یہ ہے کہ آپ مومنِ کامل اور متقیِ کامل تھے اور قرآنی صراحت کے مطابق جو شخص ایمان و تقویٰ کا جامع ہو، وہ ولی ہے، لہٰذا آپ کی ولایت میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ جو ولی ہوتا ہے۔ اس سے کرامات کا صدور ہو ہی جاتا ہے۔ آپ کی بہت ساری کرامتیں لوگوں میں مشہور ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں اولیاء اللہ کی تعریف و توصیف بیان ہوئی ہے۔ وہیں ''ولی'' کی علامت اور پہچان بھی بتا دی گئی ہے اور وہ یہ کہ ولی وہ ہے جو صاحبِ ایمانِ کامل اور صاحبِ تقویٰ ہو۔ جیسا کہ آیت ''الذین آمنوا و کانوا یتقون'' اس پر دال ہے۔ اللہ جل مجدہ اپنی مقدس کتاب

قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ.

سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (اور ولی یا اولیا وہ ہیں) جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کئے

تفسیرِ صراط الجنان میں ہے کہ لفظِ "ولی " وِلَاء سے بنا ہے جس کا معنی قرب اور نصرت ہے۔ وَلِيُّ اللّٰه وہ ہے جو فرائض کی ادائیگی سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا قرب حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے نورِ جلال کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے قدرتِ الٰہی کے دلائل کو دیکھے اور جب سنے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے، اطاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی کام میں کوشش کرے جو قربِ الٰہی کا ذریعہ ہو۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اَولیاء کی ہے۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

علمائے کرام نے " ولی اللہ " کی کثیر علامات بیان فرمائی ہیں۔ متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو صحیح اور دلیل پر مبنی اعتقاد رکھتا ہو اور شریعت کے مطابق نیک اعمال بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ مشغول رہنے کا نام ہے، جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شئی کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس سے اگلی آیت میں مذکور ہے یعنی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ. یعنی ولی وہ ہے جو ایمان اور تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لیے محبت کریں۔ اَولیائے کرام کی یہ صفت بہ کثرت اَحادیث میں ذکر ہوئی ہے۔ بعض بزرگانِ دین نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت یعنی احکامِ الٰہی پر عمل کرتے ہوئے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا ولی وہ ہیں جن کی ہدایت کا دلیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفیل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔

فخر الاماثل صدرُ الافاضل حضرت علامہ حکیم سید نعیم الدین اشرفی مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ولی کے متعلق یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں ؛ لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے، یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں۔

ولایت کے درجات اور مَراتب میں ہر ایک اپنے درجہ کے بقدر فضل و شرف رکھتا ہے۔

قاضی القضات حضور قاضی صوفی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمہ کی ولایت و روحانیت اور آپ کی عرفانی و روحانی شخصیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ تا دمِ حیات فرائض و واجبات اور نوافل و مستحبات پر سختی کے ساتھ کاربند رہے اور ذرہ برابر بھی آپ کا قدم جادۂ شریعت

سے باہر نہ ہوا۔ خود بھی نیک اعمال و افعال انجام دیتے اور اپنے مریدین و معتقدین اور عام بندگانِ خدا کو بھی نیکیوں کی تعلیم و تلقین فرماتے۔

آپ کی روحانی زندگی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ آپ مستجاب الدعوات تھے اور آپ کی زبان میں بڑی تاثیر تھی، جو کچھ اپنی زبانِ فیض ترجمان سے فرمادیتے تھے، وہ باذنِ الٰہی ہو جایا کرتا تھا۔ آپ کی پیشین گوئیاں اللہ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتیں، جیسا کہ قصبہ اندرانہ کے مشہور واقعہ سے ظاہر ہے، جہاں چلّہ شریف کی بے حرمتی کرنے والے کے خلاف آپ نے جو کچھ فرمایا، وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا۔ اس سے آپ کے روحانی مقام کی بلندی کا اندازہ ہوتا ہے، جس نے مخالفین کو عبرت اور اہل ایمان کو یقینِ کامل عطا کیا۔

حضور قاضی القضاۃ کا علمی مقام و مرتبہ

علمائے کرام و مشائخ امت، وارثینِ انبیا ہوا کرتے ہیں، جو اپنے علم و عمل اور نبوی کردار سے دعوت و تبلیغ کا گراں قدر فریضہ انجام دیا کرتے ہیں حدیث پاک العلماء ورثۃ الانبیاء کا یہی مطلب ہے دعوت و تبلیغ، ہدایت و ارشاد، پند و نصائح اور تعلیمِ کتاب و حکمت کے معاملہ میں اولیائے امت اور علمائے اسلام کو انبیائے کرام کی نیابت و وراثت بخشی گئی ہے۔ دعوت و تبلیغ کے لئے حصولِ علم ضروری ہے۔ علم کے بغیر دعوت و تبلیغ کے فرائض کی انجام دہی ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے طلبِ علم اور حصولِ تعلیم کو فرض قرار دیا ہے اور صوفیائے کرام بھی علم کے حصول کو فرض گردانتے ہیں اور میدانِ سلوک و تصوف میں قدم رکھنے سے پہلے علومِ ظاہری کی تحصیل واجب گردانتے ہیں۔ جتنے بھی اکابر اور مشاہیر اولیائے کاملین و بزرگانِ دین گذرے ہیں، وہ علومِ باطنی کے ساتھ علومِ ظاہری کے بھی محرم اسرار گذرے ہیں۔ قرآن و حدیث میں علمِ دین کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ **طلب العلم فریضة علىٰ كل مسلم و مسلمة** یعنی علمِ دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ قرآن اعلان کرتا ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا.

اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے جنہیں علم دیا گیا اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علمائے دین بڑے درجے والے ہیں اور دنیا و آخرت میں علم والوں کا مقام و منصب بلند ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کے درجات کی بلندی کا وعدہ کیا ہے تو انہیں اس کے فضل و کرم سے دنیا و آخرت میں عزت ضرور ملے گی۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: ائے لوگو! اس آیت کو سمجھو اور علم حاصل کرنے کی طرف راغب ہو جاؤ؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ مومن عالم کو اس مومن سے بلند درجات عطا فرمائے گا جو عالم نہیں ہے۔

(تفسیرِ خازن، سورۃ المجادلہ، 4/ 241? بیروت)

معلمِ کائنات، فخرِ موجودات حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور دعوت و تبلیغ کا یہ مقدس کام امت کے علمائے کرام و مشائخِ عظام کے ذمہ سپرد ہوا۔ علمِ دین کا سیکھنا اسی لئے فرض

ہے کہ اس کی روشنی میں اللہ و رسول کے احکام و تعلیمات پر عمل کیا جائے اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا جائے جو کارِ نبوت کا نمایاں ترین حصہ ہے۔ علمائے امت، انبیائے کرام علیہم السلام کے علمی و فکری جانشین ہیں اور منجانب اللہ دعوت و تبلیغ پر مامور ہیں۔

سننِ ابی داؤد کی مندرجہ ذیل یہ حدیث جہاں علمِ دین کی فضیلت اور علمائے دین کے مقام و مرتبہ پر دلالت کرتی ہے؟ وہیں اس امر پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ دعوت و تبلیغ کے معاملے میں علمائے اسلام، انبیائے کرام علیہم السلام کے نائب و خلیفہ اور ان کے علمی و فکری وارث ہیں چنانچہ آقا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

مَن سلَکَ طریقًا یلتَمِسُ فیهِ علمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طریقًا إلی الجنَّةِ، و إنَّ الملائِکَةَ لتَضعُ أجنحتَها لطالِبِ العلمِ رضًا بما یصنعُ و إنَّ العالم لیستغفرُ لَهُ مَن فی السَّمواتِ ومن فی الأرضِ، حتَّی الحیتانَ فی الماءِ و فضلُ العالمِ علی العابدِ کفَضلِ القمرِ علی سائرِ الکواکبِ، و إنَّ العُلَماءَ ورثةُ الأنبیاءِ إنَّ الأنبیاءَ لم یورِّثوا دینارًا و لا درهمًا إنَّما ورَّثوا العلمَ فمَن أخذَهُ أخذَ بحظٍّ وافرٍ.

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ سلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص طلبِ علم کے لئے راستہ طے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے جنت کی راہ چلاتا ہے اور فرشتے طالبِ علم کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں دعائیں کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور علماء، انبیائے کرام کے وارث ہیں اور نبیوں نے اپنا وارث درہم و دینار کا نہیں بنایا؛ بلکہ علم کا وارث بنایا تو جس نے علم حاصل کیا، اس نے ایک وافر حصہ لیا۔

سنن ابی داؤد، کتاب العلم، رقم الحدیث:3641? مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت

حضور قاضی القضات مکن پور شریف قاضی صوفی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ علمِ ظاہر و علم باطن کے جامع تھے۔ آپ جتنے بڑے صوفی عارف باللہ اور مرشدِ کامل تھے؟ اتنے ہی بڑے عالمِ دین، ماہرِ شریعت اور علومِ ظاہری کے رمز آشنا فاضل بھی تھے۔ علمِ دین کے میدان میں آپ بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ جب تک بقیدِ حیات رہے علم کی روشنی پھیلاتے رہے اور مسندِ درس و تدریس پر بیٹھ کر تشنگانِ علومِ نبویہ کی علمی و روحانی پیاس بجھاتے رہے۔

تعلیم و تعلّم اور درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی آپ کو شغف رہا۔ آپ کی نوکِ قلم سے وجود میں آنے والی بلند پایہ علمی و تحقیقی کتاب منتخب العجائب فی اظہار اسرار الغرائب ہے، جو آپ کے مقامِ علم و فضل کو اجاگر کرنے کے ساتھ آپ کے مقام تصوف و طریقت کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ یہ فارسی مخطوطہ کا اردو ترجمہ ہے، جو محض عجائبِ دنیا پر نہیں بلکہ حضور سرکار سرکاراں قطب الاقطاب فرد الافراد شمس الافلاک حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد علی حلبی شامی مکن پوری المعروف بہ قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانحِ حیات و خدمات و اسفار اور آپ کے عجائب و غرائبِ احوال پر مشتمل ایک گراں قدر علمی دستاویز ہے۔ اس کتاب کی ترتیب و تالیف اور ترجمہ میں آپ نے بڑی محنت و جانفشانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اہلِ علم و تحقیق کے بقول: یہ کتاب حضور زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی مقامات، سلوک و معرفت،

دعوت وتبلیغ کے انداز اور سلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ کے اسرار و رموز کو نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہے۔ حضور قاضی القضات علیہ الرحمہ نے نہ صرف اس نایاب مخطوطہ کا اردو ترجمہ کیا؛ بلکہ اپنی علمی گہرائی کا ثبوت دیتے ہوئے ان دقیق نکات اور مشکل مقامات کو آسان فہم انداز میں پیش کیا، جو عام قاری کے لئے نا قابلِ فہم تھے۔ آپ کا یہ ترجمہ نہ صرف ایک علمی کارنامہ ہے بلکہ علمِ تاریخ، فہمِ تصوف اور عشقِ مرشد کا روشن مظہر بھی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ کے سچے خادم، شارح اور روحانی رازوں کے محرم و امین تھے۔ اس کتاب کی بدولت سرکار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ طیبہ، آپ کی کرامات اور آپ کے فیضان آنے والی نسلوں تک منتقل ہوئے اور آج بھی اہلِ علم وعرفان اس کتابِ مستطاب سے اکتسابِ فیض کر سکتے ہیں۔

آپ کی با کمال شخصیت کا ایک روشن پہلو مذکورہ کتاب کی ترتیب وتہذیب اور ترجمہ وتالیف بھی ہے۔

آپ حسن صورت اور حسن سیرت کا چمکتا آئینہ تھے

حضور قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمہ کو اللہ رب العزت نے حسنِ صورت کے ساتھ حسنِ سیرت کے حسن سے خوب تر آراستہ فرمایا تھا۔ آپ جسمانی لحاظ سے جہاں یوسفِ زمانہ تھے، وہیں اخلاق و کردار کے اعتبار سے اخلاقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیکرِ تمام تھے۔ آپ کی ذاتِ گرامی حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا چمکتا آئینہ تھی۔ حدیث شریف میں آیا ہے: اذا رؤ ذکر اللہ یعنی ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ ولی کی پیشانی پر روحانیت وولایت کا نور اور تقدس کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، ان کے چہرے کی نورانیت و کشش، ولیِ کامل اور عارفِ باللہ ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ کچھ یہی حال حضور قاضی القضاۃ قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمہ کا بھی تھا۔ آپ کا ظاہری حسن و جمال اور باطنی کمال آپ کی ولایت پر دال تھا۔ جناب حنیف عتیقی مداری صاحب، آپ کی صورت و سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضور پیر طریقت الحاج علامہ قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری علیہ الرحمہ کی ۲۱ رسال کی عمر میں زیارت سے مشرف ہوا اور تقریباً ۵۲ رسالوں تک جو کچھ سمجھا اور دیکھا، نہایت ادب واحترام سے پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جہاں خالقِ کائنات نے آپ کو بہت اچھی صورت عطا کی تھی، وہیں سیرت و کردار میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی صورت دیدہ زیب تھی۔ ایک بار میں ہر کس و ناکس آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آج تک لوگ آپ کا قصیدہ پڑھتے ہیں۔ آپ سنتِ نبوی کے مظہر تھے۔ میں نے کبھی آپ کی کسی موقعہ پر کوئی نماز قضا ہوتے نہیں دیکھا۔ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ بلا ناغہ دو نمازیں صبح کے ٹائم والی (چاشت و اشراق) آپ پڑھا کرتے تھے۔ اکثر پڑھے لوگوں سے سنا کہ آپ چوبیس گھنٹہ میں ۹ روقت کی نمازیں جن میں تہجد بھی شامل ہے، پڑھا کرتے تھے۔ کبھی روزہ چھوڑتے نہیں دیکھا چاہے کوئی بھی موسم ہو اور یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ افطار میں ایک دو کھجور یا کسی چیز سے افطار کر لیتے تھے اور پھر مصلیٰ پر بیٹھ کے اپنے معمولات میں مشغول ہو جاتے تھے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ اگر سورج یا چاند گرہن میں ہو تو اس وقت اخیر تک آپ کچھ الگ نوعیت کے معمولات واذکار میں لگے رہتے۔ آپ کتاب وسنت کے ایسے پابند تھے کہ آپ کے بعد (مجھے) آج تک پیرانِ عظام اور علمائے کرام کی جماعت میں کوئی ایسا نظر نہیں

آیا۔ آپ کی طرح نورانی چہرہ، پاکیزہ سیرت اور اخلاق نبوی کا مظہر نہ دیکھا۔ آپ کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ علی زادہ حسنین کریمین سے روشن کردار (پانے) والے اور حضرت قطب المدار کے ایسے شہزادہ ہیں کہ جن علاقوں میں آپ کے قدم پڑ گئے؟ آج بھی ان مقامات پر سنیت کی بہاریں اور محبتِ اہل بیت کے ترانے گونجتے نظر آتے ہیں۔

(محترم گرامی محمد حنیف صاحب پرنم مداری کے مذکورہ اقوال غالباً ان کے اپنے شیخ سے کامل محبت اور فناء فی الشیخ کی منزل میں ہونے کے سبب نوک قلم سے بیاض قرطاس پر ثبت ہوئے اور ایک مرید صادق کا اعتقاد ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے؛ لیکن یہ بھی ایک اٹل صداقت ہے کہ ان کے متاخرین میں ماضی قریب کے مشائخ مداریہ میں حضور امیر الاولیاء صاحب کرامات کثیرہ قطب زماں عالم ربانی ابوالاظہر سرکار سید منظر علی میاں جعفری مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات بھی ایسی گزری ہے جو مذکورہ بالاتمام صفات ظاہری و باطنی سے متصف تھی)۔

غرض کہ علم وعمل، تقویٰ وطہارت، عرفان و روحانیت اور دعوت و تبلیغ کے لحاظ سے حضور قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری علیہ الرحمہ کی شخصیت پوری دنیائے سنیت میں عموماً اور خواجہ تاشان مداریت میں خصوصاً فقید المثال اور نمایاں ہے۔

خوارق وکرامات

حضور قاضی القضات قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادۂ مبارکہ سے سچا عشق رکھنے والے اور اس مقدس گھرانہ کے تاریخ نویس عالی جناب محترم محمد حنیف صاحب پرنم مداری رقم طراز ہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد حضور شیخ المشائخ قاضی سید محمد عتیق میاں جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ قصبہ سرسواہی ضلع کٹنی ایم پی پہونچا وہاں کے باشندہ ایک بزرگ شخص نے اپنا مشاہدہ بیان کیا کہ ہمارے قصبہ میں بہت سارے لوگ حضور قاضی محمد رفیق مداری مکنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضور سرسواہی تشریف لائے اور لوگ کثرت سے داخل سلسلہ ہونے لگے اسی درمیان ایک خاتون بھی آئی اور عرض کیا سرکار مجھے بھی مرید فرمالیں چونکہ اس خاتون کے شوہر ایک سرکاری ملازم تھے جو کہ ملازمت کے سلسلہ میں ناگپور متعین تھے وہ اس وقت گھر پر نہیں تھے اس لئے وہ خاتون تنہا مرید ہونے چلی آئی تھی بہ ایں سبب حضور نے اسے سمجھایا کہ تمہارے شوہر تمہارے ساتھ نہیں ہیں لہٰذا تم بیعت کے سلسلہ میں اپنے شوہر کی اجازت لے لو پھر داخل سلسلہ ہونا وہ خاتون شکستہ دل ہونے لگی اس کی مایوسی دیکھ کر حضور نے فرمایا کہ تم مایوس نہ ہو میں ہی تمہارے شوہر سے اجازت لے لیتا ہوں اتنا کہہ کر حضور نے اس کو اس کے گھر بھیج دیا۔

دوسرے دن آپ نے اس خاتون کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے تمہارے شوہر سے اجازت لے لی ہے لہذا تم اب مرید ہوسکتی ہو وہ خاتون فوراً داخل سلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ ہو کر حضور کے دامن کرم سے وابستہ ہوگئی حاضرین کو سخت تعجب ہوا کہ اس کے شوہر اس وقت یہاں سے کافی دور ناگپور میں ہیں حضور پیر و مرشد قبلہ کو اجازت کس طرح سے دے دیا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد جب اس خاتون کے شوہر ناگپور سے اپنے گھر آئے تو لوگوں نے بتایا کہ تمہاری بیوی تو مکنپور شریف والے پیر صاحب سے مرید ہوچکی ہے کیا آپ سے اجازت لے کر ایسا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے سب

معلوم ہے دراصل حضور پیر طریقت قاضی سید محمد رفیق میاں قبلہ جعفری مداری میرے اہل خانہ پر کرم فرماتے ہوئے مجھ سے اجازت لینے کے لئے خود میرے پاس ناگپور تشریف لائے تھے۔

اللہ اکبر یہ ہے اس روایت کی عملی تشریح جس میں مذکور ہے کہ قطب بیک وقت متعدد مقامات پر جلوہ گر ہوسکتا ہے۔

حضرت کی مذکورہ کرامت کا آج بھی یہ اثر دیکھا جارہا ہے کہ اس علاقہ کے لوگ آج بھی کثرت سے ان کے پوتے قاضی القضاۃ سلسلۂ عالیہ مداریہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا قاضی سید محمد توثیق میاں قبلہ منصف جعفری مداری دامت برکاتہم کے دست حق پرست بیعت ہونے کو اللہ پاک کی نعمت کریمہ یقین کرتے ہیں۔

فقیر محمد حبیب الرحمٰن علوی منظری المداری بحیثیت ترجمان سلسلۂ عالیہ مداریہ بڑی مسرت کے ساتھ اپنے انتہائی قریبی مشاہدات واحساسات رقم کررہا ہے کہ اللہ رب العزت نے عزیز ومکرم ومعظم علامہ قاضی سید محمد توثیق میاں منصف مداری دامت الطافہم کو اپنے اجداد کا سچا وارث ومظہر کامل بنایا ہے ان کو قلب سلیم کے ساتھ سعی پیہم اور جہد مسلسل کا سراپا مجسمہ بنایا ہے۔

تبلیغ سنیت وفروغ سلسلہ سے متعلق ان کے جذبات وحوصلوں کو لاکھوں سلام کہ انہوں نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام ہی سے ان خدمات کو اپنی ذات پر وارد کرلیا جس کے برگ وثمر وطن عزیز کے طول وعرض میں عموماً ایم پی اور چھتیس گڈھ میں خصوصاً قدم قدم پر نظر آرہے ہیں۔ میں نے عزیز موصوف کا اب سے بیس سال پہلے کا دور دیکھا ہے اور آج کے لیل ونہار بھی دیکھ رہا ہوں الحمد للہ انہیں ہمہ وقت سلسلہ کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہی دیکھا اللہ پاک نے انہیں ایک خاص وصف اور بھی عطاء فرمایا ہے وہ یہ کہ یہ جہاں بھی رہتے ہیں ان کی زبان ان کے قلم ان کی ہر ہر اداء سے خلق خدا خوف الٰہی محبت نبوی اور عشق اہل بیت عظام علیہم السلام کے جام سے سیراب ہوتی رہتی ہے۔ رب کریم انہیں حیات سرمدی قوت حیدری استقامت حسینی عطا فرمائے۔

حضور سیدی سرکار سید محمد رفیق میاں جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا ایک دم میں اجنہ کو مریض سے دور کردینا اپنی تعویذ کے ذریعہ بیمار کو شفاء یاب کردینا اپنی دعاؤں سے بے اولادوں کو نعمت اولاد سے مالامال کردینا بے علموں کو چشمِ زدن میں علم وفضل کا کوہِ گراں بنادینا یہ اب آپ کے روز مرہ کے معمولات کا حصہ تھے۔ حضور علیہ الرحمہ سے متعلق تفصیلی اور تحقیقی کام ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب منظر عام پر ہوگا۔

قاضی مداریت حضور قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ تو اپنی ذات میں منبع کرامات وخوارق عادات تھے ہی مگر آپ نے اپنے جملہ فرزندان بالخصوص اپنے جانشین پیر طریقت عارف باللہ شیخ المشائخ حضور حافظ وقاری قاضی سید محمد عتیق میاں جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ (موجودہ جانشین محبّ گرامی وقار حضور قاضی سید محمد توثیق میاں قبلہ منصف جعفری مداری دامت برکاتہم کے والد بزرگوار) کی بھی اس انداز میں پرورش فرمائی کہ وہ بھی موج بحر کرامت واستقامت بن گئے۔

چنانچہ منقول ہے کہ جناب عبد الجبار ملاجی جو آپ نے کسی خاص کام کے لئے ایک تعویذ عطاء کی اور فرمایا کہ جاؤ موم جامہ کر کے اس کو گلہ میں پہن لو ملاجی نے حضور عتیق میاں

مداری علیہ الرحمہ سے تعویذ لیا گھر آئے گھر پر انہیں تجسس ہوا کہ دیکھوں تعویذ میں کیا لکھا ہے؟ ممکن ہے ان کا خیال یہ بھی رہا ہو کہ اگر میں اس کو کھول کر دیکھ لوں تو حضرت نے جس کام کے لئے مجھے دیا ہے میں بھی دوسروں کو اس کام کے لئے دے سکوں و اللہ اعلم مگر جب انہوں نے تعویذ کھولا تو سادہ کاغذ نظر آیا نہ کوئی دعاء نہ کوئی نقش ملاجی حیرت میں پڑ گئے بھاگے ہوئے حضور پیرومرشد قبلہ کی سرکار میں آئے تعویذ کا سارا ماجرا بیان کیا حضور نے پوچھا ملاجی تعویذ کھولے تھے کیا عرض کیا جی کھولا تھا آپ نے افسوس بھرے انداز میں فرمایا کہ تمہیں کیا حاصل ہوسکتا ہے۔

آپ ملاجی کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ حاجات برآری سے متعلق مرید اپنے شیخ پر آنکھ بند کرلے ورنہ وہ فیوض مشائخ سے محروم رہے گا۔

حضور قاضی مداریت سرکار قاضی سید محمد عتیق میاں جعفری مداری علیہ الرحمہ کے ایک مرید جناب ڈاکٹر فیروز احمد مداری صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے دوست جناب خلیل بھائی سینٹرنگ والے کو لے کر حضور قاضی عتیق میاں علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا سرکار یہ خلیل بھائی ہیں داخلِ سلسلہ ہونا چاہتے ہیں حضور نے فرمایا پھر کبھی ہوجانا اس دن ہم واپس چلے آئے اس کے بعد پھر ایک دن ہم اور خلیل بھائی تعویذ کی غرض سے حاضر خدمت ہو گئے حضور پیر ومرشد قبلہ نے فرمایا کہ فیروز تم تو مداری ہو تمہیں تعویذ کی کیا ضرورت ہے اس دن حضور عتیق میاں علیہ الرحمہ نے پھر ٹال دیا اس کے دوسرے دن ہم دونوں دوبارہ حاضر دربار ہو گئے سلام و قدمبوسی کے بعد خاموش بیٹھ کر حضور کی توجہات کا انتظار کرنے لگے مگر دل میں بار بار خیال آرہا تھا کہ اگر سرکار سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو مجھے بہت سکون مل جاتا اسی خیال میں محو تھا کہ حضور نے اپنا دستِ کرم بڑھایا اور میرے سر پر رکھ کر فرمایا کہ فیروز اب خوش ہو؟ میری خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا میں نے عرض کیا سرکار بہت خوش ہوں۔

قارئینِ محترم یہ عالم تھا حضور قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کے خلف و جانشین اور آپ کی روحانی امانتوں کے سچے وارث و امین حضور قاضی سید محمد عتیق مداری رحمۃ اللہ علیہ کے کشف و مشاہدہ کا کہ بیٹھے بیٹھے مرید کے قلب کا احساس بھی ملاحظہ فرمالیا اور اس کو مطمئن بھی کردیا۔

حضور قاضی القضاۃ بحیثیت ترجمان مداریت

آپ کی ایک نمایاں حیثیت ''ترجمانِ مداریت'' کی بھی ہے۔ آپ تا دمِ حیات سلسلۂ عالیہ مداریہ کے مبلغ و ترجمان کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور اس سلسلۂ مبارکہ کو فروغ بخشتے رہے۔ آپ کی دینی و ملی، علمی اور مسلکی و مشربی خدمات قابلِ قدر ہیں اور نئی نسل کے لئے مینارہ؟ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے نقشِ قدم پر آپ کے جملہ مریدین و معتقدین اور ہم خدامان سلسلہ کو چلنے کی توفیق بخشے آمین!

•••

حضور پیر طریقت الحاج علامہ قاضی سید محمد رفیق جعفری المداریؒ

مظہر ولایت مخزن کرامات

از قلم: محمد حنیف پرنم عتیقی جبلپور

رفیق قوم وملت الحاج قاضی سید محمد رفیق صاحب اور حافظ ملت حافظ سید محمد عتیق صاحب علیہما الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات اور پاکیزہ کردار سے وابستہ تاریخی حقائق اور آپ کی وہ زندہ وتابندہ کرامات جن کے چشم دید گواہ آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔قاضی سید محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ کی جن کرامات کو پیش کیا گیا ہے وہ دیکھنے اور بیان کرنے والوں کے ساتھ گزرنے والے سچے واقعات کا حصہ ہیں

اُن دنوں میری عمر تقریباً بارہ سال کی تھی جب مجھے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جہاں خالق کائنات نے آپ کو بہت اچھی صورت عطا کی تھی یعنی صورت دیدہ زیب تھی، دیکھنے والے پہلی ہی نظر میں یہ اندازہ لگا لیتے تھے کہ آپ کسی اچھے قبیلے سے ہیں بولنے کا ڈھنگ، چلنے کا اصول، گفتار کی ترتیب کا پہلو حق بیانی، عملی لب ولہجہ کی معیاری گفتگو۔ میں تو یہ کہوں گا کہ سورج کو چراغ دکھانے جیسا ہے۔ بہر کیف وہیں دینی مشغلے پر بھی بات ہوجائے کبھی میں نے آپ کو کسی نماز سے غافل نہ پایا۔نماز پنج گانہ کے علاوہ صبح ٹائم والی دو نمازیں بھی بلا ناغہ پڑھتے دیکھا انتہا کہ آپ تہجد گزار بھی تھے۔ روزہ کبھی آپ سے نہ چھوٹتے دیکھا۔کوئی موسم ہو گھر ہو یا سفر میں یہ بھی قابل ذکر ہے افطار میں کھجور یا کوئی اور چیز اور ایک کپ چائے کہ بعد بہت دیر تک اپنے معمولات میں رہا کرتے۔

رمضان کے مہینہ میں عشاء کی نماز اور تراویح کے بعد ہی کھانا کھاتے۔ اکثر یہ بھی دیکھا کہ چاند یا سورج اگر گرہن میں ہو تو آپ مصلے پر اپنے معمولات میں مشغول نہ کسی سے کچھ گفتگو کرتے اور نہ کھانا کھاتے جب تک کہ چاند سورج کے گرہن باہر نہ جائیں۔

آپ کتاب وسنت کے ایسے پابند تھے کہ آپ کے بعد میری آنکھوں نے پیروں اور علماء کی جماعت میں ایسی صورت اور سیرت والا نہ دیکھا۔ جن جن مقامات پر آپ کے قدم پاک پڑ گئے آج تک ان علاقوں میں سنیت اور محبت اہل بیت کے ترانے گونج رہے ہیں۔

مجھ سے فرماتے تھے کہ بیٹا حنیف کچھ لکھا کرو اور بغیر کسی تعلیم کے لکھنا پڑھنا شرع کہنا یعنی منقبت رمضان کی سحری، فراق، الوداع لکھتا اور آپ خود اصلاح فرماتے تھے۔ ایک شعر جو آپ نے تاکیداً مجھے یاد کرایا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹا اسے زندگی میں اُتار لو۔

زیر گردوں ، بدنہ بولے گر کوئی میری سنے

یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہے ویسی سُنے

پیر کی دعا ہے کہ خالق کون ومکاں آقا علیہ السلام کے صدقہ میں قیامت تک آپ کی قبر پر کروڑوں شب وروز رحمت ونور کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اور مجھ پر اور میری نسلوں پر اِن کا سایہ رہے۔

آپ کے ایک مرید جناب محمد قاسم خلیفہ مداری کہنا ہے کہ میں نے ایک دفعہ ایک ایسا عمل کیا جس کو قبرستان میں اخیر کرنے کے لیے یہ شرائط تھی کہ چار رکعت نماز کے بعد دعا پڑھنے کا حکم تھا لیکن مجھے یہ پتہ تھا کہ اس عمل کے آخر میں کچھ الجھنیں بھی تھیں۔ بہر کیف میں یہ عمل کرنے لگا اور جب آخری مرحلے سے گزرنے لگا تو گاؤں کے ہی قبرستان میں آج بھی ایک مقبرہ بنا ہوا ہے جو کہ صدیوں پُرانا ہے۔ اس میں نماز پڑھ رہا تھا تو پہلی رکعت کے بعد ہی دوسری رکعت شروع ہی کی تھی کہ ایک شخص نمودار ہوا ہاتھ میں ننگی تلوار لئے بازو میں کھڑا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ تو دوسری رکعت پڑھ کے بتا خیر میں پڑھتا رہا رکوع وسجود کے کے بعد جیسے ہی قعدہ میں بیٹھا ہی تھا کہ دوسری جانب دوسرا شخص نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی وہ بھی بولا تو نہیں مانے گا بغیر اپنا سر کٹائے اب تیسری رکعت پڑھ کے بتا پھر بھی میں نے تیسری رکعت شروع کی اور چوتھی پڑھنے لگا دونوں جانب دولوگ تلواریں لئے ہوئے دہشت دلاتے رہے لیکن میں چوتھی رکعت کے قعدہ میں بیٹھ گے نماز پوری کر رہا تھا۔ سلام پھیرنے کے بعد دعا پڑھنے لگا وہ ولگ دم دیتے رہے کہ تو بنا سر کٹائے نہیں مانے گا۔ حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ ایسا ہوگا۔ جیسے ہی باہر نکلنے لگا تو دیکھا کہ وہ شخص باہر کھڑے ہیں دروازہ پہ دونوں ننگی تلواریں لئے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اب تو باہر نکل کے بتا۔ اب تو مجھے گھبراہٹ ہوئی کہ اب کیا کروں میں نے اپنے مرشد برحق کو یاد کیا اور کہا میری مدد فرمائیں۔ زبان سے یہ جملے نکلے ہی تھے کہ میرے پیر طریقت حضور قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری کی آواز سنائی دی کہ بیٹا قاسم ہم آرہے ہیں۔ باہر آجاؤ۔ حضرت سامنے کھڑے ہیں وہ چاروں لوگ غائب ہوگئے۔ حضرت نے کہا حضرت آگے آگے میں پیچھے چل رہا تھا۔ گاؤں جب نزدیک آج کل جہاں مدار گیٹ لگا ہے مجھ سے کہا بیٹا اب چلو تم آگے ہو جاؤ میں آگے آگے چلنے لگا۔ میں سمجھا حضرت تھک تو نہیں گئے جب پیچھے دیکھا تو حضرت بھی نہیں تھے۔ پھر میں پورے قبرستان چھان مارا مقبرہ دیکھا لیکن پھر حضرت نہیں ملے۔

آپ کی کچھ مشہور کرامتیں

آقائی مولائی مرشدی حضور علامہ الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری علیہ الرحمۃ والرضوان کی جیسی ذات عالیہ تھی ویسی ہی صفات بھی مظہر خلائق تھیں۔ ایک دفعہ آپ پاٹن میں تھے کہ انور خاں محبوب کمپنی کے منیجر صاحب کے یہاں آپ کی کھانے کی دعوت ہوئی اور اُس کے ساتھ بستی کے کافی لوگوں کو دعوت دی گئی۔

حضرت بابا مداری کا کہنا ہے کہ گھر میں منیجر صاحب اور ان کی بیوی صاحبہ نے پیر صاحب کو آزمانے کے اعتبار سے ایک پلان بنایا کہ سب لوگوں کو بہترین بریانی اور زردے کا کھانا تیار کیا۔ اور سوچا کہ دیکھیں واقعی پیر صاحب پیر بھی ہیں کہ روشن ضمیر بھی ہیں جب کھانے والے آگئے تو دستر خوان پر کھانا رکھا گیا اور حضرت کے لئے بڑے احترام کے ساتھ وہ بریانی وغیرہ طریقے سے پیش کیا اور صاحب خانہ نے کہا کہ

حضور بسم اللہ کیجئے اب سب لوگ بولے کہ پیر صاحب شروع کریں تو سب لوگ کھانا شروع کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ لوگ شروع کیجئے ہمارا کیا ہے پیر فقیر ہیں کچھ بھی کھا لیتے ہیں ہمارے لئے جو بنایا گیا ہے لے آیئے تا کہ ہم بھی شریک ہو لیں صاحب خانہ نے کہا کہ حضور سب کے لئے یہی کھانا پکا ہے جب حضرت نے کہا کہ نہیں بیٹا جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں ہے کیا یہ بتائیں کہ کیا پکایا تو سنو سب لوگ سنو روٹی اور بھاجی پکائی گئی اور یہ بھی سنو کے کہاں رکھی ہے کیا ہم اُٹھا کے لے آئیں حضرت کے اتنا کہنے پر آپ کا روئے مقدس سرخ ہو گیا تھا چہرے سے جلال سیدی ظاہر ہو رہا ہے آپ کے قدموں پر سر رکھ کے معافی مانگنے لگا۔ حضور مجھ سے غلطی ہو گئی، سرکار میں معافی چاہتا ہوں سب لوگ یہ کرامت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس کرامت کو سُن کر گاؤں اور علاقہ کے بہت لوگ آپ کے دست حق پرست پر مرید ہو کر سلسلہ مداریہ کے فیضان سے مستفیض ہوئے۔

آپ کی دو پیشین گوئیاں جو آپ کے وصال کے بعد 100 فی صد ثابت ہوئی۔ جناب محمد رفیق عرف رفّی آپ کے جانثار اور مرید صادق تھے۔ کئی لوگوں کے سامنے بتایا کہ آپ اپنے آخری دورہ کے وقت یہ پیشین گوئی فرمائی کہ بیٹا ایک وقت ایسے بزرگ تمہارے گھر آئیں گے میں نے پوچھا کہ حضور کب آئیں گے تو حضور نے فرمایا کہ عنقریب پھر میں نے پوچھا کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا پہلے تمہیں خواب میں نظر آئیں گے پھر میں نے کہا سرکار ہم انہیں کیسے پہچانیں گے اُن کا کیسا لباس ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا اُن کی پہچان یہ ہوگی کہ اُن کے سر پہ عمامہ بندھا ہوگا کرتا اور تہبند پہنے ہونگے اور کرتے کے اوپر کوٹ پہنے ہونگے اور پانی پانی کی رٹ لگائے رہیں گے۔اس کے بعد میرے پیر صاحب کا وصال ہوا مکن پور شریف میں اور ان کے وصال ے بعد ان کی پیشین گوئی مجھے یاد رہا کرتی تھی چونکہ آپ کی زبان سے نکلی ہوئی اکثر باتیں صحیح ثابت ہوتی رہیں بہر کیف میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ یہاں کنگی میں اسٹینڈ پر وشنو ہلوائی کا ہوٹل ہے جس میں اکثر لوگ جایا کرتے تھے میں نے خواب میں دیکھا جو کہ پیر صاحب نے کہا تھا اِن کا حلیہ لباس وہی ہے مجھے لگا کہ ضرور ان بابا صاحب کی آمد کنگی ہو گئی ہے۔

میں ان دنوں بیمار تھا اپنے ایک سالے صاحب عبدالستار کو بُلایا اور کہا کہ بھیا ستار مجھے سائیکل پر بس اسٹینڈ لے چلو وہ مجھے سائیکل پر بٹھا کے لے گئے ہو بہو وہی حلیہ کے بزرگ اسی لباس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے سلام کیا اور کہا کہ بابا صاحب کچھ کھائیں گے بولے کھلا دے میں نے خرمی کھلائی پھر کہا کہ حضرت چائے پئیں گے فرمایا پلا دے۔ مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میرے مرشد کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو حقیقت دیکھ رہا ہوں پھر میں نے کہا کہ حضرت گھر چلئے میں بیمار تھا وہ کھڑے ہو گئے۔ وہ آگے آگے تھے وہ تیز چل رہے تھے اور میں دھیرے دھیرے چل رہا تھا تھوڑی دور تک نظر آئے میں نے محلے سے آنے والوں سے پوچھا سب نے بتایا وہ مدار پاک کی طرف اسی حلیہ کے بزرگ گئے اب جہاں گئے ہوں۔ میں جب دھیرے دھیرے چل کے بڑی بے چینی سے گھر آیا تو میرے گھر کی پٹی پر بیٹھے ہیں میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور ہر طرح سے ان کی مہمان نوازی کرتا ان کی زبان سمجھ میں نہ آتی تھی لیکن وہ ہماری زبان کو سمجھ لیتے تھے۔ کافی سالوں تک میرے یہاں رہنا کھانا پھر گاؤں

والے انہیں لے جانے لگے۔ ان کی دعا سے لوگوں کے کام بننے گے عجیب کیفیت کے بزرگ تھے جب زیادہ شہرت علاقہ میں ہوئی اور لوگ اُن سے سٹے کے نمبر پوچھنے کا کام کرنے لگے پھر اللہ جانے وہ کہاں غائب ہوئے کہ پھر کبھی کسی کو نہیں نظر آئے۔ راقم الحروف محمد حنیف پُرنم عتیقی مداری کٹنگی۔

پیر صاحب کی دوسری پیشین گوئی

آقائی مولائی مرشدی حضور الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری دامت فیوضہم الباریہ کی حیات مقدسہ میں ہی سلسلے کی عظمتوں کی لڑائی کا انقلاب شروع ہو چکا تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب میری عمر تقریباً پچیس برس کی رہی ہوگی۔

معاملہ یہ ہوا کہ آپ نے سترہویں شریف کی فاتحہ قائم کرائی تھی اور اس وقت جو سلسلے سے وابستہ تھے بڑے ذوق شوق سے شریک ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ہمارے یہاں مرحوم و مغفور حضرت علامہ طالب آغازی جو اُس وقت کے بڑے شعراء میں شمار کئے جاتے تھے۔ استاد محترم طالب آغازی صاحب نے بزم طالب کے نام سے ایک بزم منتخب کی تھی جس میں میں بھی شامل تھا آپ کٹنگی میں موجود تھے اور ہر مہینے سترہویں منائی جاتی تھی۔ میں نے حضرت سے کہا کہ کچھ لڑکے سترہویں کی فاتحہ میں پڑھنے کے لئے کہہ دیں۔ کچھ پڑھیں گے آپ کی شان میں مدار پاک کی منقبت لکھیں آپ نے اجازت دے دی۔ میں نے سب کو دعوت دی فاتحہ کے موقع پر سب نے کچھ لکھا میں نے بھی ایک منقبت مدار لکھی۔ علامہ ادیب صاحب کی پہلی کتاب جو شائع ہوئی تھی غالبًا ندر مدار، میرے ذہن میں اُس کا مفہوم تھا ایک شعر یہ بھی تھا۔

جب پہ نازاں ولایت ہے صد مرحبا
سارے ولیوں کا وہ تاجدار آگیا

بس کیا تھا جیسے اتنا بڑا گناہ ہو گیا کہ معافی کے قابل نہیں پیر صاحب کے پاس ان کو بلوایا مگر وہ یہی کہتے ہوئے چلے گئے کہ تاجدار اور سردار تو صرف غوث پاک ہیں کئی پنچایتیں ہوئیں نفرت اور جہالت نے اتنے طول پکڑا کہ ہم لوگ اتنا ستائے گئے کہ مسجدوں سے برطرف کر دئے اور حضرت پر وہابیت کے الزام لگائے گئے میرے اور حضرت پر فتویٰ بھی بلوائے مگر غوث پاک اور مدار پاک کوئی فتویٰ ان کی مرضی کا نہ آیا۔ جس میں انہیں خوشی ملتی۔ یہ بھی سوال رکھا گیا کہ غوث اعظم کے مرتبہ کو مدار پاک کے مرتبے سے بڑا نہ سمجھے کیا اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ فتویٰ چونکہ ناگپور سے منگوایا گیا تھا مفتی عبد الرشید ناگپوری نے جواب دیا تھا کہ نماز ہو جائے گی۔

میرے خلاف یہ بات لکھی گئی تھی کہ حنیف پُرنم مداری غوث پاک کے قدم کو اولیاء کی گردنوں پر تسلیم نہیں کرتے۔ اس کا جواب یہ آیا کہ تسلیم کریں اور نہ ہمارے انہیں تو شریعت کا ان کے خلاف کوئی حکم نہیں ہے۔ یہ طریقت کا معاملہ ہے لہٰذا یہ جاہلانہ ہنگامہ کئی برسوں تک چلتا رہا مگر خدا کا شکر ہے کہ کبھی میں اور نہ پیر صاحب شرمندہ اور نہ کوئی مداری شرمندہ ہو سکا۔

اسی ماحول میں حضرت نے اپنے آخیر دور میں فرمایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ کٹنگی میں حضرت علامہ سید غلام سبطین جعفری المداری خود بخود کٹنگی آجائیں گے اور یہ سارے خرافات بند ہو جائیں گے ایسا ہی ہوا کہ حضرت علامہ سید غلام سبطین جعفری المداری مکن پوری کٹنگی میں خود بخود آگئے جب کہ انہیں کٹنگی میں کوئی بھی نہ جانتا تھا اور نہ پہچانتا

تھا مداریوں کے گھر کا پتہ کرتے ہوئے پھر بڑے ذوق سے مداری حضرات اُن سے ملے اور حضرت کا رات میں تقریری پروگرام رکھا گیا بہت بڑا مجمع ہوا یہ سننے کے لئے دیکھیں مداری عالم کتنا بولتے ہیں۔ کیا عقیدہ ہے ان کا حضرت نے مدلل تقریر کی عالمانہ خطاب سُن کر لودنگ رہ گئے پھر بھی یہ الزام مڑھ دیا کہ غوث پاک پر کم بولے ہیں مدار پر زیادہ۔ اتنا بڑا ہنگامہ کیا کہ گاؤں میں ایک وبال پیدا ہوگیا۔ میں اسٹینڈ پر عبدالستار کے گھر کو گھیر رکھا تھا جاہلوں نے پولس کا سہارا لینا پڑا۔ پھر جبل پور مفتی خطیب حضرت برہان ملت کو خبر کی گئی کہ ان مولانا صاحب نے ایسا الٹا سیدھا بولا ہے کہ مفتی صاحب نے کہا کہ دونوں گروپ کے لوگ مولانا صاحب کو لے کے آجاؤ۔ بہر کیف حضرت کو ساتھ لے کے مفتی صاحب کے پاس پہونچے اور جب مفتی صاحب نے اُن کی گفتگو ہوئی تو پوچھا آپ نے کیا تقریر کی ہے اور کہاں رہتے ہیں آپ نے کہا مکن پور شریف ۔ پھر پوچھا کہ کیا آپ مدار پاک کے خانوادے سے ہیں آپ نے کہا کہ جی اور اپنا نام بتایا چونکہ آپ نے غوث پاک پر عظمت غوثیت پر مدلل تقریر کردی اور کہا کہ مفتی صاحب حضور غوث پاک ہمارے اجداد ہیں جیسے حضور مدار پاک ہیں مفتی صاحب آپ کی سیرت اور علمی کیفیت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ مخالفین کو اتنا پھٹکارا اور ڈانٹا کہ آئندہ کبھی کوئی شکایت نہ ملے، حضرت مولانا سید سبطین صاحب بہت اخلاق سے پیش آئے جو کہ ایک عالم کے لئے زیبا ہوتا اور کہا کہ ہمارے سب آقا ہیں چاہے مدار پاک ہوں خواجہ ہوں کہ غوث پاک ہوں۔ اور کچھ دنوں کے بعد مفتی صاحب جبل پور سے مکن پور تشریف سرکار میں حاضری کے لئے گئے اور فتوے کا ذکر کیا کہ حضرت جاہلوں نے جو تکلیف پہنچائی ہے آپ کو معذرت چاہتا ہوں۔ اور حضور علامہ الحاج سید محمد رفیق جعفری المداری کی دستر خوان پر کھانا کھایا۔ اور کہا کہ حضرت سرکار میں لے چلئے درگاہ شریف میں حاضری دی۔ اور پھر وہیں سے بریلی کے لئے روانہ ہوگئے۔ لہٰذا کرامات تو بہت ہیں کہاں لکھی جائیں گی۔ میں جو کچھ ہوں وہ صرف آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آج کٹنگی میں سلسلے کا عظیم کانفرنس مدارالعالمین آل انڈیا تبلیغی کانفرنس ہو یا بہت بڑا مدار گیٹ سرکاری بنا ہوا مدار چوک دور تک مشہور ہے۔

حضور پیر صاحب الحاج علامہ قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک حیرت انگیز کرامت مرید ہونے کے بعد بذات خود جناب محمد رفیق عرف رفّی ٹھیکے دار نے بیان کی۔ کہتے ہیں کہ حضرت کی زندگی سے متعلق میں بھی سنتا رہتا تھا پھر ہم نے فیصلہ کیا کہ اس سے اچھا پیر کہاں مل سکتا ہے جس میں سب خوبیاں ایک ساتھ موجود ہوں، حسب ونسب مفضل، خصلت، عادات میں لاواب، کشف وکرامات، سنت نبوی کا مظہر، اخلاق محمدی کا پیکر، سید السادات حضور سرکار سرکاراں قطب المدار کے خانوادے۔ جن کا سلسلہ عالیہ جدی مولائے کائنات سے مل جاتا ہے۔ میں مرید ہونے آپ کی بارگاہ میں پہنچ گیا اور عرض کی کہ سرکار میں آپ سے مرید ہونے آیا ہوں۔ لیکن کچھ برائیاں بھی ہیں کیا آپ مجھے اپنے دامن کرم میں جگہ دیں گے۔

حضرت نے فرمایا اللہ معاف کرنے والا ہے جو کہ غفور الرحیم ہے اور ہمارے جد کریم رحمۃ للعالمین ہیں۔ صرف ایک اقرار کرنا ہوگا میں نے پوچھا سرکار کیا ہے جب ہمیں دیکھ لو ادب کرنا ہوگا۔ میں خوش ہوگیا۔ میں نے کہاں ہاں۔ اور مرید ہوگیا۔ لیکن اہل حق اور علماء مشائخ کا کہنا ہے کہ صاحب نسبت

پیر ہو۔ وہ روشن ضمیر بھی ہوتا ہے۔ جب پیر صاحب کنگی سے روانہ ہوگئے۔ تو پھر وہیں مجھے میرے شوق نے مجبور کیا چونکہ میں جوا کھیلتا تھا۔ اور کبھی کبھی چوپر بھی کھیلتا تھا۔ ایک دن عادت کے مطابق جوا کھیلنے گھر سے نکلا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑے فاصلے پر پیر صاحب کھڑے ہیں۔ میں گھبرا گیا کہ حضور کھڑے ہیں۔ اُلٹے قدموں گھر آ گیا۔ لیکن خیال آ گیا کہ آپ تو اس علاقہ میں ہی نہیں ہیں۔ سوچا کہ کچھ نظروں کا فریب ہوسکتا ہے۔ کئی دنوں کے بعد پھر سوچا کہ لہٰذا اصل یہ ہے کہ آپ ایسے صاحب کرامت پیر تھے کہ جس علاقہ میں جاؤ عجیب وغریب واقعات آج بھی سننے کو ملتے ہیں۔ وجہ یہ کہ کچھ اصول مند حضرات آج بھی سلسلہ مداریہ میں ہی مرید ہوتے ہیں۔

چلوں اور راستہ بدل کے دوسری طرف سے چلا ہی تھا کہ اُجالے میں دیکھا کہ پیر صاحب اپنی چھڑی لئے راستے میں کھڑے ہیں میں چونکا اور میں نے دیکھا کہ آپ مجھے دیکھ چکے ہیں پھر دبے قدموں واپس آ گیا۔ میرے عمل سے سرکار کو پریشانی ہورہی ہے۔ لہٰذا اللہ کی بارگاہ میں دل سے توبہ کی اب زندگی میں کبھی جوا نہیں کھیلوں گا۔ لیکن چوپر کبھی کبھی دل بہلانے کی غرض سے کھیل لیتا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں مرشد برحق کے حکم کا اثر دیکھا۔ بابا صاحب نے کہا ایک ڈنڈا لاؤ، نہا گربتی منگائی نہ کچھ پڑھ کے دم کیا۔ کہ یہ ڈنڈا مریض کے دونوں ہاتھ میں پھراؤ اور چھوڑ دو یہ خود اپنے قوت سے کھڑا ہوگا۔ ایک نعرہ لگایا دام مدار وہ ڈنڈا پکڑے ہوئے کھڑا ہوگیا۔ تھر تھر کانپ رہا تھا پھر بابا صاحب نے کہا کہ اسے بازار لے جاؤ شرط ہے کوئی اسے پکڑنا نہیں ایک اگربتی کی پڑیا گلاب جل لیکر آؤ۔ صرف دولڑکے ساتھ جائیں۔ مجھ سے کہا تم میرے پاس بیٹھے رہو۔ ایک ہاتھ سے ڈنڈا لیکے چلنا پورے

قصبہ میں جن گلیوں میں وہ چلا بھیڑ اکٹھی ہوتی گئی کیونکہ مریض کے سُسر ایک بہت بڑی فرم میں ملازم تھے۔ اس لئے پورے گاؤں میں معلوم تھا اور آج ایک زندہ لاش کو چلتے دیکھا بہر کیف گلاب جل اگربتی لائی گئی عطر اور گلاب جل کے چھینٹے مارے پھر کچھ پڑھا۔ مریض بولا کہ اچھا لگ رہا ہے۔ اتنے میں چائے ناشتہ تیار ہوگیا بابا نے کہا کہ ہمارے ساتھ بیٹھ اور ناشتہ کر کوئی نہیں کھلائے گا خود اپنے ہاتھ سے یہ کھائے گا اُس نے نو مہینے کے بعد دو روٹیاں کھائیں اور چائے پی۔ پھر بابا نے پوچھا اب بتا کیسا لگ رہا ہے۔ بولا کہ کچھ طاقت محسوس ہورہی ہے۔ بابا نے کہا کہ اب ڈنڈا دور کرو۔ یہ بغیر ڈنڈا کے اب بازار جاؤ اور ہمارے لئے پان لیکے آؤ۔ وہ بغیر ڈنڈا کے کھڑا ہوگیا اور تھوڑی دیر میں چلنے لگا۔ مرشد برحق کے حکم یک کرامت فیضان کا منھ بولتا کرشمہ میں نے نہیں بلکہ سب لوگوں نے دیکھا۔ دم مدار بیڑا پار کے نعرے گونجنے لگے۔ لوگوں کی بھیڑ اُمڈنے لگی کہ آخر یہ کیا ہوگیا۔ بتایا کہ ایک بابا پاٹن سے آئے ہیں اُن کا کرم ہے۔ بابا مداری کے سلسلے کے ہیں سیکڑوں کا مجمع ہوگیا الگا لگ سوال لئے غیر مسلم آئے اور بابا سے آرزو پیش کرنے لگے۔ بابا نے کہا تم کچھ نہ بتاؤ بہتوں کے معاملات خود بتائے نتیجہ یہ ہوا کہ پورے مسلمان بابا سے سلسلہ عالیہ مداریہ میں مرید ہوئے، میلا د ہوا، مدار پاک کی یہ زندہ کرامت دیکھ کر ہندو مسلم بابا صاحب کے معتقد ہوگئے کہ اس کرامت نے بابا صاحب کو ایم پی راجستھان بہار بنگال میں اتنا مشہور کردیا۔ اور اللہ پاک حج کی دولت سے سرفراز کیا۔ آج بھی بابا صاحب کے مزار پر چادر پوشی اور حاضری کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں اور بڑی دھوم سے بابا صاحب کا عرس منایا جاتا ہے۔

ہمارے استاد محترم کی اہلیہ نے ہمیں بتایا کہ ہمارے سسر صاحب کی بارگاہ میں بیٹھا کرتے تھے غربت کا یہ عالم تھا کہ شہر کے بچوں کو عربی تعلیم دیا کرتے تھے اسی میں گزر چلتا تھا ایک دن حضرت کے پاس ہمارے سسر صاحب بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ فرماتے ہیں کہ نبی محمد دین چاہتے ہو یہ دنیا آپ نے فرمایا حضرت میں کل بتاؤں گا آپ نے اپنی بہو سے پوچھا بیٹا حضرت نے مجھ سے کہا ہے نبی محمد دین چاہتے ہو یا دنیا چاہتے ہوتو آپ کی بہو نے کہا آپ کو دنیا ٹھوکر دے رہی ہے آپ تو حضرت سے کہنا کہ حضرت آپ دعا فرمائیں کہ ہماری آخرت سنور جائے۔

دوسرے دن ہمارے استاد محترم یعنی نبی محمد اپنے پیر ومرشد کے پاس پہنچے آپ نے عرض کیا حضور میں یہ چاہتا ہوں کہ دنیا ختم ہونے والی ہے جیسا کہ آپ اکثر ارشاد فرمایا کرتے ہیں تو اس دنیا کو جس طرح کٹ رہی ہے اللہ کا شکر ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ پاک ہماری آخرت کو سنوار دے پس حضرت نے دعا فرمائی تام لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ جناب نبی محمد صاحب کی ندگی ایسی گزری جس کی وجہ سے آپ کی دنیا بھی سنور گئی اور آپ موت رمضان المبارک میں ہوئی۔

ہمارے استاد محترم مرحوم الحاج جناب نیر دموہی صاحب کی اہلیہ بیان کرتی ہیں اور نیر صاحب نے بھی مجھ کو یہ بات خود بتائی کہ مجھے شاعری کا بہت شوق تھا اتفاق سے اس زمانے سے یہ جو طریقت حضرت علامہ الحاج سید محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ کا پرانا بازار میں مرحوم شکور ٹھیکے دار کے یہاں آنا ہوتا تھا میں نے سوچا کہ حضرت سے ملا جائے جب میں آپ کے پاس پہنچا میں نے بتایا مجھے شاعری کا بہت شوق ہے اب ہماری رہبری فرمائیں وہ یوں کہ حضرت نے ہی ایک مصرع دیا جس پر میں نے شعر کہے پھر اس کے بعد حضرت ہی مصرعہ دیا کرتے تھے اور اس کی اصلاح فرماتے تھے اور یہ سلسلہ برسوں تک چلا ایک دن کہ کلام کو لے کر میں پہنچا آپ نے نظر ثانی فرمائی اور ایک گجرہ یعنی ہار جو آپ کے پاس رکھا ہوا تھا وہ آپ نے اٹھا کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا آج سے تو نیر ہواؤں میں اڑے گا۔

آپ کی دعا کا احساس ہوا کہ پورے ہندوستان میں آل انڈیا مشاعرہ پڑھنے جانے لگا یہاں تک کہ مجھے پاکستان میں بھی بلایا گیا اور میں شاعر اسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

ہمارے ایک ملنے والے عظیم ٹیلر ماسٹر صاحب تھے جنہوں نے مجھے بتایا کہ حضور الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری صاحب رحمۃ اللہ علیہ قران بازار میں آیا کرتے تھے میں نے ان کی کافی تعرف سن رکھی تھی ایک دن میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضرت کے یہاں جایا جائے میں حضرت کے پاس جا کر آپ کی دعوت کے لیے کہنا لگا آپ نے دعوت کو قبول فرمایا مجھے ایک ایی شرارت سوجھی کہ میں آپ کے لیے بالکل سادہ کھانا ایک دن پہلے کا گرم کر کے پیش کر دیا آپ نے سبحان اللہ، الحمد للہ کھانا تناول فرمایا عظیم بہت ہی چالاک اور ہوشیار آدمی تھے آپ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا پیر کبھی نہیں دیکھا اور آپ ان سے بہت متاثر ہوئے اور آج بھی متاثر ہیں۔

مجھے الحاج قاسم ٹھیکے دار صاحب نے خود یہ بات بتائی کہ میں نے ایک ڈپلومہ کیا اور اپلائی کیا اور اپنے پیر ومرشد حضرت الحاج قاضی سید محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لیے کہا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے قاسم کامیابی تمہارے قدم چومے گی اور دعا فرمائی پھر ایسا ہی ہوا کہ آج تک یہ کرامات ہماری زندگی کی کامیابی بیان کرتی ہیں۔

ہمارے والد صاحب گورنمنٹ سرونٹ تھے آپ کو جو اسکول کا ہیڈ ماسٹر بہت ہی پریشان کرتا تھا تعصب کی بنا پر آپ کو پریشان کرتا تھا اور ناجائز پریشان کرتا تھا ایک دن حضرت کا آنا ہوا آپ نے اپنے پیرومرشد کو پوری داستان سنائی آپ نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے انشاء اللہ تمہارا ہیڈ ماسٹر کا ٹرانسفر ہو جائے گا ہمارے پیرومرشد کی دعا سے اس کا ٹرانسفر ہو گیا۔ سبحان اللہ!!

یہ کہانی نہیں حقیقت ہے گھر میرا پیر کی بدولت ہے پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ ومولانا الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ اس تعریف کے محتاج نہیں ہیں میں نے تقریباً ساٹھ سال پہلے آپ کو دیکھا آپ کے ساتھ پیرومرشد حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ ساتھ آتے تھے میں نے ان کو بھی دیکھا ہے مجھے آپ کی ایک کرامت یاد ہے میں پیش کرتا ہوں کہ میری والدہ یہاں جو بھی میرے بعد میرے بھائی بہن ہوتے تھے مرجاتے تھے ختم ہو جاتے تھے مقدر کہیں یا اتفاق سے ایک دن حضور الحاج قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ کا مکن پور شریف سے آنا ہوا تو ہمارے دادا جناب خان صاحب اور ہماری دادی جو سبھی آپ کے مرید تھے ہماری دادی نے کہا کہ حضرت سے بہو کے بارے میں سب کچھ بتادے تو ہمارے دادا نے ساری باتیں حضرت سے بتائیں پیش کرنا ہی کیا تھا کہ حضرت کی دعا سے اللہ نے تین بھائی چھ میں تین بھائی چھ میں تین بھائی بہن عطا کیے پیرومرشد کا احسان ہوا کہ پیج خان کا گلشن آج بھی لہرا رہا ہے اور صبح قیامت تک لہراتا رہے گا اور یہ پیج خاں کا گلشن جو لہلہا رہا ہے یہ کرامت ہے حضور شیخ طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ الحاج قاضی سید محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ کی۔

تقویٰ

حضور پیرومرشد قاضی سید محمد رفیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک صاحب دموہ میں اپنے گھر لے گئے۔ حضرت جب وہاں پہونچے تو اس شخص نے چائے پیش کی آپ روشن ضمیر پیر ارشاد فرمایا کے دودھ کہاں سے لائے بولا حضور گھر کی بکری ہے فرمایا کس طرح کھلاتے ہو باندھ کر یا چھوڑ کر بولا چھوڑ کر کہا چرانے جاتے ہو یا نہیں کہا حضور ایسے ہی چھوڑ دیتے ہیں فرمایا حضور نے کہ ہم یہ چائے نہیں پی سکتے معلوم نہیں تیری بکری کس کے کھیت چر کر آئی ہے۔

منقبت شریف

میرے ہادی اور رہبر حضرت سید عتیق
قطب دو عالم کے دلبر حضرت سید عتیق
میری قسمت کے ستاروں کو بلندی مل گئی
فیض ورحمت کے سمندر حضرت سید عتیق
آپ کی نسبت کو پاکے مطمئن ہے زندگی
رہ گیا نہ خوف محشر حضرت سید عتیق
آپ کے جو زیرِ سایہ آگیا ہے بخدا
ہے مقدر کا سکندر حضرت سید عتیق
گردش دوراں اُسے آنکھیں بھلا دکھلائے کیا
آپ کے جس کے بندہ پرور حضرت سید عتیق
آپ حل مشکل کا حل ہیں یہ میرا ایمان ہے
نقش جب سے ہے یہ دل پر حضرت سید عتیق
چشم پُرنم لے کے پُرنم در پہ حاضر ہے حضور
اب رہے نہ قطب مضطر حضرت سید عتیق

نتیجۂ فکر
ناچیز محمد حنیف پُرنم عتیقی مداری

حضور حافظ ملت اور چند مشاہدات

از قلم: مولانا سید محمد توثیق منصف، جعفری المداری، صدر قاضی شہر مکن پور شریف

ھر والد کی شفقتیں اپنے بیٹوں کے لئے گوہر نایاب ہوتی ہیں کیونکہ والد ایک ایسی ذات ہوتی ہے جو اپنے بچوں کی پرورش کے لئے ہر ایک مصیبت کو گلے لگاتا ہے۔ مستقبل کے سچے خواب اپنی انکھوں پر سجاتا ہے کہ اس کے بچے کسی کے محتاج نہ ہوں وہ اچھا کھائیں اچھا پئیں اچھے سے اچھے اسکول اور مدارس میں پڑھ سکیں ہر منزل پر کامیاب ہوں اور اس مقصد کے لئے ہر جتن ایک والد کرتا ہے اور اس کے روشن مستقبل کے لیے اس کی بہترین تربیت کرتا ہے اس کو تہذیب وتمدن سے آراستہ کرتا ہے اس کو علم وفن سے آراستہ کرتا ہے تاکہ اسکی دنیا بہتر سے بہتر ہو سکے۔ اور یہ سب خدمات وہ کسی لالچ سے نہیں اپنا فرض سمجھتے ہوئے ادا کرتا ہے اور وہ بھی بے لوث بغیر کسی قیمت کے۔ اسی لئے ایک والد اپنے بچوں کے لئے بہتر سے بہتر انسان ہوتا ہے۔ یہ تو ہے ہر والد کی کہانی لیکن انہیں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کو ان تمام چیزوں کے علاوہ دنیا کی آرائشوں کے علاوہ آخرت کے ساز وسامان سے بھی مرصع کرتے ہیں ہے انکو علم کے ساتھ دین سے بھی آراستہ کرتے ہیں۔ تاکہ انکے بچے دنیا میں کامیاب تو ہوں لیکن آخرت کے دن کی صعوبتوں کو بھی یاد رکھیں۔ جہاں وہ دنیا میں ترقیات کے منازل طے کریں وہیں وہ اس خوف سے اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر تائب بھی ہوں کہ ایک دن حشر کا ہوگا جس دن ہم کو اپنے تمام اعمال کا حساب اپنے رب کو دینا ہوگا۔ اس رب کو جو بے مثل و بے مثال ہے جو ارحم الراحمین ہے جو مالک ہے اس روز کا جس روز انبیاء ومرسلین علیہم السلام اپنی امت کی سفارش کرنے سے منع فرمادیں گے سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کا خاص انعام ہوگا۔ الغرض یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خود بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہوتے ہیں اور وہی تربیت اپنے بچوں کو دیتے ہیں۔ کیوں کہ یہ معلم ہوتے ہیں اور معلم وہی ہوگا جو خود بھی تعلیم کی دولت سے مالا مال ہو۔ اور یہ سبق ہم کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم صاحب کے پاس ایک روز ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور عرض کیا کہ حکیم صاحب میرا یہ بیٹا گڑ زیادہ کھاتا ہے جسکی وجہ سے اس کی طبیعت خراب رہتی ہے اس کی اصلاح فرمائیں۔ حکیم صاحب بولے اے خاتون اسکو کل لانا۔ چنانچہ جب دوسرا دن آیا تو وہ خاتون اپنے بیٹے کو پھر حکیم صاحب کے گھر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یہ میرا بیٹا گڑ زیادہ کھاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب رہتی ہے اس کی اصلاح فرمائیں۔ حکیم صاحب نے اس بچے کو ہدایت فرمائی تو اس خاتون نے سوال کیا آپ یہ ہدایت اس دن بھی فرما سکتے تھے لیکن آپ نے اس دن منع نہ فرمایا اور آج اس کو گڑ کھانے سے منع فرمایا حکیم صاحب نے

فرمایا کہ اس دن تک میں خود ہی گڑ کھاتا تھا اگر اس دن میں اس کو منع کرتا تو اس پر میری بات کا اثر نہیں ہوتا جب میں نے گڑ کھانا ترک کیا تو میں نے اس کو بھی منع کیا۔الغرض یہی ایک شاندار معلم کی پہچان ہوتی ہے کہ وہ جب کسی کی تربیت کرتا ہے تو وہ خود بھی اس تربیت سے آراستہ ہوتا ہے ورنہ اس کی تربیت چہ معنی دارد؟ اگر وہ معلم نماز کا پابند ہوگا ذکر واذ کار کا نوافل وتسبیحات کا تلاوت قرآن پاک کا پابند ہوگا تب ہی اس کے شاگرد بھی اس کو دیکھ کر عمل پیرا ہونگے۔ چنانچہ انہیں شخصیات میں حضور حافظ ملت شیخ المشائخ استاد العلماء حضرت علامہ حافظ وقاری قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے۔ یوں تو آپ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ قرآن سکھانے پڑھانے میں وقف کردیا اور بعد فراغت حاصل کر کے آپ نے مدرسہ مدار العلوم مکن پور شریف میں تعلیم دینا شروع کیا اور تشنگان علم کو سیراب فرمایا۔ اور یہ آپکی وہ صفت خاص ہے جو آپکو آپ کے معاصرین میں ممتاز کرتی ہے۔ کیونکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

عن عثمان رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَهُ. (صحیح رواہ البخاری صحیح البخاری:5027)

عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے لیکن اس کے علاوہ آپ نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس میں گزاری کیوں کہ جہاں آپ نے مسند تدریس کو اپنی جلوہ گری سے زینت بخشی وہیں ملک کے ایک بڑے طبقے میں دین اسلام ومشن مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ کو فروغ بخشا۔ الغرض آپکی حیات تبلیغ دین وخدمت اسلام میں گزری یہی وجہ تھی کے آپ جب عوام کے درمیان بیان فرماتے تو تو ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کے لوگ ششدر رہ جاتے۔ جب مسائل بیان فرماتے تو لگتا کے ایک فقیہ بیان کر رہا ہو۔ جب بھی گفتگو فرماتے تو قرآن وحدیث سے اپنی گفتگو کی شروعات فرماتے۔ دوسری طرف آپ ایک عابد و زاہد کی طرح بھی ایک کامل شخص تھے۔ ہم نے جب سے آنکھ کھولی تو آپکو نماز وتسبیحات کا پابند پایا دنیا سے دور تنہائی میں عبادات میں مشغول پایا۔ یہی وجہ تھی کے آپ سے کشف و کرامت کا بھی ظہور ہوا۔ زمانہ طالب علمی میں جب ہم بزرگوں کی کرامات کا مطالعہ کرتے تھے اور سنتے تھے تو علماء بیان فرماتے کہ یہ اللہ کے محبوب بندے ہیں لیکن جب ہم نے اپنے والد محترم کے ساتھ تبلیغی سفر کیا تو آپ میں وہی کرامات کا ظہور دیکھا جو بڑے بڑے اولیائے عظام میں پائی جاتی تھیں۔ آپ کے پاس جو اولاد کی درخواست لیکر آتا تو کبھی خالی نہیں گیا سیکڑوں پریوار ایسے ہیں جن کو آپکی دعاؤں سے اللہ پاک نے اولاد کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ مریض آتے تو آپکی دعا سے شفاء پاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کنگی ضلع جبل پور میں ایک شخص اپنی بیٹی کو لیکر حاضر ہوا جس کو کئی ڈاکٹروں نے انکار کردیا کے مرض پتہ نہیں چل رہا چنانچہ جیسے ہی آپ نے اس کو دیکھا کچھ پڑھ کر دم کیا وہ بیٹی اچانک بیہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی تو وہ ٹھیک ہوگئی جو بات نہیں کر رہی تھی بات کرنے لگی جسکو بھوک نہیں لگتی تھی کھانا مانگنے لگی الغرض مکمل شفاءیاب ہوئی۔

اسی طرح ایک واقعہ جناب محمد حنیف برنم مداری کنٹھوی صاحب جو والد گرامی کے بہت عزیز مریدوں میں

سے ہیں بیان کرتے ہیں کے ایک مرتبہ جبل پور پچکیاں کا واقعہ ہے کہ آج بھی پچکیاں جبل پور میں سب سے بڑی عمارت ہے حاجی ظفر خان کی ان کا بڑا بیٹا سکندر خان تھا جو کہ مسلم علی گڑھ یونیورسٹی سے پڑھا ہوا تھا لہٰذا حاجی ظفر صاحب کے اور سات بیٹے تھے جبل پور کے علاوہ کلکتہ میں ریلوے محکمے میں کھانا بنوانا اور سپلائی کرنے کا کام تھا جو کہ بہت بڑی ذمہ داری تھی وہاں بھی مکانات تھے کاروبار تھا بڑی عزت کے مالک تھے بڑے بیٹے کی شادی ایک پڑھے لکھے خاندان میں ہوئی تھی کسی مصلحت کے تحت طلاق ہوگئی بس طلاق ہونا تھا کہ سکندر کا دماغی توازن خراب ہوگیا اور جوں جوں علاج ہوتا گیا حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں میں ڈاکٹروں کو دکھایا علاج کرایا مگر کچھ حاصل نہ ہوا حاجی ظفر صاحب نے بزرگوں کی خانقاہوں کا رخ کیا اور مہینوں رہ کر درگاہوں کے خادمان سے اپنی روداد بتائی مگر سال بھر گزر گیا اور نتیجہ کچھ نہ نکلا حاجی ظفر صاحب جبل پور میں ہوتے تو مدرسہ غوثیہ نماز گاہ میں نماز پڑھا کرتے تھے وہیں پر دادا حضور قاضی سید محمد رفیق جعفری مداری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید صادق جناب ستار ڈرائیور ریلوے والے بھی نماز کے لیے جاتے تھے ایک دن حاجی ظفر صاحب سے ملاقات ہوئی تو ستار ریلوے والوں نے ان کے گھر کے حالات پوچھے اور سکندر کے حالات پوچھے تو حاجی ظفر صاحب نے اپنی روداد سنائی کہ میں نے ہندوستان کے کئی بڑے بڑے شہروں میں ڈاکٹروں سے علاج کرایا لیکن کوئی آرام حاصل نہیں ہوا۔ بڑی بڑی خانقاہوں میں چار چار مہینے پڑے رہے حالات جیسے کے تیسے ہیں اب کیا کریں حاجی ستار استاد نے کہا حاجی صاحب ہمارے پیر صاحب کے صاحبزادے جو پیر ہیں ان کو دکھائیں ان سے ملیں انشاء اللہ ضرور سکون ملے گا حاجی ظفر صاحب نے پوچھا کہاں ملیں گے کہا کٹنگی سے صحیح پتہ ملے گا حاجی ظفر صاحب حافظ عبدالغنی جو کہ امام تھے ساتھ لے لیا اور کٹنگی آئے سب نے کہا کہ پرنم صاحب بہت قریب ہیں حضرت سے بہر حال پرنم صاحب سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں سب نے بتایا کہ پھٹیرا ضلع دموہ کا مشہور قصبہ ہے تمام گاؤں سلسلہ عالیہ مداریہ سے منسلک ہے مرید ہے لہٰذا پھٹیرا میں ہی ہوں گے حاجی ظفر صاحب نے پرنم صاحب سے کہا کہ اگر حضرت ہیلی کاپٹر پر راضی ہوں تو ہم لائیں گے ان کو لے ائیں پرنم صاحب نے کہا نہیں وہ آل رسول ہیں پریشان نہ ہوں انشاء اللہ میں لے آؤں گا پھٹیرا گاؤں کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں حضرت گھراٹا گاؤں میں تھے لہٰذا جب حضرت سے ملاقات ہوئی پرنم صاحب کی اور پرنم صاحب نے پوری کہانی بتائی کہ اپ کے مرید ستار ریلوے والوں نے بھیجا ہے بہر حال پرنم صاحب نے حضور حافظ ملت صاحب کو ساتھ میں لے کر کے ستار ڈرائیور ریلوے والوں کے یہاں پہنچے اور حاجی ظفر صاحب کو خبر دی گئی حاجی جی فورا آئے اور حضرت سے التجا کی کہ حضور چلیے آپ نے کہا کل صبح چلیں گے آپ 100 گرام گڑ لے آیئے حاجی جی گڑ لے کر کے آئے حضرت کو دیا آپ نے پڑھ کر دم کیا اور دے دیا کہ کہا جاؤ آدھا گڑ کھلا دو حاجی جی نے سکندر کو آدھا گڑ کھانے کو دیا اس روز سکندر نے بڑی آسانی سے گڑ کھا لیا نیند آ گئی جبکہ رات تو رات جاگتا تھا پورا گھر محلّہ پریشان رہتا تھا جب محلے میں سکندر نکلے تو لوگ گھر کے دروازے بند کر دیتے اس روز گڑ کھانے کے بعد نیند آئی اور سو گیا آدھی رات کو جب نیند کھلی تو سکندر نے پہلے کی طرح اپنی ماں کو اٹھایا اور کہا کہ بھوک لگی ہے کھانا کھانا ہے۔ حاجی ظفر صاحب اور ان کی اہلیہ یہ کرشمہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے اپنے

بچے کو بڑی محبت سے کھانا دیا اس نے کھایا۔ کھانا کھاتے ہی پھر سو گیا پہلے کی طرح جیسے پہلے کبھی بیمار نہ تھا پھر اٹھا نہایا ناشتہ کیا سکندر نے کپڑے بدلے جیسا کہ طریقے سے بدلے جاتے ہیں اب تو حاجی جی اتنے خوش نظر آئے کہ انتہا نہ تھی جناب پرنم کنگوی کہتے ہیں کہ میں حضرت کے ساتھ ہی تھا کہ حاجی ظفر صاحب ستار بھائی کے گھر پہنچے اور بولے حضور حکم فرمائیں کہ آٹو پہ چلیں گے یا گاڑی پر چلیں گے یا میں اپنی پیٹھ پر لا د کر آپ کو لے چلوں حضرت مسکرائے فرمایا نہیں ہم پیدل چلیں گے گھر پہنچے پورا محلّہ گھر والے استقبال میں کھڑے تھے بہر حال حضرت کے لیے گدی لگائی گئی۔ اور وہ بیٹا سکندر بالکل ٹھیک ہو گیا ایسے کہ جیسے کبھی وہ بیمار بھی نہ ہوا پھر حضور عتیق ملت علیہ الرحمہ نے پرنم صاحب کو حکم دیا کہ اس بیٹے کو مدار چلہ منڈی مدار ٹیکری میں حضور مدار پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے چلے پاک پر حاضری دلائیں پھر حاجی ظفر صاحب نے کہا کہ سرکار سمجھ گیا سلسلے عالیہ مدرایہ کے بزرگوں کی عظمتوں کو۔ الغرض ایسے بہت سے معاملات آپکی زندگی میں ہوئے جن کا ہم نے بھی مشاہدہ کیا اور آپ کے مریدین سے سماعت بھی کیا۔ ایسے ہی آپ کی زبان سے جو کچھ نکل گیا کبھی خالی نہیں گیا۔ لوگ آپکے پاس آتے اور اپنی بات رکھتے آپ فرمایا کرتے کہ جاؤ ہو جائے گا تو وہ اس کا کام ہو جاتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ دموہ میں ایک صاحب جو مرید ہیں والد صاحب سے اپنے ایک دوست جو غیر مسلم تھا لیکر آئے جو بے گناہ تھا اور مقدمے میں ملوث تھا اور فیصلہ آنے والا تھا غالب گمان تھا کے فیصلہ اس کے خلاف آئے گا آپ نے فرمایا جاؤ بری ہو جاؤ گے اسی ہفتے میں فیصلہ تھا اور فیصلہ اس کے حق میں آیا۔ چنانچہ ایسے بہت سے معاملات ہیں جو کرامت بن کر آپ سے صادر ہوئے جن کو اگر لکھنا شروع کیا جائے تو ایک دفتر کھل جائے۔

اور کیوں نہ ہو آپ ایک صاحب نسبت بزرگ تھے جس کی گواہی ہمارے استاد محترم حضرت علامہ مولانا خواجہ سید مصباح المراد جعفری مداری صاحب نے دی جب آپ کا وصال ہوا تو ہم پاٹن ضلع جبلپور میں تھے منگل کا دن تھا 2 جولاء 2012ء مطابق 12 شعبان المعظم 1433ھ صبح 4 بجے موبائل کی گھنٹی بجی پتہ چلا کے والد گرامی کا وصال ہو گیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک بہت بڑا غم ہم پر ٹوٹ پڑا مریدین کے ساتھ گھر کے لئے روانہ ہوئے۔ بعد کفن و دفن کے استاد محترم ملنے آئے تب انہوں نے بتایا کے کل رات میں جناب سید امین الحق صاحب نے ایک خواب دیکھا تھا اسکی تعبیر تھی کہ ایک صاحب نسبت بزرگ دنیا سے جانے والے ہیں اچانک صبح کو استاد محترم قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری صاحب کے انتقال کی خبر ملی۔ قارئین کرام یہ ہوتے ہیں اللہ کے نیک بندے اللہ پاک پیر و مرشد والد گرامی کی مزار پر انوار کی برسات فرمائے آمین یہ قطعہ تاریخ وفات ہمارے استاد محترم نے اپنے استاد محترم کے لئے کہا ہم انہیں الفاظ کے ساتھ یہاں پیش کر دیتے ہیں۔ قطعہ تاریخ وفات استاذ گرامی مرتبت شیخ طریقت حافظ وقاری قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری علیہ الرحمہ

قطعہ

نام جب رب کا کوئی لے تو تڑپ جاتے تھے
رب سے تھا واقعی کیا عشق عتیق ملت
ہوئے مدفون تو مصباح یہ آتی تھی صدا
اے زمیں نرم شو (بارفق عتیق ملت)

۱۴۳۳ھ

حافظ ملت قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصانہ شخصی تعلق سے ایک تأثراتی خاکہ

پیکر اخلاق و محبت حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: سید مقتدا حسین

کہتے ہیں کہ کسی انسان کی شخصی خوبیاں تلاش کرنا ہے تو اس شخص سے قریب تر ہو کر اس کے کردار و عمل پر نظر کر کے تلاش کرو۔ زبان و بیان، باہمی ربط و محبت اور انداز زندگی انسان کے کردار کے وہ جوہر ہیں جن سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ہی کوئی شخص ایک عظیم شخصیت کی منازل حاصل کرتا ہے۔ میں نے حضور حافظ ملت قاضی سید محمد عتیق صاحب کی زندگی کے شب و روز کو بہت قریب سے دیکھا تو پایا کہ خلوص و محبت، کردار کے تقدس و طہارت، باہمی ربط و تعلق، سماجی رواداریوں کی خوبیاں، تعلیم و تعلیم اور سلسلہ عالیہ مداریہ کی ترویج و اشاعت کا بے مثال جذبہ، قرآن و سنت کے مطابق گذرتے ہوئے زندگی کے لمحات، زبان و بیان میں اسلامی حلاوت و مٹھاس، رہن سہن اور ضروریات زندگی میں شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندیاں، دینی اور اسلامی شعور و فکر کے ساتھ اولاد کی پرورش، خانگی ماحول میں مذہبی رواداریوں کی جھلک، برادران وفا شعاری اور اخلاق اعلیٰ ظرفی کا حسین پیکر، یہ وہ سرمایۂ حیات ہیں جنہوں نے حافظ ملت کی شخصیت کو معراج کمال پر پہنچا دیا۔

یوں تو میں نے حضور حافظ ملت کو خانقاہ عالیہ مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے مرکزی ادارے جامعہ عربیہ مدار العلوم میں مصروف پایا مگر اسلامی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ مداریہ کی ترویج و اشاعت میں اس قدر سرگرم عمل دیکھا کہ اس کی جتنی ستائش کی جائے وہ کم ہے۔

مجھ کو حضور حافظ ملت کو قریب سے دیکھنے اور ان کے مخلصانہ نظریات کو سمجھنے کا موقع جب ملا جب 1988ء میں میں نے رسالہ انور حلب کا ابوالوقار نمبر شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ دراصل ایک ماہنامہ رسالہ ''انوار حلب''، مکن پور شریف کو میں نے بڑی جدوجہد کے ساتھ تین سال کی مدت تک مسلسل شائع کیا جو 1987ء سے 1989ء تک چھپتا رہا۔ اس وقت رسالے کی طباعت لیتھو پریس پر ہوتی تھی اور کتابت کا کام ہاتھوں سے کیا جاتا تھا ایک خاص قسم کی سیاہی سے بٹر پیپر پر لکھا جاتا تھا۔ ایک دن حضور حافظ ملت صاحب نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے فرمایا کہ سنا ہے آپ قطب عالم سید کلب علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و سوانح کے تعلق سے اپنے رسالے کا ''ابوالوقار نمبر'' شائع کرنے جا رہے ہیں، میں نے عرض کیا جی حضرت! یہ آپ نے درست فرمایا ہے۔ تو آپ فرمانے لگے اس خصوصی شمارے کی کتابت میں خود کروں گا۔ دراصل حافظ عتیق صاحب علیہ الرحمہ کو جاننے والے لوگ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ حافظ صاحب

نہایت خوش نویس اور خوش آئیند کا تب تھے۔ آپ اس قدر خوبصورت لکھتے تھے جیسے کہ موتی پرو دیے ہوں۔ عربی اور اردو رسم الخط میں ان کی تحریرات اور بنائے ہوئے طغرے جو ایک بار دیکھ لیتا وہ حیرت زدہ ہوکر دیکھتا رہ جاتا۔ حروف کے نوک و پلک کی بناوٹ پر اس فن کے ماہرین بھی دانتوں کے نیچے انگلیاں دبانے پر مجبور ہو جاتے۔ غرض کہ حافظ صاحب نے نہایت خوش دلی کے ساتھ رسالہ انوار حلب ابوالوقار نمبر کی اتنی خوبصورت کتابت فرمائی جس کی داد و تحسین کے لئے ولی کامل حضور سید محمد ولی شکوہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب کے گھر جا کر ان کو دعاؤں اور اپنی کرم فرمائیوں سے نوازتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ میں نے حافظ صاحب سے عرض کیا کہ حضور دن رات محنت کر کے آپ نے اس شمارے کی کتابت کی اور میں نے آپ کو ہر وقت خندہ پیشانی کے ساتھ شاد کام ہوکر کام میں لگے دیکھا۔ فرمانے لگے کہ مجھ کو اپنے محسن بزرگ کی تاریخی حیات کو سامنے لانے اور سلسلہ عالیہ مداریہ پر لکھی گئیں تحریرات کو زمانے کے روبرو کرنے کی جو خدمت میسر آئی ہے یہ ہمارے لئے ایک عظیم نعمت سے کم نہیں ہے۔ اگر چہ لیتھو پریس سے چھپنے کی وجہ سے ابوالوقار نمبر کی طباعت میں خامیاں رہ گئیں مگر حضور حافظ ملت کی خوش نویس تحریرات آج بھی زندہ و جاوید بن کر محفوظ ہیں۔

حضور حافظ ملت قاضی صاحب کا ایک بہت بڑا حلقۂ ارادت مدھیہ پردیش کے جبل پور اور دموہ کے اطراف و جوانب میں ہے۔ جہاں آپ کے اجداد و اکابرین کی دینی خدمات اور سلسلہ مداریہ کی تبلیغ واشاعت کی نمایاں کارفرمائیاں آسمان سنیت پر آفتاب بن کر چمک رہی ہیں۔ حافظ صاحب نے اپنے اسلامی تفکرات و نظریات کے ساتھ سلسلہ مداریہ کے عروج وارتقاء میں وہ نمایاں کردار ادا کیا جس کو آج بھی اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ شہر جبل پور اور اس کے اطراف میں حافظ صاحب کے پاکیزہ کردار وعمل، اخلاق ومحبت اور زندہ دلی کا ڈنکا بج رہا ہے۔

حافظ صاحب کے مخلصانہ جذبے اور محبت بھرے انداز نے ایک مرتبہ میرے دل پر ایسا اثر مرتب فرما دیا جس کو زندگی بھر کبھی نہیں بھول پاؤں گا۔ 1991ء میں حافظ صاحب نے حضور مدار پاک کے جلسے میں تقریر کرنے کیلئے جبل پور سے کچھ فاصلے پر آباد ایک قدیم بستی کنگی میں مجھ کو بلایا۔ اس آبادی کی قدیم تاریخ یہ ہے کہ یہاں پر حافظ صاحب کے اجداد نے سیکڑوں لوگوں کو داخل اسلام فرما کر دین کی نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔ یہاں پر مسجد بنوائی لوگوں کو شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا اور سلسلہ مداریہ کی عظمتوں سے روشناس کرایا۔ اس عظیم خدمت کو مزید فروغ بخشنے کیلئے حافظ صاحب اس آبادی میں اپنا زیادہ وقت گزارتے تھے۔ اسی مقام پر دور دراز سے سفر کر کے لوگ آپ سے ملاقات کرنے آتے اور فیضان قطب المدار سے مالا مال ہوکر واپس جاتے۔

حضور حافظ ملت کی تربیت کا عالم یہ تھا کہ رات کے جلسے میں سیکڑوں کا مجمع تھا اور ہر شخص ہندوستان کے پہلے مبلغ اسلام حضور مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے عشق میں دیوانہ اور سرشار نظر آرہا تھا۔ حافظ صاحب نے ان کے سب سے ذہن وفکر کو ایسا مرتب فرمایا تھا کہ ہر شخص اپنے آقا مدار پاک کی نسبتوں پر ناز کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ میں ان سب کے جذبۂ مداریت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اور دعاؤں سے نوازتا ہوں۔

رات کے خوبصورت ماحول کی یادوں کو دل میں بسائے ہوئے

ہم حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ کچھ ضروری باتیں انہوں نے بڑے ہی مربیانہ لہجے میں فرمائیں جن پر میں نے پابندی کے ساتھ عمل کرنے کی یقین دہانی کراتے ہوئے مکن پور شریف واپس آنے کی اجازت طلب کی۔

حافظ صاحب اپنے ایک مرید خاص رمضان علی کے مکان پر جلوہ فرما تھے۔ یہ مکان عین شاہ راہ پر تھا۔ سامنے گاڑی پر ہم لوگوں کا سامان رکھا جا رہا تھا۔ گاڑی ہم کو چھوڑنے جبل پور تک آنا تھی۔ اچانک میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ حافظ صاحب کے چہرے پر بے چینی کے عجیب سے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے قریب جا کر اضطرابی کیفیات کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بڑے ہی دلگیر لہجے میں فرمایا کہ تم لوگ کیا واقعی جا رہے ہو؟ اور عجیب سے احساسات کا اظہار فرمایا۔ میرے دل کی کیفیت بدل گئی میں غور سے بار بار ان کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ کیا یہ باہمی ربط وتعلق، مخلصانہ جذبہ الفت، بے لوث محبت اور دل کی گہرائیوں سے کی گئی چاہتوں کا اثر ہے۔ ان کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے آنسو اپنوں کی جدائی کا غم اور بچھڑنے کی کہانی کا درد بیان کر رہے تھے۔ میں بھی احساسات کے سمندر میں ڈوب گیا۔ وقت ٹھہر سا گیا تھا، فضائیں بھی خاموش تھیں ایک عجیب سا المناک ماحول تھا۔ ہم لوگ اجازت لیکر گاڑی پر بیٹھ کر چل دیے جب تک گاڑی نظر آئی حافظ صاحب ہم سب کو دیکھتے اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔

اس واقعہ نے میرے ذہن وفکر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میں اپنی خوش نصیبی پر ناز کر رہا تھا کہ ہمارے بزرگوں کے دلوں میں ہماری چاہت ومحبت کی جو جگہ ہے وہ ہمارا سب سے عظیم سرمایۂ حیات ہے۔ وقت تیزی سے گزر گیا حضور حافظ ملت کی مشفقانہ شفقتوں سے بھی محروم ہوگئے۔ مگر آج بھی گذرے ہوئے ان لمحات کی یادیں زندہ ہیں۔

ادارہ رہبر نور مکن پور شریف
تمام عالم اسلام کو شہنشاہ ولایت، فرد الافراد، قطب الارشاد
سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار
کے 609 ویں عرس پاک کی
بہت بہت مبارک باد پیش کرتا ہے۔

حضرت قاضی سید محمد شفیق رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: قاری سید محضر علی جعفری وقاری مداری
مہتمم وامام جامع مسجد عالم گیری مکن پور شریف

هرسه خواجگان نے ۸۱۸ھ میں اس جگہ کو آباد کیا۔ اس نورانی بستی دارالنور مکن پور کا پہلا نام خیر آباد تھا خیر آباد کے عدد ابجد کے لحاظ سے ۸۱۸ ہوتے ہیں ۸۱۸ھ سے ۱۴۴۴ھ تک خاندان ہرسہ خواجگان میں کئی تبدیلیاں ہوئیں اور شناخت کے اعتبار سے برادری یعنی سادات مکن پور شریف میں کئے الگ الگ خاندان ہوگئے ہیں یہ بچہ فلاں خاندان کا ہے، یہ بچہ فلاں خاندان کا ہے وہ بچہ فلاں خاندان کا ہے جس قدر خاندان ہیں ان کی پہچان بھی الگ الگ ہوتی جارہی ہیں ۔اسی طرح قاضی صاحبان کا خاندان گوشۂ نشین مشہور ہے ان بزرگوں کا چلن رہا ہے کہ اپنے حلقۂ ارادت سے اپنے دولت کدہ پر آئے اور مقیم ہوگئے ۔صرف برادری میں کوئی غم یا خوشی کی تقریب ہوتی اس میں شرکت کی اس کے علاوہ اپنے گھروں میں مقیم رہتے تھے۔ مشہور ہے کہ عبادت وریاضت میں زیادہ وقت گذارتے تھے اور گوشہ نشینی کو ترجیح دیتے تھے اس خاندان کی رواداری اور اخلاق بھی مشہور چلا آتا ہے ہرایک سے خندہ پیشانی سے ملنا ۔قاضی شہر عارف باللہ سید شفیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا زیادہ وقت سلسلۂ عالیہ مداریہ کی تبلیغ وترویج میں گذارا ہر چند کہ ہندوستان کے مختلف صوبے جات میں ان کے مریدین اوور معتقدین موجود ہیں لیکن مدھیہ پردیش کو زیادہ اہمیت دیتے تھے ان کے......دور میں موجودہ سفر کی سہولتیں نہیں تھیں بڑی صعوبتوں سے سفر ہوتا تھا اکثر وبیشتر سفر کے لئے کوئی سواری کا انتظام نہیں ہوتا تو پا پیادہ ہی سفر فرماتے دین اور سنت اور مسلک امام اعظم کو فروغ دیتے صعوبتوں کے باوجود کبھی ہمت نہیں ہارے ان کے دور میں تو کچھ سفر کی آسائشیں وسہولتیں موجود تھیں ۔ پہلے گھوڑوں اور اونٹوں اور بیل گاڑی سے سفر ہوتا تھا مگر بزرگوں نے تبلیغ کے کام میں کبھی بھی عار محسوس نہیں کیا۔

مغلوں کے دور میں پورے ایشیا میں جہاں جہاں حضور مدارالعالمین کے چلے ،تکیہ پٹھوتی ہوا کرتی تھیں وہاں سے مداریہ سلسلے اور مدار پاک کے ماننے والے چھڑیاں اورالم لیکر آتے تھے، نذرونیاز پیش کرتے شہنشاہوں اور بادشاہوں راجاؤں نے جو زمینیں وقف کی تھیں اور مدار پاک کے آستانے میں جو نذرونیاز چڑھاوا آتا تھا وہ برادری میں تقسیم ہوتا تھا وہ نذرونیاز وچڑھاوا اور زمینداری کی رقوم برادری کے اخراجات کے لئے بہت کافی ہوا کرتی تھی بڑی کشادگی اورآسان زندگی تھی اس کے باوجود برادری کے افراد سفر کیا کرتے تھے۔ دین وسنیت مداریت کا کام انجام دیتے تھے۔

بھٹنڈا میں دوملنگوں میں تصادم ہوا چلے کی گدّی کے

دونوں دعویدار تھے یہ اطلاع ہمارے والد سیدنا ابوالوقار سید کلب علی کو ملی آپ نے قاضی سید شفیق جعفری مداری کو تیار کیا اور بھٹنڈا پہونچ کر قاعدے کے مطابق جمع اللہ کو اکٹھا کیا اور ایک ملنگ کو اس چلے پر مقرر کیا اور ایک کو معزول کر دیا معزول ملنگ نے انگریز عدالت کا رخ کیا عدالت نے جب سجادگان مکن پور شریف مولانا سید کلب علی اور قاضی سید شفیق مداریان اور جمع اللہ کے دستخط دیکھے تو انگریز حاکم وثالث نے ان کے فیصلے کی تائید کر دی یہ تحریر الحمدللہ ہمارے پاس آج بھی موجود ہے۔ اور کئی مقدمات میں ہمارے لئے کامیابی کا سبب بنی جب عدالت میں اس تحریر کو پیش کیا گیا تو چلوں پر مکیں حضرات کو فتح حاصل ہوئی۔

اس قسم کی تحریریں جب سامنے آتی ہیں تو برادری کے افراد کو کیا اختیارات حاصل ہیں اس کی نشان دہی ہوتی ہے اور برادری کے رہن، سہن اور باہمی روابط کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ نے جب آخری سفر کیا تو اپنے ہمراہ اپنے بھتیجوں کی اولاد میں سید عبداللہ حلبی کے تین بیٹے سید ابو محمد ارغون و سید ابوتراب فنصور اور حضرت سید ابوالحسن طیفور کو اپنے ہمراہ لیکر آئے تھے۔ ان کو ہرسہ خواجگان اور کنفس واحد کہا جاتا ہے۔ درگاہ معلی کے حقوق ان کے بیٹے پوتوں میں برابر کے تقسیم ہوتے آئے ہیں۔ ہرسہ خواجگان نے خاندان مکن پور کو قاضی القضات مقرر کیا برادری کے افراد کا نکاح آج بھی اسی خاندان کے سپرد ہے یہ خدمت آج بھی اسی خاندان کے افراد انجام دیتے ہیں۔ اس خاندان کے اکثر و بیشتر بزرگ صاحب تقویٰ اور پرہیز گار اور نورانی چہروں والے گذرے ہیں۔ مشہور ہے کہ جس مکان میں مولانا منصف اور ان کے اجداد و اسلاف رہتے ہیں وہ مکان خواجہ سید ابوتراب فنصوری کا ہے۔

چونکہ ہمارے اجداد اور قاضی صاحبان کے اجداد واسلاف ایک ہیں سارے شجرات کچھ اسماء کے بعد خواجہ سید ابوتراب سے جا ملتے ہیں۔ قاضی صاحبان کا خاندان ہمارے ددھال قریب کے رشتے ہیں شاید اسی وجہ سے ہمارے والد مرشدی ابوالوقار اور قاضی سید شفیق صاحب جعفری مداری ایک دوسرے کے بہت قریب رہتے تھے۔ خانگی اور غیر خانگی معاملات میں دونوں بزرگ شریک رہتے تھے۔ قابل ذکر ہے کہ ہمارے برادر کلاں شیخ الہند سید ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر خرد حافظ مداریت سید مختار علی دیوان درگاہ کا رشتہ قاضی سید شفیق جعفری مداری کی صاحب زادی سیدہ ام المسلمین کے ساتھ طے ہوا اور بہت دھوم دھام سے شادی کی رسم ادا ہوئی اس گھر کی تربیت کا ہم نے خود مشاہدہ کیا ان خاتون کو شاید سورج روح کی شعاعوں نے بھی بہت کم دیکھا ہوگا اشعار بھی کہتی تھیں ہمارا نام محضر علی انہوں نے ہی رکھا تھا۔ بہت سرخ سفید رنگ تھا گھر سے بہت کم نکلتی تھیں۔ بہت پرہیز گار اور متقی تھیں جب دیوان درگاہ کے مریدین گھر آتے ان کے ساتھ خواتین آتیں تو ان سے بھی ملاقات کرنے سے گریز کرتیں۔ اپنے گھر کی چہار دیواری سے باہر بہت کم جاتی ہمارے والد ابوالوقار جب ۱۹۶۰ء میں حج کے لئے گئے تو تین ماہ میں واپسی ہوتی تھی ہمارا بچپن کے اوقات بھی انہیں کی گود میں گذرے۔

ہماری اک بہن جن کا نام تنویر فاطمہ تھا ان کا نکاح بھی اسی خاندان کے صوفی سید محمد آل نبی سے ہوا رشتے داریاں اگر تحریر کی جائیں گی تو ایک کتاب مرتب ہو جائے گی۔

●●●

میرے استاد میری نظر میں

از قلم: ڈاکٹر اقتدا حسین جعفری عامرؔ

درس حاصل کرے پڑھ کر جسے ساری دنیا
وہ کہانی مرے حالات پہ لکھ کر رکھنا

ہم آج ایسے ماحول میں سانس لے رہے ہیں جس میں ہم نے اپنی پیش روؤں بطور خاص اساتذہ کے گران قدر علمی ادبی ثقافتی کارناموں کو فراموش ہی نہیں کر دیا بلکہ ہم اپنی دھن میں اس درجہ محو ہیں کہ ان کے اعلیٰ کردار سے واقفیت رکھنا بھی ہمیں گراں گزرتا ہے۔ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہمارے بعد کی نسلیں ہمیں بھی یاد کرنا ایک کارزیاں قرار دیں گی۔ نتیجتاً تاریخ ہمیں فراموش کر دے گی۔ کیا ہم جانتے ہیں کہ دارالنور مکن پور شریف کی دھرتی پر ایسے با کمال علماء کرام، صوفیاء عظام، حفاظ خوش الحان، شعراء پر تو حسان، مشائخ ذوالاحترام، فضلاء اجل اور مجاہد اعظم وجود میں آئے جن کی کارگزاریاں رہتی دنیا تک ناموس طبعی یعنی فطری راز بن کر ہمارے درمیان موجود ہیں۔

انہیں عظیم شخصیات میں حافظ قاضی سید محمد عتیق رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے۔ جن کے معیار علمیت، روحانی بصیرت، اصلاحی طریقہ کار، کردار وعمل کی پاکیزگی، اخلاق کریمانہ، بے لوث خدمت خلق کا جذبہ، اللہ توکل اور تقویٰ کی اعلیٰ مثال سے کون نہیں واقف؟ یوں تو مجھ نااہل کو مرتب کرنے میں جن اساتذۂ کرام کی شفقتیں حاصل ہیں ان میں سب سے پہلا نام سیدہ نور النہار جعفریؒ میری والدہ محترمہ کا ہے جو بذات خود ایک مکمل درس گاہ تھیں۔ دوسرا نام ڈاکٹر سید مرتضیٰ حسین جعفریؒ میرے والد محترم کا ہے جن سے میں نے علم الادیان اور علم الابدان کا مکمل درس حاصل کیا۔ تیسرا نام سید سرکار حسین جعفریؒ کا ہے جنہوں نے میری علم خطاطی میں رہنمائی فرمائی۔ چوتھا نام سید معزز حسینؒ ادیبؔ کا ہے جن کی مساعی جمیلہ نے شاعری کے میدان میں نئی روح پھونک کر شعر گوئی اور شعر فہمی کا سلیقہ بخشا اور پانچواں نام پنجتن پاک کی نسبت سے حافظ قاضی سید محمد عتیق صاحبؒ کا ہے جنہوں نے مجھے اس کتاب کا درس دیا جس کے لئے اللہ کا ارشاد ہوا ''ذالک الکتب لاریب فیه هدی للمتقین''، جس کی حکمت فکر میں صداقت، عمل میں تقویٰ، مقصد میں وحدت اور ارادے میں خیر خواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اور بالیقیں یہی وہ کتاب ہے جو ہدایت بخشنے والی ہے۔ قرآن الکریم کی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ (Caligraphy) میں میری کامیابی کا سہرہ بھی آپ ہی کے سر ہے۔ اس میں آپ ہی کی توجہات کا عکس جمیل ہے۔ آپ نے ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی کی۔ قیمتی نصیحتوں کے ذریعہ میرے دل میں کامیابی کا محبوب تصور پیدا کیا ان عنایات کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے اس میں کامیابی حاصل کی۔ جو آج بھی میری معاون ہیں۔ میں نے کہیں پڑھا تھا۔

A good teacher is one who has not only ability but can also communicate his knwledge to his student.

ایک بہترین استاد وہ نہیں ہے جو بذات خود قابلیت رکھتا ہو بلکہ ایک بہترین استاد کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی قابلیت کو اپنے طلبہ تک پہنچائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خوبی حافظ قاضی سید محمد عتیق صاحبؒ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ جن کا معارض نظر نہیں آتا۔

درس وتدریس کے علاوہ جن بزرگوں کے کردار وعمل نے اس خاکسار کومتاثر کیا بلکہ ان کے بھی کردار وعمل سے درس حاصل کیا۔ جن کی محبتیں اور نوازشات مجھ پر ہیں ان کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں حضرت حاجی سید نبی حسن جعفری صاحبؒ، حضرت حاجی سید ظہیر المنعم جعفری صاحبؒ، حضرت سید محمد ولی شکوہ جعفری صاحبؒ، حضرت سید مصطفٰے حسین جعفری صاحبؒ، حضرت سید مظفر علی جعفری صاحبؒ، حضرت حافظ سید جواہر الحسن جعفری صاحبؒ، حضرت سید عظیم الباقی جعفری صاحبؒ، ڈاکٹر سید مرغوب عالم جعفری صاحب اور حاجی اختر عالم جعفری صاحبؒ۔ ان میں سے بیشتر نے مجھے گودوں میں کھلایا اور جن کی میں نے صحبت اٹھائی۔ ان تمام حضرات کی نجی زندگی، عائلی زندگی، معاشرتی زندگی، اقتصادی زندگی، سیاسی زندگی اور بین الاقوامی زندگی سے میں نے جو درس حاصل کیا وہ میری زندگی کیلئے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جملہ بزرگوں کو جن کا ذکر میں نے اپنی تحریر میں کیا ہے سب سے راضی ہو اور اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے آمین۔ اور میری تحریر میں حق گوئی کو دلوں میں راسخ فرما اگر کہیں لغزش ہوئی ہو تو مجھے معاف فرما۔ وما توفیقی الا باللہ.

منقبتیں

شریف حضور سیدنا سید رفیق ملت علیہ الرحمہ

کیوں نہ دے دنیا تمہیں داد رفیق ملت
تم نے صحرا کئے آباد رفیق ملت
کام جاری ہے ترے بعد رفیق ملت
کر رہی ہے تری اولاد رفیق ملت
تیرے دیوانوں کو زنجیر تری راس آئی
تیرے زنداں میں ہیں آزاد رفیق ملت
دیں کی تبلیغ کا بیڑا جو اٹھایا تم نے
کفر کو کر دیا برباد رفیق ملت
آپ جو لکھ دیں تو تحریر کی قسمت کھل جائے
آپ فن کاروں کے استاد رفیق ملت
آپ کے در پہ امیروں کو ہے دیکھا ہم نے
مانگتے آپ سے امداد رفیق ملت
آپ کی نسبتیں جس جس کو جہاں ہیں حاصل
کوئی ملتا نہیں ناشاد رفیق ملت
آپ کا قول ہر اک دل پہ رقم ہے اب تک
آپ نے جو کیا ارشاد رفیق ملت
آپ کا لہجہ وہ انداز تکلم شہرت
مضطرب دل بھی ہوئے شاد رفیق ملت

سید شہرت حسین شہرت مکن پوری

آپ کے در کا جو منگتا ہے رفیق ملت
اونچے اونچوں سے وہ اونچا ہے رفیق ملت
مدح پردیس کی دھرتی پہ جدھر بھی دیکھو
آپکے فیض کا دریا ہے رفیق ملت
خواب میں دیکھ لوں میں آپکا نوری چہرہ
میرے دل میں یہ تمنا ہے رفیق ملت
جس میں سرکار کی نسبت کی سند لکھی ہے
آپ کے گھر میں وہ رقعہ ہے رفیق ملت
زندگی بھر رہے آقا کے پڑوسی بنکر
رب نے اعزاز یہ بخشا ہے رفیق ملت
آپکے جیسا نہیں دیکھا کوئی نستعلیق
علم و فن آپ کا ورثہ ہے رفیق ملت
اپنے مصباح کی خاطر بھی دعا کردیجیے
یہ بہت غم کا ستایا ہے رفیق ملت

مولانا خواجہ سید مصباح المراد جعفری مداری

میرے شفیق استاذ

حضور قاضی صاحب قبلہ

ازقلم:سید شہرت ادیب جعفری، مداری، مدرس مرکزی ادارہ مکن پور شریف

استاد تو دنیا میں لاکھوں اور انگنت ہیں لیکن استاد محترم عمدۃ الحفاظ شیخ طریقت رہبر راہ شریعت حضرت صوفی الشاہ قاضی سید محمد عتیق جعفری فصوری مداری نور اللہ مرقدہ جیسا استاد شاز و نادر ہی ہوگا ہر شاگرد کے حق میں آپ کی سہی رہبری اپ کی شخصی علو مرتبت کو عیاں کرتی ہے آپ نے بہت گم گشتگان راہ کو رہبر کر دیا۔ بے ترتیب زندگی کو اصول زندگی کے خاکہ میں مرتب کر دیا۔ کھنڈرات زندگی کو تعمیرات میں بدل دیا۔ تلخیٔ حیات کو عسل مصفی کر دیا ردی کو جوہر لاقیمت کر دیا۔ جب بھی کسی استاد کا ذکر چھڑتا ہے تو میرے تصور کے پردوں پر استاد کا خیال تصویر بنکر ابھر آتا ہے جس نے بلا تفریق قوم مسلم کے بچوں کی زندگیوں کو سلیقۂ زندگی سکھانے کیلئے زندگی کی ہر عیش وطرب کو لات اس لیے ماری کہ ان کے شاگرد سنگ بے قیمت بازار علم میں لعل و جواہر بنکر چمکیں ہماری زندگی کے ہر دور میں استاد کی تادیب ہماری زندگی میں رونق و چمک بنکر اصول زندگی کا پیش رو بن جاتی ہے ایام طفولیت کی بے شعوری کو لاشعوری سے دور رکھا وہ انگلی آپ تھے جس نے ننھے پاؤں کو چلنے کا سہارا دیا وہ زبان آپ تھے جس نے منہ سے ہکلی اور توتلی پرتیں کھرچ کر لکنت نکال کر درست ''الفاظ'' صحیح مخرج نکالنے کا سلیقہ سکھایا جو انگلی کتاب کے اوراق پر حروف کو پہچاننے کے بعد اگلی ادائیگی کیلئے سرعت سے رہے اس پر محنت آپ کی تھی۔ نرم و نازک جوانی کو زمانے کے پرخار راستوں سے نکال کر منزل مقصود کے راستے پر اپ نے کھڑا کیا جس طرح اجالا افق آسمان سے پھوٹ کر زمین کی پستیوں میں سما کر ہر جنس وفصل پر اپنی حکومت قائم کر لیتا ہے۔ اسی طرح میرے استاد افق کی وہ روشنی ہیں جس کی نظر میں کوئی تفریق نہیں ہوتی۔ اس کے اغراض و مقاصد تاریک راہوں میں بھٹکے ہوؤں کو منزل مقصود کی سہی ترجمانی اور رہبری کرنہ ہوتا ہے کسی بھی جنس اور فصل کی قید نہیں جس طرح اجالا کسی قیمتی شئے پر اپنا مسکن بنا لیتا ہے اجالے کی افادیت اور قیمت اتنی ہی زیادہ ہوجاتی ہے۔ اسی طرح استاد کی شفقتیں تو یکساں ہوتی ہیں مگر استاد کی عزت وعظمت جن شاگردوں کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ وہ شاہوں کے خزانہ سے بہتر ہوتے ہیں استاد کی رفعت وعظمت میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ بس میرے اساتذہ بالخصوص قاضی صاحب علیہ الرحمہ بھی وہی ہیں جنکی نگاہ التفات نے ذرۂ بے قیمت کو چمکنے اور چمکانے کا سلیقہ عطا کیا زندگی کا شعور عطا کیا فہم وادراک علم وآگہی عطا کی جو بھی ہوں اور جس قابل ہوں یہ میرے مشفق استاد کی محنتوں نوازشوں اور محبتوں کا ثمرہ ہے بس

یہی کہتا ہوں کہ

سنگ بے قیمت تراشااور جوہر کردیا
شمع علم وآگہی سے دل منور کردیا
چشم فیض اور دست وہ پارس صفت جب چھو گئے
مجھ کو مٹی سے اٹھایا اورفلک پر کردیا

آپ کی کئی صلاحیتوں سے اہل علم بخوبی واقف ہیں آپ بے مثال حافظ، بے مثال کاتب، بے مثال مدرس، بے مثال صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثال فکر کے مالک بھی تھے کیونکہ آپ نے جن اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ان میں ایک عمدۃ الذاکرین صوفئی باصفا شیخ العصر حضرت حافظ سید جواہرحسن صاحب قبلہ ہیں جنکی نگاہ کیمیا اثر نے پہچانا تو اس لاقیمت جوہرکوتراش کر ہیرابنادیا صرف حافظ ہی نہیں بنایا بلکہ اپنی تربیت سے روحانی اورجسمانی کیفیات بدل دیں دوسرے نباض قوم وملت شہکارعلم وفن استاذزمن دریائے فیض کے شناورحضرت سیدسرکارحسین خاورنوراللہ مرقدہ سےفن تحریر حاصل کیااور خطاطی میں اپنانام پیدا کیااوراس عظیم استاد نے ایسانوازہ کہ آپ کےجیساماہراورفنکاردوسرانظرنہیں آیا۔

ان کے علاوہ صوفی کامل عارف باللہ حضرت علامہ صوفی الحاج سیدغلام حسنین تابش جعفری مداری نوراللہ مرقدہ اورحضرت علامہ الحاج قاری صغیراحمد رحمانی کان پوری سے آپنے تجوید وقرات کاعلم حاصل کیا جماعت ثالثہ تک احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپورمیں علم حاصل کیا۔دوران طالب علمی سے ہی آپ کی ذہانت اورفراست مطلع عروج پرجلوہ بارتھی جوخوداچھےفہیم زیرک ہوشیاردانشمندشاگردہونے کاتھا۔

بالائے سرزش زہوش مندی
می تافت ستارۂ سربلندی

کے مصداق آپ بچپن ہی سے بڑے ذہین رہے پھر اس ذہانت کی قدر اساتذہ کرام کی زیرتربیت کھلی تو مشفق اساتذہ نے کسی لائق بنادیا تعلیمی سلسلہ منزل بہ منزل نصاب درنصاب راستہ طئے کرتے کرتے اس منصب جلیلہ تک لے آیا جسے مبداءعلم الرحمٰن علم القرآن حافظ بنایا قوم کی ضرورت نے اس ذات کاانتخاب کیا۔بزرگوں نے علماء ومشائخ نے مدارالعلوم کی مسند تدریس پرزیب اجلاس فرمایا اب تو تشنگان علم مصطفیٰ کی صراحیاں بھرنے لگیں ساقی قلزم علم بنکر نہ جانے کتنے شاگردوں کی پیاس بجھاتے اورشاگردڈھونڈ ڈھوند کراس چشمۂ سیال کے پاس اکٹھا ہوجاتے نہ تیکھے نقوش ہوتے، نہ چہرے پرسلوٹیں کروٹیں بدلتیں، نہ پریشان ہوتے نہ الجھتے نہ ڈانٹتے نہ بیزار ہوتے بلکہ خندہ پیشانی سے شاگردوں کودرس دیتے، معمولی تنخواہ کے بعد بھی اپنے فریضۂ منصبی سے قدم باہر نہ نکالتے درس وتدریس کی خدمت فروغ تعلیم اپنی زندگی کا عین مقصد سمجھ لیا تھااس لئے پوری آبادی میں اج آپ کے ہی شاگردوں سے شمع علم فروزاں ہے۔اوراپ کی تدریسی زندگی کااثر ہے کہ بستی کے سب بوڑھے بچے اپ کوخراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ

علم والوں کو شہادت کا سبق تونے دیا
مرکےبھی زندہ رہے انسان یہ حق تونے دیا

•••

میرے مرشد برحق قاضی سید محمد عتیق علیہ رحمۃ اللہ

از قلم: محمد حنیف پُرنم عتیقی مداری جبل پور

محمد حنیف عتیقی مداری میں کبھی بالا گھاٹ گیا تھا اور خلیل بھائی رشتے دار بھی ہیں ان کے گھر رکا تھا۔ کافی عرصہ کے بعد ایک خط ملا جس میں تحریر تھا کہ خلیل بھائی اتنے بیمار جس کی کوئی امید نہیں اور کوئی آدمی ایسا ہوتو لے آتا ہمیں اللہ کے واسطے میں کرایہ تک نہیں بھیج رہا ہوں۔ اور بالا گھاٹ ایک ضلع ہے ایم پی کا۔ خط پڑھ کے بہت سوچ میں پڑ گیا اور بالا گھاٹ سے اپنی سسرال گھن سور آ گئے تھے۔ اور نو مہینے وہیں تھے اُن دنوں میرے مرشد برحق حضور علامہ قاری قاضی سید محمد عتیق المداریؒ کٹنگی ہی میں جلوہ گر تھے میں خط لیکر حضرت کے پاس گیا اور خط بتایا کہ یہ خط آیا ہے۔ اب میری نظر میں آپ سے بہتر کون ہوسکتا ہے۔ اگر ممکن ہوتو تشریف لے چلئے حضرت بولے کہ پُرنم میں چلتا لیکن مجبوری ہے میرے والد صاحب کی برسی کی فاتحہ ہونی ہے اور میں بہت جلد سے گھر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ پاٹن جایئے وہاں میرے خلیفہ بابا محمد جلیل مداری ہیں اور کہنا کہ آپ چلئے بالا گھاٹ حضرت کا حکم اور مجھے کہہ دینا جو کچھ بھی معاملہ ہے سب ٹھیک ہوجائے گا میں فوراً پاٹن کے لئے روانہ ہوا اور پاٹن پہنچا اتفاق سے بابا محمد جلیل مداری کو کوئی آدمی اپنے یہاں مزدور کام سے لیکر جا رہا تھا اور موٹر سائیکل پر بابا بیٹھ بھی گئے تھے میں سلام کیا تو پوچھا پُرنم میاں بتایئے میں خط بتایا اور کہا حضرت کا حکم ہے وہ شخص بولا کہ میں دو گھنٹے میں پاٹن چھوڑ جاؤں گا بابا فکر میں پڑ گئے میں نے کہا کہ پاٹن سے جبل پور چلنا ہے کیوں کہ وہاں سے ٹرین (ریل) کا سفر کرنا ہے۔ گاڑی ابھی چلنا ہے ورنہ گاڑی نہیں ملے گی۔ بابا صاحب بھی مجبور ہوگئے کہ حضرت کا حکم ہے بولے تمہارے کام کو بعد میں دیکھ لوں گا۔ فوراً بابا صاحب چل دیئے ہم لوگ جبل پور پہونچے اور ٹرین کا سفر اختیار کیا۔ جاڑوں کا موسم تھا رات کے دس بجے پہونچے انہیں بڑی خوشی ہوئی۔ ہم لوگوں کو بڑے انتظام سے لیا گیا۔ اور چائے پینے کے بعد میں نے کہا کہ خلیل کہاں ہیں بتایا کہ گھر میں ہیں جب میں نے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا صرف ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا میں باہر آیا اور بابا صاحب سے بتایا بابا بولے رات میں نہیں صبح دیکھ لیں گے ذرا ہمیں سوچنے دو سب ٹھیک ہوجائے گا گھبراؤ نہیں۔ کھانا وغیرہ کھا کے سب سو گئے صبح ضروریات سے فراغت ہوکے بابا محمد جلیل مداری نے کہا اب لاؤ مریض کو دو آدمی اُٹھا کر لائے۔ زمین پر دو آدمی دونوں اسے پکڑے ہیں اور سنبھالے ہوئے صرف سانس چل رہی تھی۔

راقم الحروف محمد حنیف پُرنم عتیقی مداری کے پیر طریقت حضور علامہ حافظ وقاری شیخ المشائخ عالی جناب قاضی سید محمد عتیق جعفری المداری دامت برکاتہم فرزند دادا پیر علامہ الحاج پیر طرقت قاضی سید محمد رفیق جعفری المداریؒ کے مرید خلیفہ اور جانشین بھی ہیں۔

پچکوئیاں جبل پور کا واقعہ ہے کہ آج بھی پچکوئیاں، جبل پور میں سب سے بڑی عمارت ہے حاجی ظفر خان صاحب کی اُن کا بڑا بیٹا سکندر خان تھا جو کہ مسلم علی گڑھ یونیورسٹی سے پڑھا ہوا تھا۔ لہٰذا حاجی ظفر صاحب کے اور سات بیٹے تھے جبل پور کے علاوہ کلکتہ میں ریلوے محکمہ میں کھانا بنوانا اور سپلائی کرنا تھا۔ جو کہ بہت بڑی ذمہ داری تھی۔ وہاں بھی گھر کا روبار تھا۔ بڑی عزت کے مالک تھے۔ بڑے بیٹے کی شادی ایک پڑھے لکھے خاندان میں ہوئی تھی بیوی کو کسی مصلحت کے تحت طلاق

دے دیا۔ بس طلاق ہونا کہ سکندر کا دماغی توازن اتنا خراب ہوگیا کہ جیوں جیوں علاج ہوتا گیا۔ حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کے ڈاکٹروں کو دکھایا علاج کرایا مگر کچھ نہ ہوا۔ حاجی ظفر صاحب نے بزرگوں کی خانقاہوں کا رخ کیا اور مہینوں رہ رہ کے درگاہوں کے خادمان سے اپنی روداد بتائی خرچہ بھی کیا، مگر سال بھر گزر گیا اور نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ حاجی ظفر صاحب جب جبل پور میں ہوتے تو مدرسہ غوثیہ نماز گاہ میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مدد بھی کافی کی تھی اس کی تعمیر کرنے میں۔ وہیں پر حضور دادا پیر صاحب کے مرید جناب صبر استاد ریلوے والے بھی نماز پڑھا کرتے تھے حاجی ظفر صاحب سے پوچھا کہ سکندر کا کیا حال ہے تو کہا کیا بتائیں بمبئی، مدراس، کلکتہ کے ڈاکٹروں کا علاج کروالیا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بڑی بڑی خانقاہوں میں چار مہینے میں پڑے رہے حالات جیسے کے تیسے ہیں اب کیا کریں حاجی صبر استاد نے کہا کہ حاجی صاحب ہمارے پیرزادے حافظ صاحب جواب پیر ہیں ذرا دکھائیں مجھے امید تا کہ انشاء اللہ ضرور سکون ملے گا۔ حاجی ظفر صاحب نے پوچھا کہاں ملیں گے کہا کٹنگی سے صحیح پتہ چلے گا کہیں ہوں گے۔ حاجی ظفر صاحب حافظ عبدالغنی جو کہ امام تھے مدرسہ غوثیہ نماز گاہ کے ساتھ لے لیا اور کٹنگی آئے سب نے کہا پُرنم صاحب بہت حضرت سے قریب ہیں بہر کیف مجھ سے ملے اور پوچھا حضرت کہاں ہیں سب نے بتایا کہ پھیٹرا ضلع دموہ کا مشہور قصبہ ہے پورا گاؤں ہی مداری سلسلے میں کل بھی اور آج بھی مداری سلسلے میں ہیں لوگ مرید ہوتے ہیں لہٰذا مجھے کرایہ خرچ کے لئے دے کر انتظام کیا میں گیا اور حاجی جی بولے اگر حضرت ہیلی کاپٹر پر راضی ہوں تو ہم لائیں گے میں نے کہا وہ آل رسول ہیں پریشان نہ ہوں انشاء اللہ میں لے آؤں گا۔ پھٹیرا گاؤں کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں حضرت گھراٹا گاؤں میں تھے لہٰذا حضرت سے پوری کہانی بتائی اور کہا کہ آپ کے مرید ستار بھائی ریلوے والوں نے بھیجا ہے۔ بہر حال میں لے کے جبل پور میں پہونچا ستار بھائی ریلوے والوں کے یہاں اور حاجی ظفر صاحب کو خبر دی گئی۔ حاجی جی فوراً آئے اور حضرت سے التجا کی کہ حضور چلئے آپ نے کہا کل صبح چلیں گے آپ سوگرم گڑلے آیئے حاجی جی گڑلے آئے حضرت کو دیا آپ نے پڑھ کر دم کیا اور دے دیا۔ اور کہا کہ جاؤ آدھا گڑ کھلاؤ پھر دیکھو خدا کا فضل اور مدار کا فیضان۔ حاجی جی نے سکندر کو آدھا گڑ کھانے کو دیا۔ اس روز سکندر نے بڑی آسانی سے گڑ کھالیا اور نیند آگئی۔ جب کہ راتوں رات جاگتا تھا۔ پورا گھر محلّہ پریشان رہتا تھا۔ جب محلے میں سکندر نکلے تو لوگ گھر کے دروازے بند کر دیتے تھے۔ اس روز گڑ کھانے کے بعد نیند آئی اور سو گیا آدھی رات کو جب نیند کھلی تو سکندر نے پہلے کی طرح امی بھوک لگی ہے۔ کھانا لاؤ۔ حاجی جی اور بیوی اور پور کے منہ کی حیرت اور خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ سکندر نے کھانا کھایا اور پھر گڑ کھا کے سو گیا۔ پہلے کی طرح جیسے پہلے کبھی بیمار ہی نہ تھا۔ کہا امی نہائیں گے ناشتہ بناؤ۔ ماں نے ناشتہ بنایا سکندر نے کپڑے بدلے جیسا کہ طریقہ ہے۔ اب تو حاجی اتنے خوش نظر آئے کہ انتہا نہ تھی میں حضرت کے ساتھ ہی تھا۔ حضرت کو میں نے ستار بھائی کے گھر پہونچے اور بولے حضور حکم فرمائیں کہ آٹو پہ چلیں گے۔ یا گاڑی پر چلیں گے یا میں بیٹھ پر چلوں حضرت مسکراتے نہیں ہم پیدل چلیں گے گھر پہونچے پورا محلّہ گھر والے استقبال میں کھڑے تھے بہر حال حضرت کے ئے گدی لگائی گئی اور بہت بڑے آدمی تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ پُرنم میاں بےخوف سکندر کو گھماؤ میرے ساتھ دیکھ کر سکندر کو لوگ دور سے بات کر رہے تھے میں ہوٹل میں مدار چلے پر حاضری کے لئے ساتھ لے جاتا تھا۔ ایک ہفتہ تک حاجی جی کے گھر حضرت رکے میں بھی رکا رہا۔ اور حاجی جی نے کہا کہ سرکار سمجھ گیا کہ سلسلہ عالیہ مداریہ کیا ہے اور آل رسول کیسے پیر ہوتے ہیں۔

پورا گھر مدار پاک کے روضہ پر حاضری دیگا سلسلہ عالیہ مداریہ میں مرید ہوں گے۔ لیکن حاجی جی اپنے بیٹے کو اچھا ہوتے دیکھ کر اپنے وعدے پر قائم نہ رہے، بہر کیف اچانک بیٹا بھی مرا اور حاجی جی بھی مرے کاروبار بھی گیا۔ بربادی مقدر بن گئی خدا سب کو ہدایت بخشے۔ آمین۔

●●●

سلسلۂ عالیہ مداریہ کے

ایک عظیم مبلغ

از قلم: امیر القلم سید ازبر علی جعفری، مداری

اس دنیائے رنگ و بو میں سینکڑوں سلسلے اولیاء اللہ سے جاری ہوئے ایک قدیمی سلسلہ جس سلسلے کو تقریبا 12 صدیاں بیتنے والی ہیں وہ سلسلہ، سلسلہ عالیہ مداریہ ہے جس کی عالمگیر شہرت و اشاعت اس کی پاکیزہ تعلیمات وارشادات کے ساتھ ساتھ پیران عظام کی نیک نیتی کی وجہ سے ہے بانی سلسلہ تقدس مآب، قاسم نعمات اویسیت، حامل صمدیت، واصل مقام محبوبیت، قطب وحدت، حضرت سرکار سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار مدار العالمین رضی اللہ تعالی عنہ کے فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے 12 صدیوں میں ہزاروں ہزار مبلغین سلسلہ عالیہ مداریہ اپنی خدمات سے سلسلہ عالیہ مداریہ کے فروغ اور اس کی اشاعت میں زندگی وقف کر گئے جنہیں نہ نمود و نمائش، نہ زینت و زیبائش، نہ ضرورت نہ خواہش، نہ طلب نہ فرمائش، نہ طرب نہ آسائش، بلکہ حسب ضرورت طعام، حسب ضرورت لباس بس مقصد سلسلے کی تبلیغ اور اس مقصد میں نہ رات کو رات سمجھا نہ دن کو دن سمجھا سنگلاخ اور چٹیل میدانوں کو اپنے قدموں سے روندا، تاریکیوں میں بیابان صحراؤں سے گزرے، تند خیز سیلابوں کے اپنے ارادوں سے موڑے، حالات اور وقت کی گردش کا پنجہ مروڑا، گاؤں گاؤں، شہر شہر، قریہ قریہ، ریاست ریاست، ملک کے ہر کونے ہر گوشے میں سلسلہ عالیہ بدیعہ مداریہ کا پرچم لے کر گھومتے رہے نا محلات تعمیر کیے نہ عیش وطرب کے بچھونے بچھائے، نہ ملذذ غذاؤں سے واسطہ رکھا، نہ مخمل و دیبا کی بچھونے بچھائے، نہ نرم وکرم لحاف اوڑھے غربت و مفلسی میں زندگی بسر کی مگر پورے ملک میں سلسلے عالیہ مداریہ کی ترویج واشاعت کا جو مشن تھا اس مشن سے ایک لمحہ بھی اپنا قدم باہر نہ نکالا مبلغین سلسلہ عالیہ مداریہ ہر دور میں موجود رہے نسلا بعد نسل قرنا بعد قرن یہ سلسلہ پشتوار ہوتا ہوا، پیکر خلوص ومحبت، منبع رحم وشفقت، رہبر شریعت، شیخ طریقت، گل گزار مداریت، استاذ العلماء، استاذ الحفاظ، استاذ المشائخ، استاذ الاساتذہ، مشفق وشفیق صوفی، قاضی، حافظ، محمد عتیق صاحب جعفری فنصوری مداری علیہ الرحمہ تک آیا آپ بھی انہیں مبلغین سلسلہ عالیہ مداریہ کی طرح روشن ضمیر، پیکر للّٰہیت وخشیت تھے۔

مسند تدریس سے منزل تبلیغ کی طرف

سرزمین مکن پور شریف کا مرکزی ادارہ جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء جس میں اپ نے تقریبا 20 سال تک خدمت کا فریضہ انجام دیا معمولی تنخواہ ملتی تھی جس پر اپ کا گزر بسر بہت دشوار تھا تنگی اور مفلسی میں زندگی گزارتے مگر قوم کے بچوں کو زیور تعلیم سے اراستہ کرنے کا جو جذبہ اللہ رب

العالمین نے اپ کی ذات میں ودیعت فرمایا تھا وہ اپنی مثال آپ تھا جبکہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء کی تعمیر نہیں ہوئی تھی اس وقت آپ قوم کے بچوں کا مستقبل منور کرنے کیلئے کبھی مسافر خانہ کی اوبڑ کھابڑ زمین پر پتلی دری پر بیٹھ کر تعلیم دیتے کبھی خانقاہ شریف کے بوسیدہ فرش پر ٹوٹی چٹائی بچھادیتے کبھی جامع مسجد کے صحن میں مدرسہ جمادیتے۔غرض مقصد تعلیم سے تھا نہ کہ مخمل ودیبا کی گدگدی راحتوں سے اور یہ بے لوث خدمت کا نتیجہ ہے کہ آج ساری آبادی میں اس دور کے علماء فضلاء حفاظ سادات ومشائخ میں اکثر آپکے شاگرد ہیں شاذ ونادر ہی کوئی ہوگا جسے اپ نے پڑھایا نہ ہو۔20 سالہ بےلوث خدمات کے بعد ایک دن اچانک بارگاہ قطب المدار سے یہ فیصلہ ہوا گویا کہ گوی کہہ رہا ہواے عتیق اج تک تم مرمریں خانقاہ کے حرم ودیار میں بیٹھ کر ہمارے شہزادوں کو زیور تعلیم سے اراستہ کرتے رہے۔اج سے تمہاری ڈیوٹی بدل دی تمہاری محنتوں سے اب اس ابادی میں بہت سے علم والے ہوگئے اٹھواور فروغ سلسلہ کے لیے قدم بڑھاؤ اس خیال کی تصدیق حضور بابائے قوم وملت حضرت علامہ حکیم سید محمد ولی شکوہ میاں جعفری مداری رحمت اللہ علیہ کی شکل میں کرائی گئی۔ان ایام میں مدار العلوم مدرسہ خانقاہ شریف میں تھا ایک دن اچانک صبح صبح حضور بابائے قوم ملت تشریف لائے اور فرمایا کہ قاضی جی اب اپنی مسند تدریس سے اٹھو اور سلسلے کی تبلیغ کے لیے تیار ہو جاؤ۔اتنا سنا تو اپ رنجیدہ خاطر ہو گئے جس مدرسے میں 20 سال تک بےلوث خدمت کا فریضہ انجام دیا ہواج اچانک اسی مدرسے کو چھوڑنے کے لیے کہا گیا اپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور پوچھا کہ حکیم صاحب مگر اپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں اپ فرماتے ہیں کہ سرکار کا اشارہ ہے پھر استاد محترم حافظ ملت حضرت علامہ قاضی حافظ محمد عتیق صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے استعفیٰ لکھوا لیا گیا پھر سفر کی تیاریاں شروع کرادیں اور دو چار دن کے بعد اپنے ہمراہ جبل پور لے کر گئے یہاں سے اپ کا پہلا تبلیغی دورہ شروع ہوا۔

پہلا دورہ

سلسلہ عالیہ مداریہ کی تبلیغ واشاعت کے لیے مسند تدریس کو چھوڑ کر سفر کی صعوبتوں اور مشقتوں کو لبیک کہا اور عصر حاضر کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال کر سرزمین مکن پور شریف سے سلسلہ عالیہ مداریہ کے ایک عظیم مبلغ بن کر کوچ فرمایا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس عظیم مبلغ نے اپنے جدی اور موروثی علاقے میں اپنے اجداد کی نمائندگی کا بحسن خوبی فریضہ انجام دیا کسی سے کوئی شکوہ نہ کچھ طلب اسی لئے لوگ اپ سے متاثر رہتے تھے۔آپ جہاں بیٹھ جاتے میلہ لگ جاتا جسے چھودیتے شفا مل جاتی جدھر نکل جاتے بہاریں آجاتیں اپ ایک عظیم مبلغ،مشفق استاد، بےلوث پیر تھے سلسلہ عالیہ مداریہ کی تبلیغ اپ نے متعدد علاقوں میں جیسے کٹنی، جبل پور، نرسنگ پور اٹارسی، بھوپال، چھترپور، ریوا، میہر پنا وغیرہ اوران کے قریات ومضافات میں بلاخوف وہراس فرمائی اپ کی تبلیغ واشاعت کا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں ہزار تشنگان معرفت کو شراب معرفت سے سرشار فرمایا شریعت وطریقت کا رہبر بنایا بے راہ روں کو مصلح اور رہبر کیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

ہزاروں ہزار مریدین کی فہرست میں بے شمار خلفائے کرام پیدا کیے جن سے سلسلہ عالیہ مداریہ کا پرچار ہورہا ہے۔

چند خلفاء کرام

☆ حضرت صوفی سید یادگار حسین صاحب قبلہ جعفری

فنصوری مداری ☆ اپ کے شہزادے حضرت مولانا قاضی سید محمد توثیق منصف مصباحی مداری صاحب ☆ حضرت مولانا ابو جنید اختر القادری مداری جبلپور ☆ حضرت بابا صوفی کلیم شاہ گدی نشین مدار چلہ منڈی مدار ٹیکری جبل پور ☆ حضرت بابا صوفی عبدالجلیل عرف جللو بابا مداری پاٹن

فیوض و برکات

اپ ایک عظیم پیشوا، صادق رہبر، روشن ضمیر بزرگ تھے حلقہ ارادت میں جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے اپ کے فیوض و برکات سے لوگ مالا مال ہوتے اپنی مصیبتیں اپ کے سامنے بیان کرتے اب ضرور اس کا مداوا کرتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ لوگ اپنی ضرورت کہہ نہ پاتے اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمتہ والرضوان خود فرما دیتے کہ اے فلاں شخص اس ارادے سے ائے ہو اللہ تبارک وتعالی نے اپ کو یہ کشف اور روشن ضمیری عطا فرمائی تھی۔

روشن ضمیر صاحب کشف

استاد محترم قاضی القضاۃ حضرت علامہ حافظ قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ شہر دموہ میں جناب قاسم ٹھیکہ دار صاحب مداری کے مکان پر قیام پذیر ہوتے تھے انہیں کے بھائی جناب شہادت خاں صاحب جن کے بڑے بیٹے اولاد کی نعمت سے ابھی محروم تھے انہوں نے سوچا کہ پیر صاحب مکن پور شریف میں ہیں اپ سے اولاد کی دعا کرائی جائے اس ارادے سے اپنی اہلیہ کو لیکر مکن پور شریف آئے پوتے کی خواہش کا طوفان دل میں برپا تھا لیکن ادب واحترام کے پاس نے طغیانیوں پر پرسکوت طاری کر دیا تھا جس کی وجہ سے اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ نہیں پارہے تھے اچانک نگہ التفات اٹھی، مقدر کی گرہیں کھلیں کیوں بھائی شہادت کیا چاہتے ہو؟ پوتا چاہتے ہو؟ جی شہادت خان سمجھ گئے کہ اب فیصلہ ہو گیا شہادت خاں مسکرا دیئے تو قاضی صاحب نے فرمایا جاؤ پوتا ہوگا۔

چنانچہ 10-6-2023 کو شہادت خاں کے بڑے بیٹے جناب انظار خاں کے یہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام خود قاضی صاحب نے احتشام رکھا۔

بیٹی پیدا ہوگئی ہے

اسی طرح جناب عابد خاں مداری بیان کرتے ہیں کے ایک روز پیر صاحب قاضی سید محمد عتیق جعفری مداری رحمۃ اللہ علیہ دموہ سے گھر کے لئے روانہ ہوئے تو مجھ کو حکم دیا کے ہمارے ساتھ چھتر پور تک چلو عابد صاحب بیان کرتے ہیں کے ہمارے یہاں اہلیہ کو زچگی کا وقت تھا لیکن اب پیر صاحب کا حکم تھا تو ٹال بھی نہیں سکتے تھے تو ساتھ چل دیئے لیکن دل میں بار بار یہ خیال آتا رہا کہ گھر میں نہ جانے کیا ہو رہا ہوگا یہ سوچ سوچ کر کافی پریشان تھا چھتر پور پہونچتے ہی اچانک پیر صاحب نے ہمیں دیکھ کر فرمایا عابد پریشان مت ہو بیٹی پیدا ہوگی ہے دونوں سلامت ہیں پھر اپ نے اس بیٹی کا نام ثانیہ رکھا عجیب عجیب واقعات رونما ہوئے۔

کہاں کے ورد عمل کیسے گنڈہ وتعویز

کنگی ضلع جبل پور جسے خانوادہ قطب المدار رضی اللہ عنہ کے پیران عظام کی پابوسی کا شرف صدیوں سے حاصل ہے اسی قصبہ میں حضور حافظ ملت حافظ قاضی سید محمد عتیق صاحب جعفری فنصوری مداری علیہ الرحمہ قیام پذیر تھے کہ ایک مرید جناب ڈاکٹر محمد فیروز منصوری صاحب مداری جو کچھ

پریشانی میں مبتلا تھے سوچا کہ اپنی سرگزشت پیر صاحب قبلہ سے کہیں گے اسی ارادہ سے قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اپنی روداد غم سنائی اور دبی آواز میں تعویذ مانگنے کی جسارت کی آپ نے مسکرا کر فرمایا کے میاں ڈاکٹر صاحب نماز پڑھا کریں گناہوں سے بچیں اور حقوق اللہ وحقوق العباد کا خاص خیال رکھیں تعویذ کی کیا ضرورت ہے اللہ نگہبان ہے۔اتنا فرما کر آپ خاموش ہوگئے تو ڈاکٹر فیروز صاحب کے دل میں خیال آیا کے کاش پیر صاحب ہمارے سر پر ہاتھ ہی رکھ دیتے اور دعا دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا ہاں اگر یہ پیر ہونگے تو ضرور ایسا کریں گیدل کی دنیا میں اور نہ جانے کیسے کیسے خیالات جنم لے رہے تھے کہ اچانک قاضی صاحب نے اپنے دست مبارک کو اٹھایا اور ڈاکٹر صاحب کے سر پر پھیرتے ہوئے دعا دی اور مسکرا کر فرمایا ڈاکٹر صاحب ہم قطب المدار کی اولاد ہیں پھر اپ نے دعا دی اللہ تبارک و تعالی نے اپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور ڈاکٹر صاحب جس مقصد سے حاضر ہوئے تھے اپ کی دعا سے وہ مقصد پورا ہوگیا۔

قارین کرام! یہ تین کرامتیں اپ نے ملاحظہ فرمائیں یہ صرف اپ کے بزرگوں کی نظر کیمیا اثر کا اثر تھا کہ جس نے اپ کو درجہ کمال پر پہنچا دیا تھا بالخصوص اپ کے پیر و مرشد رہبر طریقت مرشد کامل حضور الشاہ سید محمد رفیق صاحب قبلہ جعفری مداری نور اللہ تعالی مرقدہ نے اپ کی روحانی تربیت فرمائی تصوف وطریقت اور سلوک کے مراحل طے کرائے اور اپ کی طبیعت کو ترک دنیا کی بھٹی میں تپا کر کندن بنایا پھر اس پر اپنی نگاہ التفات ڈال دی تو حضور قاضی جی علیہ الرحمہ کے اندر محبت قطب المدار کی شمع فروزا کی لو بڑھ گئی۔

خصائل وفضائل

آپ انتہائی خلیق، مشفق اور نیک طبیعت انسان تھے عبادت وریاضت اور تلاوت میں مشغول رہتے نہ کسی کو برا کہتے اور نہ کسی کی برائی کرتے اپ کی طبیعت منفرد تھی دن کا اکثر حصہ اپنے دولت کدہ پر رہتے ضرورت سے باہر نکلتے تھے اور جس ضرورت کے لیے باہر نکلتے وہ ضرورت پوری کرنے کے بعد سیدھے اپنے گھر تشریف لاتے راستہ میں دعا سلام کے علاوہ کسی دوسری گفتگو میں حصہ نہ لیتے عوامی جمگھٹ اور بازارو بھیڑ بھاڑ سے قطعی طور پر بے نیاز رہتے تھے۔پوری بستی اپ کو بڑے ادب سے قاضی جی، قاضی جی کہتی تھی۔اپ بھی جس سے ملتے نہایت ہی خلوص ومحبت کے ساتھ ملتے جس حال میں تو رکھے اس حال میں ہم خوش ہیں کہ مصداق آپ توکل علی اللہ اور برضاے رب زندگی گزارتے تھے ۔زندگی کے افق پر کبھی غم وملال کی گرد کے پرت جمنے نہ دیپے اللہ کی مرضی کے پانی سے دھوکر صبر وشکر کی تولیہ سے صاف کر لیتے۔ ہر حال میں تشکر کے جملے ورد زباں رہتے تھے اس طرح سے آپ نے اپنی تبلیغی زندگی کو رضامندی رب کی بندش اور اسلوب کے سانچہ میں ڈھال کر رکھا تھا۔اپ کی منفرد المثال شخصیت دنیا کے سامنے ایک سچا ائینہ تھی اپ دنیا سے تشریف لے گئے گویا کہ اپ کی دوری ہم سب سے بانگ دہل کہہ رہی ہو کہ

ڈھونڈو گے گر قریہ قریہ ملنے کو نہیں وہ نایاب ہیں ہم
تعبیر ہو جس کی حسرت وغم اے ہم نفس وہ خواب ہیں ہم

اللہ تبارک و تعالی استاد محترم قبلہ کے درجات بلند فرمائے اپ کے فیوض باطنی اور روحانی سے تشنگان سلوک ومعرفت کو سیراب فرمائے امین۔

اسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

شیخ کامل، صوفی باصفا، حضرت قاضی سید حافظ محمد عتیق مداری علیہ الرحمہ

ایک زاہد شب زندہ دار

ازقلم: مفتی محمد اسرافیل حیدری، مداری

قافلۂ زمانہ کے کارواں میں بعض شخصیات ایسی بھی آتی ہیں جو اپنے علم، حلم، اخلاص، روحانیت، اور کردار کے باعث زمانۂ حال کو ماضی کی عظمتوں سے جوڑنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ان کا وجود محض ایک انسان نہیں، بلکہ اک جہانِ خیر، اک پیکرِ ہدایت، اک مینارِ نور ہوتا ہے۔ ایسی ہی مرجعِ خلائق، مجمعِ صفات، منبعِ فیوضات شخصیت کا نام ہے:

حضرت قاضی سید پیر طریقت حافظ محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ جنہیں اہلِ محبت قاضی ملت اور اہلِ علم وعرفان شیخ المشائخ کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔

یہ وہ ہستی ہے جنہوں نے ظاہری علوم کی تدریس کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت کے چراغ روشن کیے، جنہوں نے مدرسہ کی چہار دیواری سے نکل کر قلوب کے گلستانوں کو سیراب کیا، اور خانقاہی فضا میں شریعت کی خوشبو بکھیر دی۔

اس مقالے کا مقصد محض ذاتی عقیدت یا رسمی تذکرہ نہیں ہے، بلکہ ایک مفکر، معلم، مصلح اور صوفی کامل کی زندگی کے علمی، فکری، تربیتی اور روحانی گوشوں کا جامع وتحقیقی تجزیہ پیش کرنا ہے تا کہ آج کے طالبِ علم کو اخلاص کا مفہوم سمجھ آئے، آج کے معلم کو علم کی حرمت یاد آئے، اور آج کے رہبر کو رہِ سلوک میں اعتدال ووفا کی روشنی میسر آئے۔

پس منظر

برصغیر پاک وہند کی سرزمین ہمیشہ سے علم وروحانیت کے قافلوں کی گزرگاہ رہی ہے۔ ایک طرف درسگاہیں علمِ ظاہر کا نور بانٹتی رہیں اور دوسری جانب خانقاہیں معرفت وسلوک کے جام بھر بھر کر تقسیم کرتی رہیں۔ انہی روشن خانقاہوں میں سے ایک عظیم خانقاہ، ''خانقاہِ عالیہ مداریہ، مکن پور شریف'' ہے، جو قرونِ وسطیٰ سے آج تک مداری نسبت اور فیوضات محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کا مرکز رہی ہے۔

اسی خانقاہ کے مہتابِ ہدایت، شمس الافلاک، فرد الافراد قطب المدار حضور سیدنا احمد بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی اولاد میں سے ایک درخشندہ ستارہ حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ تھے، جنہوں نے 14 سال تک اسی خانقاہ سے متصل ''جامعہ جامعہ عربیہ مدار العلوم'' میں علم وعرفان کے گُل بوٹے کھلائے، اور ہزاروں تشنہ لبوں کو معارف حقانیہ کا جام پلایا۔

تمہیدی پیغام

حضرت قاضی ملت کی حیاتِ طیبہ میں ہمیں وہ جامعیت نظر آتی ہے جو علمائے ربانیین، صلحائے کاملین اور مشائخ عاملین کا خاصہ ہے۔ آپ کی زندگی علم، عمل، اخلاص، تقویٰ، صبر، حلم اور دعوتِ دین کا آئینہ ہے۔ آپ نے جو کچھ سکھایا، اس پر خود بھی عمل کیا۔ آپ نے جو کچھ کہا، اس کی عملی تصویر خود بنے رہے۔

یہ مقالہ دراصل ایک تحقیقی سلام ہے اس شخصیت کو، جس نے نہ صرف دینی تعلیم کو زندہ رکھا بلکہ مداری روحانیت کے پرچم کو عصرِ حاضر کی آندھیوں میں بھی بلند رکھا۔

نسب، خاندان اور ولادت

اللہ رب العزت نے بعض انسانوں کو نسبی فضیلت، روحانی وراثت، اور خاندانی تطہیر کے ایسے خزانوں سے نوازا ہوتا ہے کہ ان کی پیدائش محض ایک فرد کی آمد نہیں بلکہ خیر، برکت، اور نور کا نزول محسوس ہوتی ہے۔

حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اسی زمرے کی مقدس ہستیوں سے ہے جن کی پیدائش، پرورش، تربیت اور سلوک ہر پہلو سے برکت و عظمت کی علامت ہے۔

نسبی عظمت اور خانوادۂ مداریہ

حضرت قاضی ملت رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات جعفریہ سے تھا، جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا نسب پاک قطب الاقطاب، شہنشاہِ ہند، سلطان التارکین ملک العارفین حضرت سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی اولاد حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جڑتا ہے۔ اسی نسبت سے آپ کا خانوادہ سلسلۂ مداریہ کے بلندترین روحانی مقامات پر فائز چلا آ رہا ہے۔

آپ کے خاندان کے افراد نے نہ صرف تصوف و طریقت میں بے مثال خدمات انجام دیں بلکہ تصنیف و تالیف، درس و تدریس، اور اصلاحِ عوام میں بھی تاریخی مقام حاصل کیا۔ اس پورے سلسلے میں حضرت قاضی سید محمد عتیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرکزی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں، جنہوں نے خاندانی نسبت کو علم و عمل، زہد و تقویٰ، اور روحانیت و قیادت کے سانچے میں ڈھال کر مزید معتبر بنا دیا۔

والد گرامی

حضرت قاضی ملت کے والد محترم حضرت شیخ المشائخ قاضی سید محمد خلیق مداری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے صاحبِ حال، صاحبِ کشف، اور مدارِی سلوک کے نادر بزرگ تھے۔ آپ کی شخصیت سادگی، روحانیت، اخلاص، اور خاموشی کے ساتھ تربیت کا کامل نمونہ تھی۔ انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کو باطن کی صفائی، محبتِ الٰہی، اور ادبِ نبوی کی تربیت ایسے انداز میں دی کہ وہ آگے چل کر ہزاروں لوگوں کے رہبر و مرشد بنے۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ''قاضی ملت علیہ الرحمۃ کی روحانی گہرائیوں اور علمی بلندیوں میں سید محمد خلیق جعفری المداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت کا فیضان جھلکتا ہے''۔

ولادت باسعادت

حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم جنوری 1946ء یعنی 27 محرم الحرام 1365 ہجری کو ہوئی۔

یہ وہ دور تھا جب ہندوستان کا سیاسی منظر نامہ بدل رہا

تھا، اور قوم شدید اضطراب و تغیر کے دور سے گزر رہی تھی۔ ایسے ماحول میں ایک صاحبِ نسبت، صاحبِ نور، اور صاحبِ علم فرزند کا پیدا ہونا گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روحانی نعمت تھی۔

آپ کی پیدائش کو خاندان میں بشارت، نعمت اور روحانی آغاز کے طور پر دیکھا گیا۔ اہلِ خانہ اور مشائخ طریقت نے آپ کے چہرے سے علم و ولایت کے آثار بچپن ہی سے محسوس کیے۔

ابتدائی ماحول

آپ کا بچپن ایک علم دوست، روحانیت آشنا، اور عبادت گزار ماحول میں گزرا۔ روز مرہ کی مجالسِ ذکر، والد محترم کے ذکرِ الٰہی اور خلوت، خانقاہی نظام کا قرب، علما و صوفیا کی آمد و رفت، یہ سب چیزیں حضرت قاضی ملت کی شخصیت سازی (Character Building) میں بنیادی ستون بن گئیں۔

حضرت قاضی محمد عتیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم، تربیت، اور رشد و ہدایت کے دروازے کس طرح کھلے؟ آپ نے کن اساتذہ سے علم حاصل کیا؟ کن کتب کا مطالعہ فرمایا؟ اور کیسے بنے وہ قلب و نظر کے مرشد، اور ظاہر و باطن کے معلّم؟ ان شاء اللہ ہم عنقریب ان سوالات کا جواب دیں گے۔ پس واضح ہوتا ہے کہ حضرت قاضی ملت کا خاندانی نسب نہایت باعظمت ہے۔ والد گرامی اور مرشد گرامی کی روحانی تربیت نے آپ کو ابتدائی عمر سے سلوک کے راستے پر ڈال دیا۔ آپ کی ولادت ایک برکت کا دروازہ تھی جس سے علمی و روحانی فیض جاری ہوا۔

تعلیم و تربیت اور اساتذۂ کرام

کسی بھی عظیم شخصیت کی علمی بلندی اور فکری گہرائی، اس کی تعلیم و تربیت سے ظاہر ہوتی ہے۔ علم وہ چراغ ہے جو انسان کو تاریکیوں سے نکال کر عرفان و بصیرت کی راہوں پر لے جاتا ہے۔ حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ کی علمی زندگی، اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔

ابتدائی تعلیم

حضرت قاضی ملت نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے والد و مرشد گرامی حضرت شیخ المشائخ قاضی سید محمد رفیق علیہ الرحمۃ سے حاصل کی، جہاں بنیادی طور پر قرآن کریم کی تعلیم، نماز و اذکار کی تربیت، اور ابتدائی دینیات پڑھی۔ چونکہ آپ ایک علمی و روحانی ماحول میں پرورش پا رہے تھے، اس لیے علم کی طلب، ادب کا شعور، اور تقویٰ کی چمک آپ کی فطرت کا حصہ بن گئی۔

رسمی دینی تعلیم کا آغاز

آپ نے رسمی و باقاعدہ دینی تعلیم جامعہ عربیہ مدار العلوم، مکن پور شریف میں حاصل کی، جو خانقاہِ عالیہ مداریہ کے زیرِ نگرانی ایک عظیم علمی ادارہ ہے۔ یہاں آپ نے علوم دینیہ کی مروجہ عربی و دینی نصاب کو سلیقے سے مکمل کیا۔ آپ کی تعلیم کا سفر انتہائی محنت، لگن، توجہ، اور روحانی ادب سے لبریز رہا۔

مطالعہ و فہم کے دائرے

آپ نے درج ذیل علوم میں مہارت حاصل کی:

☆ علوم قرآن ☆ علوم دینیات ☆ علوم زبان و ادب ☆ علوم عقائد و کلام ☆ علوم سلوک و تصوف۔

آپ کے مطالعے کی وسعت ایسی تھی کہ اساتذہ بھی آپ کی فکری جولانیوں سے حیران رہ جاتے۔ آپ کا رجحان گہرے فہم اور اصولی استنباط کی جانب تھا، جس نے آپ کو بعد میں ایک مدبر معلم، بیدار خطیب، اور صاحبِ بصیرت مرشد بنا دیا۔

اساتذۂ کرام

حضرت قاضی ملت کو جامعہ عربیہ مدارالعلوم میں ایسے جید، متبحر، فاضل اور صاحبِ نسبت اساتذہ کی صحبت نصیب ہوئی جنہوں نے آپ کے علمی اور روحانی سانچے کو مکمل طور پر سنوارا۔ آپ کے چند ممتاز اساتذہ درج ذیل ہیں:

(۱) صوفی باصفا شیخ طریقت حضرت حافظ سید جواہر حسن مداری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲) حضرت مولانا شاہ سید سرکار حسین جعفری المداری جن سے آپ نے کتابت وخوشخطی کا علم حاصل کیا اور اردو زبان وادب میں بھی مہارت حاصل کی اور ایک بہترین کاتب ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

(۳) اپنے مرشد گرامی شیخ المشائخ حضرت قاضی سید محمد رفیق صاحب مداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تصوف، سلوک واخلاق وآداب کی تعلیم حاصل کی۔

(۴) صوفی باصفا حضرت صوفی سید غلام حسنین میاں جعفری المداری رحمہ اللہ تعالیٰ سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کی اور حضرت قاری صغیر احمد رحمانی کانپوری علیہ الرحمہ سے فن قرأت میں مہارت حاصل کی۔

قاضی ملت کی روحانی تربیت

حضرت قاضی ملت کی تربیت محض کتابی نہیں تھی بلکہ آپ کو تصوف، اخلاق، اور سلوک کی عملی تربیت بھی حاصل ہوئی۔

آپ نے خلوت وجلوت کے آداب سیکھے، ذکر وفکر کی مجالس میں شرکت کی، شیوخِ کاملین سے صحبت اختیار کی اور باطن کی صفائی اور مجاہدہ نفس میں مشغول رہے۔ یہی وہ عوامل تھے جنہوں نے آپ کو ایک ''معلّم باطن وظاہر'' کا درجہ عطا کیا۔

حضرت قاضیؒ ملت کی تعلیمی زندگی کی چند نمایاں خصوصیات

☆ فہم وفراست ☆ ضبطِ درس اور حسنِ تقریر ☆ اساتذہ کا ادب واحترام ☆ کتابوں سے عشق ☆ ذاتی مطالعہ اور تفکر کی عادت ☆ تیز فہم، قوی حافظہ، اور متوازن طرزِ فکر یہ وہ صفات تھیں جو قاضئ ملت کو ممتاز بناتی تھیں۔

درس وتدریس کی خدمات

علمِ دین کی اشاعت اور امت کی فکری رہنمائی کے لیے منبر ومحراب اور درسگاہ دونوں کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔ مگر ان دونوں کی روح اُس وقت بیدار ہوتی ہے جب وہاں علمِ نافع، عملِ صالح اور اخلاص کی روشنی میں پرورش پانے والے نفوسِ قدسیہ جلوہ گر ہوں۔

حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ انہیں اہلِ علم وعرفان میں سے ایک تھے جنہوں نے علم کو عبادت، اور تدریس کو تربیت کا ذریعہ بنایا۔

جامعہ عربیہ مدارالعلوم سے وابستگی

حضرت قاضی ملت نے اپنی دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہیں جامعہ عربیہ مدارالعلوم، مدینۃ الاولیا مکنپور شریف میں ہی بحیثیت استاذ خدمات انجام دینا شروع کیں۔

یہ وہی عظیم ادارہ ہے جس کی بنیاد خانقاہ مداریہ کی روحانیت، اور علمی بصیرت پر رکھی گئی تھی۔ حضرت کو اس

ادارے میں تقریباً 20 سال درس و تدریس کا شرف حاصل رہا۔ یہ زمانہ آپ کی علمی پختگی، روحانی وقار، اور عملی حکمت سے لبریز دور تھا۔

اندازِ تدریس

حضرت قاضی ملت علیہ الرحمۃ کا اندازِ تدریس محض معلومات کی ترسیل نہیں تھا، بلکہ آپ طلبہ کے قلوب و اذہان کی آبیاری کرتے، علم کے ساتھ ساتھ ادب و اخلاص کی تعلیم دیتے، سوالات کی ترغیب دیتے، اور ہر سوال کو حوصلہ افزائی سے سنتے اور طلبہ کے مزاج کو سمجھ کر انفرادی توجہ فرماتے تھے۔ آپ صرف سبق نہیں پڑھاتے تھے، بلکہ زندگی کی رہنمائی بھی فرماتے تھے۔

آپ کے شاگردوں کا کہنا تھا:

''استادِ محترم کے درس میں علم کی چمک، حلم کی ٹھنڈک، اور روحانیت کی مہک ایک ساتھ محسوس ہوتی تھی۔''

تدریسی کتب و علوم

آپ نے درس و تدریس میں وہ تمام اہم علوم و فنون شامل کیے جو مدارسِ دینیہ کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ ان میں:

☆ قرآن مجید ☆ دینیات ☆ تاریخ ☆ فقہ ☆ عقائد ☆ اردو ☆ مشق و املاء ☆ مشق و ترتیل شامل ہیں۔

آپ کی تدریس صرف نصاب کی تکمیل نہیں تھی، بلکہ فکر و فہم کی تربیت تھی۔ آپ طلبہ کو صرف حافظِ متن نہیں بلکہ صاحبِ فہم و استدلال بنانا چاہتے تھے۔

طلبہ کی تربیت

حضرت قاضی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف درس دیا بلکہ اپنے شاگردوں کے لیے ایک روحانی مربی کا کردار ادا کیا۔ آپ ان کی اخلاقی تربیت فرماتے، باطن کی صفائی کی طرف متوجہ کرتے، تحریر و تقریر میں رہنمائی فرماتے، ان کی اصلاحی کمزوریوں پر شفقت بھرے انداز میں تنبیہ فرماتے تھے۔

آپ کے بہت سے شاگرد بعد میں خود اساتذہ علومِ دینیہ، مبلغین و مشائخ، مدرسہ و خانقاہ کے منتظم اور اصلاحِ امت کے داعی بنے۔

خانقاہی ماحول کا اثر

چونکہ جامعہ براہِ راست خانقاہِ عالیہ مداریہ سے متصل ہے، اس لیے آپ کی تدریس میں روحانیت کی فضا بھی شامل رہتی تھی۔

☆ درس کے بعد ذکر اللہ۔ ☆ دروسِ قرآن میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ ☆ طلبہ کو خلوت و مراقبہ کی ترغیب اور تصوف و سلوک کی تعلیمات کا رنگ۔ یہ سب کچھ آپ کے درس کو صرف "سبق" نہیں بلکہ تزکیہ نفس کا ذریعہ بنا دیتے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت قاضی ملت علیہ الرحمۃ کی تدریسی خدمات صرف درسگاہ تک محدود نہ تھیں بلکہ قلوب و اذہان کی تربیت پر مشتمل تھیں۔ آپ نے علم کو عبادت اور تدریس کو تربیت میں بدل دیا۔ آپ کے شاگرد آج بھی آپ کے علم، حلم، اور روحانیت کے چراغ لیے امت کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

روحانی خدمات، بیعت و خلافت اور خانقاہی کردار

جہاں علم ظاہری راستہ دکھاتا ہے، وہیں روحانیت دل کی آنکھ کھولتی ہے۔ اور جب علم و روحانیت ایک وجود میں جمع ہو جائیں، تو وہ شخصیت قافلۂ انسانیت کی رہنمائی کے لیے

مشعلِ راہ بن جاتی ہے۔

حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہی جامع اور جاذبِ نظر شخصیت تھے، جن کی خانقاہی خدمات نے قلب ونظر کے مریضوں کو شفا، اور راہِ سلوک کے راہیوں کو منزل کا سراغ بخشا۔

بیعت وخلافت

آپ کو سلسلۂ عالیہ مداریہ میں اپنے بڑے باپ حضرت شیخ المشائخ سید محمد رفیق جعفری المداری قصوری علیہ الرحمہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی، مرشد کی نگہ التفات کا خصوصی اثر یہ ہوا کہ آپ خود بھی سلسلہ عالیہ مداریہ کے ایک معتمد و برگزیدہ شیخ کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے تھے۔

بیعت کے بعد آپ نے:

☆ خود مجاہدات ومراقبات کا اہتمام کیا

☆ سلوک وطریقت کی منازل طے کیں

☆ خلوتوں میں قربِ الٰہی کا ذائقہ چکھا

☆ شریعت وسنت کی پاسداری کو تصوف کی بنیاد بنایا

آپ کی خلافت محض رسمی نہ تھی، بلکہ اس کے پیچھے روحانی کمال، عرفانی فہم، اور اخلاقی عظمت تھی۔

خانقاہی وابستگی

آپ کا زیادہ وقت خانقاہِ عالیہ مداریہ مکن پور شریف سے وابستہ گزرا۔ یہ خانقاہ حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روحانی مرکز ہے، جہاں صدیاں گزرنے کے باوجود فیضانِ ولایت وارشاد جاری وساری ہے۔

حضرت قاضی ملت اسی فیضان کے وارث بنے۔

آپ نے خانقاہ میں ذکر وشغل کو زندہ رکھا مراقبہ، اوراد، وظائف کا نظم جاری فرمایا خلوت وجلوت کے آداب سکھائے۔زائرین اور سالکین کو روحانی رہنمائی عطا کی۔مریدین کے اصلاحی خطوط کا جواب دیا۔اجازت و خلافت عطا کی، مگر پوری جانچ کے تربیت کے بعد۔

سلوک وطریقت میں آپ کی خصوصیات

حضرت قاضی ملت علیہ الرحمۃ کی روحانیت چند خاص اوصاف سے روشن تھی: ☆ تصوف میں اعتدال ☆ سلوک میں اتباعِ شریعت ☆ ذکر میں خشیت ومحبت ☆ تربیت میں شفقت وحکمت ☆ مریدوں کے ساتھ بے مثال اخلاق ☆ بدعت وغلو سے کلی اجتناب۔آپ کا یہ معمول تھا کہ ہر مرید کو اس کی صلاحیت، طبیعت، اور ظرف کے مطابق سلوک کی تعلیم دیتے، اور ہر ایک کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا عادی بناتے۔

مریدین وخلفاء

آپ کے فیض یافتگان کی ایک بڑی تعداد ہے جو آج بھی خانقاہوں میں چراغ جلائے ہوئے ہے، مدارس میں علم بانٹ رہی ہے مساجد میں امامت و خطابت کر رہی ہے اور معاشرے میں روحانی اصلاح کا کام انجام دے رہی ہے۔ آپ نے چند خلفاء کو اجازت وخلافت عطا فرمائی، جن سے سلسلہ مداریہ کی روحانی شاخیں آج بھی زندہ ہیں۔

روحانی مجالس وتربیت گاہیں

حضرت قاضی ملت وقتاً فوقتاً مجالسِ ذکر وفکر کا انعقاد فرماتے۔ایامِ مخصوصہ میں وظائفِ مخصوصہ تجویز فرماتے۔ رمضان، رجب، محرم، شعبان میں خاص روحانی اہتمام کرتے۔ سلوک وتصوف کی نایاب باتیں زبانِ حال وقال سے سکھاتے

ایک واقعہ تربیت کا

ایک مرید نے عرض کیا: حضور! اللہ کی یاد میں دل نہیں لگتا۔ آپ نے فرمایا: پہلے دل کو اللہ کی نافرمانی سے ہٹاؤ، پھر خود بخود دل لگنے لگے گا۔ یہ مختصر جملہ آپ کی حکمت، فہمِ قرآن، اور باطنی تربیت کا آئینہ ہے۔ حضرت قاضی ملت نے بیعت وخلافت کو زندگی کا مشن بنایا۔ آپ کی خانقاہی خدمات میں تزکیۂ نفس اور احیائے سنت کی خوشبو تھی۔ آپ کا اندازِ تربیت نرم، بصیرت افروز اور دل پذیر تھا۔ آپ کی روحانی مجالس آج بھی فیضِ مداریہ کی روشنی پھیلا رہی ہیں۔

خطابت، دعوت وعوامی اصلاح

علم جب دل میں اتر کر زبان سے نکلتا ہے تو وہ صرف الفاظ نہیں ہوتے، بلکہ دلوں پر اثر کرنے والی تجلیات ہوتی ہیں۔ حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں علم، اخلاص، اور روحانیت کا ایسا امتزاج تھا کہ جب آپ زبان کھولتے تو مجالس میں سناٹا چھا جاتا اور دلوں میں انقلاب برپا ہو جاتا۔

خطابت کی خصوصیات

حضرت قاضی ملت علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے زبان پر قدرت، فہم پر وسعت، اور اندازِ بیان میں تاثیر عطا فرمائی تھی۔ آپ کی تقریریں سادہ مگر پرمعنی، مدلل مگر پراثر، باوقار مگر جاذب، جذباتی مگر حدودِ شریعت میں علمی مگر قابلِ فہم ہوتی تھیں۔ آپ کا اسلوب ایسا تھا کہ علماء وفضلاء بھی غور سے سنتے، اور عوام بھی اشک بار ہو جاتی۔

موضوعاتِ خطاب

آپ کی خطابت صرف تقریر بازی نہ تھی بلکہ وہ دعوتِ اصلاح، بیداریِ امت، اور روحانی رجوع الی اللہ کا ایک عظیم ذریعہ تھی۔

آپ جن موضوعات پر خصوصی خطاب فرماتے: توحید و رسالت کا عقیدہ، اتباعِ سنت اور بدعت سے اجتناب، تصوف کی اصل روح اور اس کی غلط فہمیوں کا ازالہ، عشقِ رسول ﷺ کا فہم، علم وعلماء کی قدر، خانقاہی نظام کی افادیت، اصلاحِ عقائد، اصلاحِ معاشرہ، اخلاقِ حسنہ اور باطنی صفائی، وغیرہ عناوین موضوعِ سخن رہتے۔

دعوتی سفر اور مجالس ذکر

حضرت قاضی ملت علیہ الرحمۃ نے نہ صرف اپنے شہر اور خانقاہ میں بلکہ: بندیل کھنڈ و مدھیہ پردیش کے قریہ قریہ، دیہاتوں وشہروں میں، محافل میلاد وذکر، جلسہ ہائے سیرت، اور مدارس کی سالانہ تقریبات میں شرکت فرما کر دعوتِ دین کو زندہ کیا۔ آپ کی دعوت صرف کلامی نہیں تھی بلکہ قلبی وعملی تھی۔ لوگ صرف سننے نہیں، بدلنے کے ارادے سے آتے تھے۔

عوامی اصلاح

حضرت قاضی ملت کی عوامی اصلاح کی چند اہم جہتیں: ☆ خطباتِ جمعہ میں اصلاحی پیغام ☆ خانقاہ میں فرداً فرداً رہنمائی ☆ خط و کتابت کے ذریعے باطنی امراض کا علاج ☆ خاندانی مسائل میں قرآن و سنت کی روشنی میں مشورے ☆ اہلِ بدعت، جاہل صوفی، اور گمراہ مبلغین کے خلاف علمی انداز میں تنبیہ۔ آپ عوام میں علم، حلم، محبت، شریعت کی پاسداری، اور صوفیانہ سادگی کا شعور اجاگر کرتے تھے۔

ایک مشہور واقعہ

ایک جلسے میں ایک نوجوان نے جذباتی نعرہ بازی شروع

کر دی۔ حضرت قاضی ملت نے نرمی سے فرمایا: محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم صرف نعروں سے نہیں، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوتی ہے۔ نعرہ لگاؤ مگر سنت پر عمل بھی کرو۔ یہ ایک جملہ پورے مجمع کو خاموش، متفکر، اور مائل بہ اصلاح کر گیا۔

آج کی دنیا کے لیے پیغام

حضرت قاضی ملت کی دعوت ہمیں آج بھی یہ سکھاتی ہے: کہ علم کے ساتھ حلم ہو کہ خطابت میں روحانیت ہو، دعوت میں نرمی ہو، مگر حق بیانی سے گریز نہ ہو، لوگوں کو قریب لایا جائے، دور نہ کیا جائے، امت کو جوڑا جائے، توڑا نہ جائے، خلاصہ یہ کہ حضرت قاضی ملت کی موعظت دلوں کو نرم کرنے والی، ذہنوں کو روشن کرنے والی، اور کرداروں کو بدلنے والی تھی آپ کی دعوت شریعت وسنت کی تعلیمات پر مبنی تھی۔ آپ نے عوام الناس کی اصلاحِ ظاہر و باطن کے لیے دن رات کا فرق مٹا دیا آج بھی آپ کی موعظتوں کی بازگشت، اور اصلاحی پیغامات کا فیضان جاری وساری ہے۔

حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری کی اخلاقی وباطنی صفات

حضرت قاضی سید محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صرف علم واصلاح ہی کے پیکر نہ تھے، بلکہ آپ کی ذات ایک مکمل اخلاقی، روحانی، اور باطنی درخشندہ آئینہ تھی۔ آپ کی زندگی میں تزکیۂ نفس، تواضع، انکساری، حسنِ سلوک، اور سچائی کا وہ جوہر نظر آتا ہے جو صرف اولیاءِ حق کا امتیاز ہوتا ہے۔

قاضی ملت تواضع وانکساری کا پیکر

حضرت قاضی ملت باوصف علمی وروحانی عظمت کے، نہایت منکسر المزاج، نرم گو، اور سادہ مزاج تھے۔ کوئی طالب علم ہو یا عام فہم مسلمان، ہر ایک سے محبت واحترام سے پیش آتے۔

ایک عبرت آموز واقعہ

ایک مرتبہ کسی نوجوان نے گستاخی آمیز لہجے میں آپ سے سوال کیا۔ حاضرین برہم ہو گئے، مگر حضرت قاضی ملت نے فرمایا: یہ بھی اللہ کا بندہ ہے، ہوسکتا ہے اس کے دل میں سچ کی تلاش ہو۔ پھر نرمی سے اس کے شکوک رفع کیے۔

زہد وقناعت

دنیا آپ کے دروازے پر سجدہ ریز تھی، مگر دل ہمیشہ اللہ کی طرف جھکا رہتا تھا۔ سادہ لباس، معمولی کھانا، خانقاہی وضع، عیش وعشرت سے مکمل اجتناب، یہ سب آپ کی باطنی صفائی، قناعت اور ترکِ دنیا کی واضح علامتیں تھیں۔

حسنِ سلوک وحلم

آپ کے اخلاق کا خاص پہلو یہ تھا کہ: دشمنوں کو بھی محبت سے زیر کر لیتے، تلخی کو نرمی سے پگھلا دیتے، غصے کو حلم سے مٹا دیتے، آپ کا مشہور قول:

''جس نے مجھے برا کہا، میں نے اس کے لیے دعا کی۔ جس نے عزت دی، اس پر شکر کیا۔ مگر میں نے کسی کے لیے دل میں بُرا نہیں رکھا''۔

خلوص وللہیت

حضرت قاضی صاحب کے ہر عمل کا مرکز ومحور تھا: رضائے الٰہی، نہ شہرت کی تمنا، نہ جماعت سازی کی حرص، نہ سیاسی مداخلت، نہ خود نمائی، آپ فرماتے:

''میں دین سکھانے آیا ہوں، دکھانے نہیں''۔

قاضی ملت کی خشیتِ الٰہی

عبادات میں آپ کی خاص خشوع، توجہ اور رقت دیکھنے کو ملتی۔ تہجد کی نماز میں گریہ، قرآن کی تلاوت میں سوز، اور دعا میں فریاد کا مشاہدہ ہوتا تھا۔

ذاتی مشاہدات میں لوگوں نے آپ کو: لمبی راتوں میں روتے دیکھا، مساجد میں دیر تک پایا حالت سجدہ میں پایا، وظائف واذکار میں ہمہ وقت مشغول پایا۔

اخلاص کا اثر

اسی اخلاص کا نتیجہ تھا کہ: آپ کی دعائیں لوگوں کے حق میں مقبول ہوتی تھیں بات میں اثر ہوتا تھا، عام سا بیان بھی دلوں کو چیر دیتا تھا، نیت کا نور، چہرے سے ظاہر ہوتا تھا۔

تعلق باللہ وفنائے خودی

آپ کی ذات خود فنا اور اللہ باقی کا عملی نمونہ تھی۔ جب بھی بولتے، "اللہ، اللہ" کہتے جب بھی کوئی تعریف کرتا، جھک جاتے۔ اپنی ذات کو مٹا کر صرف اللہ کی عظمت کو بلند کرتے

اقوالِ زریں

مراذ کر نہ کرو، اگر کچھ خیر ہے تو وہ اللہ کا ہے، میں تو اس کا ایک خطا کار بندہ ہوں۔

حضرت قاضی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت کے اس پہلو سے درج ذیل نکات اجاگر ہوتے ہیں:

آپ کی شخصیت میں اخلاقِ نبویؐ کا پرتو تھا آپ کے باطن میں زہد، اخلاص اور خشیت کی کیفیات روشن تھیں۔ آپ نے سادہ زندگی گزار کر امت کو قناعت، صبر اور وقار سکھایا آپ کی تواضع نے متکبر کو جھکایا اور متردد کو راغب کیا آپ کا باطن پاکیزہ تھا، جس کا اثر ظاہر پر غالب تھا۔

حضرت قاضی سید محمد عتیق جعفری المداری کا خانقاہی نظام وسلوکِ طریقت

حضرت قاضی ملت، سید پیر طریقت، شیخ المشائخ حضرت قاضی محمد عتیق جعفری المداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صرف ایک صوفئی وقت وحافظ قرآن حکیم، یا معلمِ علوم دینیہ ہی نہ تھے بلکہ آپ ایک کامل مربی، سلوکِ مداریہ کے مجاز ومرشد، اور صاحبِ نسبت شیخِ طریقت بھی تھے۔ آپ کا خانقاہی و روحانی نظام ہزاروں طالبانِ سلوک وحقیقت کے لیے مینار؟ نور تھا۔

سلوکِ مداریہ اور طریقت کی تعلیم

آپ سلسلۂ مداریہ کے عظیم بزرگوں میں سے تھے، اور آپ نے اپنے خلفاء اور مریدین کی تربیت اصولِ مداریہ کے مطابق فرمائی۔

سلوکِ مداریہ کے نمایاں اجزاء جن پر آپ زور دیتے:

☆ فنائے نفس ☆ صدق و صفا، ☆ خلوت و ذکر، ☆ مجاہدۂ نفس، ☆ خدمتِ خلق اور اللہ کی یاد میں فنا ہونا۔

آپ فرماتے: "مداری طریقہ صرف ظاہری بیعت نہیں، بلکہ باطن کی قربانی مانگتا ہے۔"

قاضی ملت کا طرز بیعت وارشاد

آپ کے ہاتھ پر ہزاروں افراد نے بیعتِ طریقت کی، جو روحانی ترقی کے خواہش مند تھے۔

آپ ہر بیعت لینے سے پہلے استعداد ونیت کا امتحان لیتے۔ کوئی دنیوی یا وقتی جذبہ رکھنے والے کو نصیحت کر کے روک

دیتے۔صرف سچوں، باطن صاف کرنے والوں، اور مجاہدہ کرنے والوں کو قبول کرتے۔

آپ فرماتے: بیعت کے بعد تم کو مجھ میں نہیں، خود میں تبدیلی لانی ہے۔

خلفاء کی تربیت

آپ نے مختلف علاقوں میں خلفاء و مجازین مقرر فرمائے، مگر ہر ایک کو باقاعدہ: روحانی تربیت، نصیحت و تلقین، اور علمِ شریعت وطریقت سے آراستہ فرمایا۔

آپ کے تربیت یافتہ خلفاء، جہاں کہیں گئے، فیضانِ عتیقی لے کر گئے۔ان کی زندگیوں سے حضرت کے علم، تقویٰ، سادگی، اور اخلاص کی جھلک اج بھی نظر آتی ہے۔

حضرت قاضی ملت کے ذکر ومراقبہ کا نظام

آپ خانقاہ میں اذکارِ صباح و شام، وظائفِ مجربہ، درود وتسبیحات، اور مراقبہ کی نہایت بابرکت ترتیب قائم فرماتے۔ہر رات بعدِ عشاء ذکرِ جلی وخفی کا حلقہ ہوتا۔ہر جمعرات محفلِ درود ودعا منعقد ہوتی۔مریدین کو خاص روحانی مشقیں دی جاتیں۔طریقت میں ترقی پانے والے مریدین سے مراقبہ کی کیفیت معلوم کرتے

انفرادی اصلاحی نشستیں

آپ کا طریقہ یہ تھا کہ: ہر مرید سے الگ بیٹھتے۔اس کے مزاج اور حال پر گفتگو فرماتے۔اس کی روحانی کمزوری کو پہچان کر نسخہ بتاتے اور مستقل نگرانی فرماتے۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے: شیخ وہی ہے جو سالک کے دل کا آئینہ ہو، اور اس میں اس کے باطن کا عکس دکھائی دے۔

جبل پور اور کٹنگی کے علاقے میں سلسلہ مداریہ کا احیاء

حضرت نے سلوکِ مداریہ کو صرف ظاہری لباس و رسم سے نکال کر باطنی صفائی، معرفتِ الٰہی، اور اتباعِ سنت کی جانب موڑا۔

آپ کا نعرہ تھا: ''مداری بنو، یعنی اللہ والے بنو؛ نہ کہ دنیا کے پیچھے بھاگنے والے!'' خلاصہ یہ کہ حضرت قاضی ملت نے خانقاہی نظام کو علم، روحانیت، اور سلوکِ باطن کا گہوارہ بنایا آپ کے حلقہ ذکر ومراقبہ میں فیضانِ حق وسچ جاری ہوتا خلفاء کی تربیت اور بیعت کے اصولوں میں اخلاص وبصیرت نمایاں تھی آپ نے طریقت کو شریعت سے جوڑ کر اعتدال اور روحانیت کی بلند مثال قائم فرمایا آپ کا وصال پر ملال 12، شعبان المعظم 1433، ہجری مطابق 3، جولاء 2012ء بروز منگل بوقت صبح صادق ہوا۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

•••

ایک کامیاب تحریک

فیضان مدار کمیٹی کٹنگی جبل پور

از قلم: محمد حنیف پرنم عتیقی

کٹنگی ایسی جگہ ہے کہ من جانب فیضان مدار کمیٹی حضور قاضی سید محمد عتیق جعفری المداری کی سرپرستی میں آل انڈیا ......کا سالانہ جشن مدار العالمین محبت اہل بیت منایا جاتا ہے۔

اُس سال فاتح مناظرہ اجمیر حضور علامہ ڈاکٹر سید مرغوب عالم ایم اے ایل ایل بی جعفری المداری تشریف لائے تھے کہ جہاں علماء کرام کو ٹھہرایا گیا تھا جس وقت میں پہونچا تو دیکھا کہ عبدالجبار ملاجی ڈاکٹر صاحب قبلہ کے قدم پکڑے ہیں اپنی کہانی بتارہے ہیں۔

آپ نے کہا کہ ملاجی جو کچھ بھی ہوا ہے تمہاری غلطیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ خیر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری بتائی ہوئی باتوں پر عمل کروگے تو انشاء اللہ سب کچھ کھویا ہوا واپس مل جائے گا۔ تیار ہو ملاجی بولے بتایئے، کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے پیرزادہ قاضی سید محمد عتیق جعفری المداری کو اپنے برابر تصور نہ کریں۔ اپنے پیر کے برابر سمجھیں اور احترام کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ مدار یہ نورانی مسجد میں ہی نماز پڑھا کریں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اپنے بیڑے میں سب سے مل جل کر رہیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ یہ پُرنم میاں مداری بیٹھے ہیں انہیں دشمن نہ جانیں سب لوگ انہیں جانتے ہیں ان سے بھائی چارہ رکھیں۔ انشاء اللہ بالکل سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور پہلے سے زیادہ پیر کی عطائیں ہو جائیں گی۔ لیکن افسوس ہے کہ زندگی بھر تنہا رہے۔ کسی ایک بات پر بھی عمل پیرا نہ رہے۔

راقم الحروف محمد حنیف پُرنم عتیقی مداری کی بیٹی جبل پور میں سسرال میں تھی زچگی کا وقت نزدیک تھا کہ جبل پور سے خبر آئی کہ میری بیٹی ایلگن ہاسپٹل میں بھرتی ہے اور موت وزندگی کے درمیان پھنسی ہوئی ہے میں اور میری بیوی ایلگن اسپتال پہونچے۔ حقیقت معلوم ہوئی تو میں سخت گھبرا گیا اور ایک ہی چارہ تھا اپنے داماد کو پہلے سیدھا مدار چلہ شریف پر حاضری دی سرکار سے اپنی روداد سنائی۔ چلہ شریف کے خادم جناب مبارک علی شاہ نے چلّے شریف سے ایک گلاب کا پھول اُٹھا کے دیدیا اور کہا کہ پُرنم مداری کی بیٹی کو انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا جاؤ اور آدھا پھول لڑکی کو کھلا دو سب ٹھیک ہو جائے گا پھر میں ایلگن اسپتال پہونچا لڑکی کی ساس سے تاکید کے ساتھ آدھا پھول کھلانے کو کہا اور محلے آگیا۔ چونکہ رات میں دو آدمی کے علاوہ اسپتال میں رکنے نہیں دیتے ہیں لہٰذا دوسرے دن صبح اسپتال جانے والا ہی تھا کہ میری لڑکی کی ساس نے خبر دی کہ جو کچھ بھی معاملہ تھا سب ٹھیک ہو گیا۔ یہاں جو مشہور جلسہ ہوتا ہے کٹنگی سے ہر سال علماء اور سادات کو لینے جب پہونچے تو میں بھی ریلوے اسٹیشن پہونچا تو لڑکی پکار اُٹھی کہ حضرت ہی تو آئے تھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر دو قدم چلایا تھا اور فرمایا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس وقت حضرت کے ساتھ خواجہ سید مصباح المدار اور مولانا سعید اختر بھی تھے۔

ڈاکٹر فیروز مداری نے بتایا کہ میں اپنے دوست خلیل سٹنگ والے کو لیکر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ خلیل سٹنگ

والے مرید ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت نے کہا پھر کبھی ہو جانا۔ پھر ایک روز میں اور خلیل تعویذ کے لئے پہونچے تو حضرت نے فرمایا کہ تم تو مداری ہو۔ تعویذ کی کیا ضرورت ہے۔ پھر ٹال دیا گیا۔ دوسرے دن پہونچے ہم دونوں ساتھ تھے اور سلام وقدم بوسی کر کے خاموش بیٹھے تھے کہ میرے دل میں اچانک یہ خیال آیا حضرت کم سے کم سر پہ ہاتھ ہی رکھ دیں۔

اسی خیال میں مبتلا تھا کہ حضرت کے ہاتھ اُٹھے اور میرے سر پہ دونوں ہاتھ رکھ کے فرمایا فیروز خوش ہو۔ میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ لیکن خلیل اس سے بھی مرحوم رہ گئے۔

بفضلہٖ تعالیٰ آج دور حاضر میں میرے پیرزادہ صاحب زادہ حضرت علامہ مولانا قاضی محمد توثیق منصف مصباحی جعفری المداری نے کم عمری میں ہی جو عزت وسر بلندی حاصل کی ہے یہ ان کی قابلیت اور اپنے والد گرامی میرے مرشد برحق حضرت علامہ حافظ وقاری قاضی سید محمد عتیق صاحب جعفری المداری کی اپنے اجداد کی تربیت اور وراثت میں ملی امانت ودولت کا ہی نتیجہ ہے۔ والد گرامی اور آقائی مولائی مرشدی حضور الحاج پیر طریقت قاضی سید محمد رفیق رحمۃ اللہ کی مدھیہ پردیش کے علاقہ میں مدتوں سے اُن اجداد سے تبلیغ دین اور سلسلہ عالیہ مداریہ کی نسبتوں کا فیضان خاص وعام میں تقسیم کرنا اور اہل بیت اطہار کی محبت کا سبق لوگوں کو پڑھانا۔ قرب وجوار کے مقامات پر دینی اجلاس قائم کروانا۔ محبت اہل بیت کی کانفرنس کرنا اور دوسری خانقاہوں کے پیران کرام علمائے اہل سنت قوم کے اہل دانش سے رابطہ رکھنا اور اس ترقی یافتہ دور میں صحیح العقیدہ مسلمان بنانا۔ سنیت کا ماحول قائم جس کی روشن دلیل یہ ہے کہ پاٹن، کٹنگی، جبل پور، کٹنی، دموہ، ضلع پنا، بالا گھاٹ میں اہل سنت کے سچے مولائی بنانا۔ جس کی مثال کٹنگی ایک سینٹر بن گیا۔ مسلسل کٹنگی میں آل انڈیا مسلسل 40واں سالانہ جشن مدار العالمین محبت اہل بیت پورے ملک میں مشہور ہو گیا۔ اس میں سادات مکن پور شریف کے علماء اور شعراء پیران کرام کی مہربانیاں اور ذرّہ نوازی شامل حال ہے۔ جس میں بابائے قوم وملت حضور سید ولی شکوہ فاتح اجمیر مجاہد دوراں ڈاکٹر سید محمد مرغوب عالم ایم اے ایل ایل بی جعفری المداری حضرت علامی قاری سید محضر علی محقق عصر حضرت سید منور علی جعفری المداری، حضرت علامہ مولانا سید مختار صاحب جعفری المداری، حضرت علامہ مولانا سید وقار عالم صاحب جعفری المداری صاحب رہبر نور کے ایڈیٹر، حضرت الحاج ڈاکٹر علامہ مولانا سید محمد مقتدا حسین جعفری المداری پیر طریقت حضرت سید محمد فاران شکوہ جعفری المداری، آبروئے علم وفن کے علمبردار امام شعراء حضرات علامہ ادیب مکن پوری اور ان کے شہزادے حضرت علامہ شہرت ادیب اور ان کے شہزادے کاشف ادیب نے خصوصی طور پر کمیٹی فیضان مدار کمیٹی بہت قریبی تعلق ہے۔ اور خواجہ مصباح المدار جو کہ آج حسان الہند مسلسل سالوں سے کٹنگی کو اپنے نوازش کرم سے نوازتے رہتے ہیں، جب بھی کمیٹی یاد کرتی ہے حضور حسان الہند کبھی مایوس نہیں کرتے، ہم جتنا بھی شکریہ ادا کریں وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ان کے احسانات کرم فرمائیاں سرکار مدار پاک فیضان سمجھتے ہیں۔ بہر کیف حضرت علامہ مولانا سید محمد توثیق جعفری المداری کو اللہ پاک ہمارے سروں پر سائبان رحمت بنائے رکھے۔ آمین ثم آمین۔ اس کے علاوہ دوسرے جن کا نام چھوٹ گیا ہے، بہت سے سادات جن میں ہمارے پیرزادہ پیر طریقت حضور قاضی سید محمد لئیق عرف چھدّن صاحب بھیا کی نوازشیں بہت زیادہ ہیں جو کہ ان کی کرامتوں کی شکل میں کرامتوں کی طرف سامنے آتی رہی آپ اب ان کے چھوٹے شہزادے حضرت علامہ مولانا شہزادہ قاضی سید محمد تشریق پیش پیش رہتے اور سلسلے کی تبلیغ اور اہل بیت کے دشمن کو پوری ترتیب کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رسول پاک کے صدقہ میں سرکار سرکاراں سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ کے پیغام کو دور تک پہنچائے اور غلامان قطب المدار یعنی ہمیں اور سارے مولائیوں کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

●●●

MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

دم مدار بیڑا پار

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

QUARTERLY URDU
RAHBARE NOOR
MAKANPUR SHARIF, KANPUR
PRGI No. UPURD/2020/89824
L-POST REGISTRATION
"RAHBARE NOOR" K.P.(M.) /007/2021-23
MAKANPUR SHARIF, KANPUR, INDIA PINCODE-209202

قطب الاقطاب فرد الافراد شہنشاہ اولیائے کبار
حضرت سید بدیع الدین قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ عنہ

کے ۶۰۹ ویں

عرس قطب المدار رضی اللہ عنہ

کی ہم دل کی گہرائیوں کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب: دار القضاہ خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف
ومنصف گروپ قاضی سید محمد توثیق منصف مصباحی

Mob:- 9793997488,7000827807

CHIEF EDITOR
ABUL MASHRAB
SYED MUQTIDA HUSAIN JAFRI
H.O.- P.O. Makanpur Sharif, Kanpur Nagar India- 209202
Please Contact us: 9956677119, 8737967832
6394344966, 9760422993, 8840701867